



ضمیمہ و کلیات نظم عالی

مشتکلات

Checked
1987

نظم و تر فارسی و عربی

جو ابتدائے سن تیز سے ۳۲ سالہ تک مختلف اوقات میں
عالیجناب شمس العلماء مولوی حافظ خواجہ الطاف حسین صاحب عالی
کے کلک جم اہر سکا کے تراوش پاتی رہیں
اور اب فادہ عام کے لیے

حسب فرمایش جناب حافظ محمد تقی صاحب مجددی پانی پتی
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

ہندوستان کی تاریخ و ثقافت کا مطالعہ کیا
تحفہ ہندوستان کی تاریخ و ثقافت کا مطالعہ کیا

فهرست مضامین ضمیمه اردو کلیات نظم حالی

نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ
۱	تہنید	۱	۱۵	قطبہ تاریخ وفات قبل از وقت سید محمود علی مرحوم	۲۸
۲	نظم فارسی	۵	۱۶	خلف سید بر علی بنیہ مین برادر سید احمد	۲۹
۳	غزلیات	۱۶	۱۷	بہادر کر از طلبہ شہید کا بیتا محمد علی علی گڑھ	۳۰
۴	تخمیں غزل لعلیہ جناب مرزا غالب مرحوم	۱۸	۱۸	قطبہ برفات وزیر الدہ و خلیفہ سید محمد حسن خاں	۳۱
۵	کہ در حیات ایشان نوشتہ شدہ بود	۱۹	۱۹	مرحوم وزیر ریاست پشوالہ	۳۱
۶	رباعیات	۲۰	۲۰	قطبہ در روز وفات جناب شیر الدہ و خلیفہ	۳۳
۷	در شکر یہ ہمان نوازی قاضی محمد خلیل صاحب	۲۱	۲۱	سید محمد حسین خاں مرحوم برادر خود وزیر الدہ و خلیفہ	۳۳
۸	بر بلوی کہ در زمانہ قحط و برہی گفتہ شد	۲۲	۲۲	قطبہ در شعر خطاب بیجا نب حضرت غالب مرحوم	۳۳
۹	در شکر لطف عنایت سید کر امت علی مرحوم	۲۳	۲۳	قطبہ دیگر	۳۳
۱۰	صفا تخلص ہنگام وداع از پشوالہ	۲۴	۲۴	ترجیع بند	۳۳
۱۱	دعا ویل چواہت مولانا شبلی و غلطہ	۲۵	۲۵	مرثیہ نواب مختار الملک مرزا لاہور	۳۳
۱۲	در تاسف برفات یکی از فرزندان ہمالیہ	۲۶	۲۶	تراب علیخان مرحوم دارالہمام سرکار عالی نظام کرا	۳۳
۱۳	کشن پر شا وہما دارالہمام سرکار عالی تخلص شاہ	۲۷	۲۷	طرف کیٹی تعلیمی رستہ اعلوم علی گڑھ اشاعت یافتہ	۳۳
۱۴	رباعیات و در شکر یہ شہرہ بی رسالہ مولوی علی علی	۲۸	۲۸	قصیدہ در تہنیت عید الفطر جناب نواب سر	۳۳
۱۵	خالص سلب آکر پرو فیہ نظم کالج در حیدر آباد	۲۹	۲۹	آسمان جاہ ہما در مرحوم	۳۳
۱۶	در شان نواب غیاث الدین احمد خاں مرحوم	۳۰	۳۰	قطبہ در تہنیت عید الفطر سبکی نواب سرکار جاہ	۳۳
۱۷	دہلوی تخلص بہ تیرہ فارسی در شان ہمدرد	۳۱	۳۱	ہما در دارالہمام سرکار عالی نظام	۳۳
۱۸	خطاب بحضرت ممتاز مرحوم	۳۲	۳۲	قطبہ در سپاس لطف و کرم جناب کرنل باؤر	۳۳
۱۹	قصائد و قطعات وغیرہ	۳۳	۳۳	وفیکہ عنان ادارہ تعلیم نجانبہ دست ایشان بود	۳۳
۲۰	قصیدہ در مدح جناب غفران آغا جی الحرمین	۳۴	۳۴	ترتیب ماہ مانے جللی و نظم	۳۳
۲۱	الشرفین نواب کلب علیخان مرحوم رئیس	۳۵	۳۵	فشوہ	۳۳
۲۲	مصطفی آباد رام پور	۳۶	۳۶	شکر یہ مشروح فرح عمر گہ پرٹ از طرف عزیزی	۳۳
۲۳	قطبہ برفات از پیل نواب محمد علیخان مرحوم	۳۷	۳۷	انشار اسد قاس مرحوم دہلوی	۳۳
۲۴	متخلص بہ شبکی رئیس جہانگیر آباد و علی غفر	۳۸	۳۸	قطبہ طبعیہ دیوان فشی اقبال حسین صاحب عاشق	۳۳
۲۵		۳۹	۳۹	تہنیدہ در شان جناب خطاب بہ محمد شی امیر	۳۳
۲۶		۴۰	۴۰	حبیبہ اسد خاں الی دولت خدا و دو خانہ خاں	۳۳

صفحہ	مضمون	نمبر	صفحہ	مضمون	نمبر
۵۱	قطعة تاریخ تیسرا جہا بنارکھ سید محمد زکی	۴۵	۳۰	دشکر یاد آوری عالیجناب شہزادہ شاہنشاہ	۳۰
۵۱	رئیس سوئی پت	۴۶	۳۱	آفرینیل نواب سواہر علیخان بہادر مستعین	۳۱
۵۱	قطعة بروقات مولوی چراغ علی مرحوم	۴۷	۳۲	والی میاست رام پور	۳۲
۵۲	قطعة تاریخ وفات جناب خواجہ کریم علی	۴۸	۳۳	ترکینید	۳۳
۵۲	صاحب مرحوم جعاف محمد یعقوب صاحب	۴۹	۳۴	مرثیہ جناب متابع اولادہ لہ عارف جنگ	۳۴
۵۳	محمدی کی فرمائش سے کہا گیا تھا۔	۵۰	۳۵	ڈاکٹر مسر سید احمد خاں غفلو	۳۵
۵۳	نشر فارسی	۵۱	۳۶	قطعة دشکر صحت یابی شہر العلماء لانا شہلی	۳۶
۵۳	دیباچہ سفر نامہ حکیم ناصر خسرو متضمن سو اسی	۵۲	۳۷	نہانی۔	۳۷
۵۳	حکیم موصوف کو بخلاف تذکرہ نگاران پیشین	۵۳	۳۸	عیدی شب برات	۳۸
۵۳	حقائق واقیہ از سفر نامہ دیوان شعراد	۵۴	۳۹	قطعات تاریخ مختلف یادہ مانے	۳۹
۵۳	استنباط کردہ بصحت ہرچہ تمام تر نوشتہ	۵۵	۴۰	تاریخ	۴۰
۵۳	شدہ است۔	۵۶	۴۱	قطعة تاریخ طبع دیوان میر محمدی محمد فرخ ہلوی	۴۱
۵۳	ترجمہ بعضے از مقالات حکماء کے اردو پا از	۵۷	۴۲	تاریخ بنائے مکان سید عوض علی مرحوم	۴۲
۵۳	انگلیسی و پارسی	۵۸	۴۳	چارچہ ضلع بلند شہر	۴۳
۵۳	ترجمہ و تہذیب بعضے از مضامین نفیسہ	۵۹	۴۴	قطعة تاریخ مسجد واقع سوئی پت الخ	۴۴
۵۳	محاسن الاخلاق مرقیہ جناب بہادر شاہ	۶۰	۴۵	تاریخ وفات محمد ابراہیم چاں مرطاب علم	۴۵
۵۳	مولوی نکار اللہ مرحوم انارک و در پارسی	۶۱	۴۶	بی اے کلاس دہلی کلج	۴۶
۵۳	حالیہ ایران۔	۶۲	۴۷	تاریخ بہ پایاں سید بنائے سید مریدی	۴۷
۵۳	کبر و خود پسندی	۶۳	۴۸	مرحوم رئیس گلاؤشی در بلند شہر	۴۸
۵۳	شجاعت	۶۴	۴۹	تاریخ اونگ شہنی حضور آصف چاہ نظام	۴۹
۵۳	مناصب جلیلہ	۶۵	۵۰	الملک سادوس سید محبوب علیخان بہادر	۵۰
۵۳	رج و دستاویز	۶۶	۵۱	فرمان روانے ملک دکن خلد اسد ملک	۵۱
۵۳	مشق و مہارت	۶۷	۵۲	تاریخ ولت جناب نواب ضیاء الدین احمد خان	۵۲
۵۳	مہیبت و ناکامی	۶۸	۵۳	صاحب مرحوم مولوی رئیس لونارو	۵۳
۵۳	تعلیم	۶۹	۵۴	تاریخ بنائے سماں سرے در موضع سوئی پت	۵۴
۵۳	علم و خلاق	۷۰	۵۵	پنجاب بحال سال عیسوی	۵۵
۵۳	خود کشی	۷۱	۵۶	تاریخ بنائے باغ در موضع قسہ ضلع مظفرنگر	۵۶
۵۳	زندگانی خردہ	۷۲	۵۷	ترتیب یادہ سید فیاض علیخان سید سہ	۵۷
۵۳	دوستی	۷۳			

نمبر	مضمون	نمبر	مضمون	نمبر	مضمون
۶۳	ششم بہ ترازدیوانی است	۹۵	بقاؤم کی شادی کھڑائی کے موقع پر بطور مبارکباد	۱۱۹	بیاض کی حالت میں لاہور پہلی پہلی گئی تھی
۶۴	عجبت مادرسی	۹۶	حرفی کی آیات دہلی کے اجاب کو لاہور سے لکھ کر	۱۲۰	بھیجی گئی تھیں۔
۶۵	استنزا	۹۷	نظم عربی کا ردی صاحب کی شان میں لکھی گئی	۱۲۱	تھی جبکہ قائم مقام ڈاکٹر سر شریعت قدیم تھے
۶۶	عجارت گستاخ برائے مرقد مرحوم سید	۹۸	نظم عربی مبارک باد شادی کھڑائی میں مرزا کریم آباد	۱۲۲	صاحب گورگانی
۶۷	امیر علی رئیس دہلی غفرلہ	۹۹	قصیدہ بانیہ مدثران حضرت شاہ عبدالغنی رح	۱۲۳	مبارک باد خطاب شمس العلاما بچا پٹے لانا شبلی
۶۸	لوح کتبہ مرقد مرزا الہی بخش مرحوم کہ حبیب	۱۰۰	نغمائی کہ دہلی گز۔ نوشتہ شد	۱۲۴	
۶۹	اقبال مرزا سیماں جاہ صاحب نوشتہ شد	۱۰۱		۱۲۵	
۷۰	نشرت دیم	۱۰۲		۱۲۶	
۷۱	تقریظ دیوان فارسی حضرت سرتی سید	۱۰۳		۱۲۷	
۷۲	تعالیٰ کہ در سال ہزار ہشتصد و مفتاد و	۱۰۴		۱۲۸	
۷۳	سیحی از زمان حیات مصنف منصور قدس	۱۰۵		۱۲۹	
۷۴	تقریظ دیوان سالک	۱۰۶		۱۳۰	
۷۵	تقریظ دیوان قلع	۱۰۷		۱۳۱	
۷۶	عرضداشت بحضور دیوان کلب علیخان بہادر	۱۰۸		۱۳۲	
۷۷	تیسرے نام پورہ شکر عظیمیہ دیوان فارسی موسوم	۱۰۹		۱۳۳	
۷۸	پہلے سندھ کے خاقانی و مجموعہ نشر فارسی موسوم	۱۱۰		۱۳۴	
۷۹	پہلے التاج	۱۱۱		۱۳۵	
۸۰	ایضاً	۱۱۲		۱۳۶	
۸۱	عرضہ بنام نامی جناب مرزا ابوالفضل خاں	۱۱۳		۱۳۷	
۸۲	قالہ دیوان یعنی شعر نظیری کہ جناب محمد	۱۱۴		۱۳۸	
۸۳	آزاد ناقص العیاد نظری قرار دادہ بودند	۱۱۵		۱۳۹	
۸۴	حب ایاتے انجیاب	۱۱۶		۱۴۰	
۸۵	بنام جناب حافظ قاضی عبدالرحمن مرحوم پانی	۱۱۷		۱۴۱	
۸۶	متخلص بختین	۱۱۸		۱۴۲	
۸۷	ایضاً	۱۱۹		۱۴۳	
۸۸	بنام جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی	۱۲۰		۱۴۴	
۸۹	نظم عربی	۱۲۱		۱۴۵	
۹۰	نظم عربی جو محمد زیدی منشی محمد کرم احمد خان دام	۱۲۲		۱۴۶	
۹۱		۱۲۳		۱۴۷	
۹۲		۱۲۴		۱۴۸	
۹۳		۱۲۵		۱۴۹	
۹۴		۱۲۶		۱۵۰	
۹۵		۱۲۷		۱۵۱	
۹۶		۱۲۸		۱۵۲	
۹۷		۱۲۹		۱۵۳	
۹۸		۱۳۰		۱۵۴	
۹۹		۱۳۱		۱۵۵	
۱۰۰		۱۳۲		۱۵۶	
۱۰۱		۱۳۳		۱۵۷	
۱۰۲		۱۳۴		۱۵۸	
۱۰۳		۱۳۵		۱۵۹	
۱۰۴		۱۳۶		۱۶۰	
۱۰۵		۱۳۷		۱۶۱	
۱۰۶		۱۳۸		۱۶۲	
۱۰۷		۱۳۹		۱۶۳	
۱۰۸		۱۴۰		۱۶۴	
۱۰۹		۱۴۱		۱۶۵	
۱۱۰		۱۴۲		۱۶۶	
۱۱۱		۱۴۳		۱۶۷	
۱۱۲		۱۴۴		۱۶۸	
۱۱۳		۱۴۵		۱۶۹	
۱۱۴		۱۴۶		۱۷۰	
۱۱۵		۱۴۷		۱۷۱	
۱۱۶		۱۴۸		۱۷۲	
۱۱۷		۱۴۹		۱۷۳	
۱۱۸		۱۵۰		۱۷۴	
۱۱۹		۱۵۱		۱۷۵	
۱۲۰		۱۵۲		۱۷۶	
۱۲۱		۱۵۳		۱۷۷	
۱۲۲		۱۵۴		۱۷۸	
۱۲۳		۱۵۵		۱۷۹	
۱۲۴		۱۵۶		۱۸۰	
۱۲۵		۱۵۷		۱۸۱	
۱۲۶		۱۵۸		۱۸۲	
۱۲۷		۱۵۹		۱۸۳	
۱۲۸		۱۶۰		۱۸۴	
۱۲۹		۱۶۱		۱۸۵	
۱۳۰		۱۶۲		۱۸۶	
۱۳۱		۱۶۳		۱۸۷	
۱۳۲		۱۶۴		۱۸۸	
۱۳۳		۱۶۵		۱۸۹	
۱۳۴		۱۶۶		۱۹۰	
۱۳۵		۱۶۷		۱۹۱	
۱۳۶		۱۶۸		۱۹۲	
۱۳۷		۱۶۹		۱۹۳	
۱۳۸		۱۷۰		۱۹۴	
۱۳۹		۱۷۱		۱۹۵	
۱۴۰		۱۷۲		۱۹۶	
۱۴۱		۱۷۳		۱۹۷	
۱۴۲		۱۷۴		۱۹۸	
۱۴۳		۱۷۵		۱۹۹	
۱۴۴		۱۷۶		۲۰۰	
۱۴۵		۱۷۷		۲۰۱	
۱۴۶		۱۷۸		۲۰۲	
۱۴۷		۱۷۹		۲۰۳	
۱۴۸		۱۸۰		۲۰۴	
۱۴۹		۱۸۱		۲۰۵	
۱۵۰		۱۸۲		۲۰۶	
۱۵۱		۱۸۳		۲۰۷	
۱۵۲		۱۸۴		۲۰۸	
۱۵۳		۱۸۵		۲۰۹	
۱۵۴		۱۸۶		۲۱۰	
۱۵۵		۱۸۷		۲۱۱	
۱۵۶		۱۸۸		۲۱۲	
۱۵۷		۱۸۹		۲۱۳	
۱۵۸		۱۹۰		۲۱۴	
۱۵۹		۱۹۱		۲۱۵	
۱۶۰		۱۹۲		۲۱۶	
۱۶۱		۱۹۳		۲۱۷	
۱۶۲		۱۹۴		۲۱۸	
۱۶۳		۱۹۵		۲۱۹	
۱۶۴		۱۹۶		۲۲۰	
۱۶۵		۱۹۷		۲۲۱	
۱۶۶		۱۹۸		۲۲۲	
۱۶۷		۱۹۹		۲۲۳	
۱۶۸		۲۰۰		۲۲۴	
۱۶۹		۲۰۱		۲۲۵	
۱۷۰		۲۰۲		۲۲۶	
۱۷۱		۲۰۳		۲۲۷	
۱۷۲		۲۰۴		۲۲۸	
۱۷۳		۲۰۵		۲۲۹	
۱۷۴		۲۰۶		۲۳۰	
۱۷۵		۲۰۷		۲۳۱	
۱۷۶		۲۰۸		۲۳۲	
۱۷۷		۲۰۹		۲۳۳	
۱۷۸		۲۱۰		۲۳۴	
۱۷۹		۲۱۱		۲۳۵	
۱۸۰		۲۱۲		۲۳۶	
۱۸۱		۲۱۳		۲۳۷	
۱۸۲		۲۱۴		۲۳۸	
۱۸۳		۲۱۵		۲۳۹	
۱۸۴		۲۱۶		۲۴۰	
۱۸۵		۲۱۷		۲۴۱	
۱۸۶		۲۱۸		۲۴۲	
۱۸۷		۲۱۹		۲۴۳	
۱۸۸		۲۲۰		۲۴۴	
۱۸۹		۲۲۱		۲۴۵	
۱۹۰		۲۲۲		۲۴۶	
۱۹۱		۲۲۳		۲۴۷	
۱۹۲		۲۲۴		۲۴۸	
۱۹۳		۲۲۵		۲۴۹	
۱۹۴		۲۲۶		۲۵۰	
۱۹۵		۲۲۷		۲۵۱	
۱۹۶		۲۲۸		۲۵۲	
۱۹۷		۲۲۹		۲۵۳	
۱۹۸		۲۳۰		۲۵۴	
۱۹۹		۲۳۱		۲۵۵	
۲۰۰		۲۳۲		۲۵۶	
۲۰۱		۲۳۳		۲۵۷	
۲۰۲		۲۳۴		۲۵۸	
۲۰۳		۲۳۵		۲۵۹	
۲۰۴		۲۳۶		۲۶۰	
۲۰۵		۲۳۷		۲۶۱	
۲۰۶		۲۳۸		۲۶۲	
۲۰۷		۲۳۹		۲۶۳	
۲۰۸		۲۴۰		۲۶۴	
۲۰۹		۲۴۱		۲۶۵	
۲۱۰		۲۴۲		۲۶۶	
۲۱۱		۲۴۳		۲۶۷	
۲۱۲		۲۴۴		۲۶۸	
۲۱۳		۲۴۵		۲۶۹	
۲۱۴		۲۴۶		۲۷۰	
۲۱۵		۲۴۷		۲۷۱	
۲۱۶		۲۴۸		۲۷۲	
۲۱۷		۲۴۹		۲۷۳	
۲۱۸		۲۵۰		۲۷۴	
۲۱۹		۲۵۱		۲۷۵	
۲۲۰		۲۵۲		۲۷۶	
۲۲۱		۲۵۳		۲۷۷	
۲۲۲		۲۵۴		۲۷۸	
۲۲۳		۲۵۵		۲۷۹	
۲۲۴		۲۵۶		۲۸۰	
۲۲۵		۲۵۷		۲۸۱	
۲۲۶		۲۵۸		۲۸۲	
۲۲۷		۲۵۹		۲۸۳	
۲۲۸		۲۶۰		۲۸۴	
۲۲۹		۲۶۱		۲۸۵	
۲۳۰		۲۶۲		۲۸۶	
۲۳۱		۲۶۳		۲۸۷	
۲۳۲		۲۶۴		۲۸۸	
۲۳۳		۲۶۵		۲۸۹	
۲۳۴		۲۶۶		۲۹۰	
۲۳۵		۲۶۷		۲۹۱	
۲۳۶		۲۶۸		۲۹۲	
۲۳۷		۲۶۹		۲۹۳	
۲۳۸		۲۷۰		۲۹۴	
۲۳۹		۲۷۱		۲۹۵	
۲۴۰		۲۷۲		۲۹۶	
۲۴۱		۲۷۳		۲۹۷	
۲۴۲		۲۷۴		۲۹۸	
۲۴۳		۲۷۵		۲۹۹	
۲۴۴		۲۷۶		۳۰۰	
۲۴۵		۲۷۷		۳۰۱	
۲۴۶		۲۷۸		۳۰۲	
۲۴۷		۲۷۹		۳۰۳	
۲۴۸		۲۸۰		۳۰۴	
۲۴۹		۲۸۱		۳۰۵	
۲۵۰		۲۸۲		۳۰۶	
۲۵۱		۲۸۳		۳۰۷	
۲۵۲		۲۸۴		۳۰۸	
۲۵۳		۲۸۵		۳۰۹	
۲۵۴		۲۸۶		۳۱۰	
۲۵۵		۲۸۷		۳۱۱	
۲۵۶		۲۸۸		۳۱۲	
۲۵۷		۲۸۹		۳۱۳	
۲۵۸		۲۹۰		۳۱۴	
۲۵۹		۲۹۱		۳۱۵	
۲۶۰		۲۹۲		۳۱۶	
۲۶۱		۲۹۳		۳۱۷	
۲۶۲		۲۹۴		۳۱۸	
۲۶۳		۲۹۵		۳۱۹	
۲۶۴		۲۹۶		۳۲۰	
۲۶۵		۲۹۷		۳۲۱	
۲۶۶		۲۹۸		۳۲۲	
۲۶۷		۲۹۹		۳۲۳	
۲۶۸		۳۰۰		۳۲۴	
۲۶۹		۳۰۱		۳۲۵	
۲۷۰		۳۰۲		۳۲۶	
۲۷۱		۳۰۳		۳۲۷	
۲۷۲		۳۰۴		۳۲۸	
۲۷۳		۳۰۵		۳۲۹	
۲۷۴		۳۰۶		۳۳۰	
۲۷۵		۳۰۷		۳۳۱	
۲۷۶		۳۰۸		۳۳۲	
۲۷۷		۳۰۹		۳۳۳	
۲۷۸		۳۱۰		۳۳۴	
۲۷۹		۳۱۱		۳۳۵	
۲۸۰		۳۱۲		۳۳۶	
۲۸۱		۳۱۳		۳۳۷	
۲۸۲		۳۱۴		۳۳۸	
۲۸۳		۳۱۵		۳۳۹	
۲۸۴		۳۱۶		۳۴۰	
۲۸۵		۳۱۷		۳۴۱	
۲۸۶		۳۱۸		۳۴۲	
۲۸۷		۳۱۹		۳۴۳	
۲۸۸		۳۲۰		۳۴۴	
۲۸۹		۳۲۱		۳۴۵	
۲۹۰		۳۲۲		۳۴۶	
۲۹۱		۳۲۳		۳۴۷	
۲۹۲		۳۲۴		۳۴۸	
۲۹۳		۳۲۵		۳۴۹	
۲۹۴		۳۲۶		۳۵۰	

صحنہ نمبر اردو گیارہ نظم حالی

صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح
۱	۵	سیدہ	۸۳	۱۸	سداے	۱۲۶	۱۲	ہالز ریا	۱۲	۱۲۶	بالز ریا
۱۲	۱۲	یاراے	۸۴	۹	صوڑہیں	۱۲۷	۲	صداق	۲	۱۲۷	صداق
۱۶	نوٹ	سجری	۸۵	۱۸	کسلے کہ	۱۲۸	۵	مصیب	۵	۱۲۸	مصیب
۱۹	۱۰	شبیہ	۸۶	۱۹	سوانح	۱۲۹	۵	قہقری	۵	۱۲۹	قہقری
۲۰	۱	دولع	۸۷	۸	اور انرا لفل	۱۳۰	۸	مہا بھگت	۸	۱۳۰	مہا بھگت
۲۵	۴	انٹی	۸۸	۱۱	آن ملا ٹیک	۱۳۱	۱۶	تاثرہ	۱۶	۱۳۱	تاثرہ
۲۶	نوٹ	روغ غلغل	۸۹	۵	کہ آواز دیک	۱۳۲	۲	سینفند	۲	۱۳۲	سینفند
۳۰	۵	متم	۹۰	۵	لا یغتر	۱۳۳	۵	مکشی	۵	۱۳۳	مکشی
۳۰	۱	ازایں	۹۱	۷	ہر کوچہ	۱۳۴	۱۰	قد کشت	۱۰	۱۳۴	قد کشت
۳۳	۱۵	کوفت نہیں	۹۲	۲	دور شہیدہ بی	۱۳۵	۵	اغلقوہ	۵	۱۳۵	اغلقوہ
۳۴	۱۶	غلط در	۹۳	۱۱	آمدہ و کب	۱۳۶	۵	اغلقوہ	۵	۱۳۶	اغلقوہ
۳۶	۱۷	آں سراج	۹۴	۱۲	لطفات بکرا	۱۳۷	۵	اغلقوہ	۵	۱۳۷	اغلقوہ
۳۷	۷	سجیاں	۹۵	۱۸	ونودیش	۱۳۸	۵	اغلقوہ	۵	۱۳۸	اغلقوہ
۳۸	۱۳	مست یں	۹۶	۹	عالیہ	۱۳۹	۵	اغلقوہ	۵	۱۳۹	اغلقوہ
۳۹	۱۵	ہو برہ	۹۷	۹	من ہم	۱۴۰	۵	اغلقوہ	۵	۱۴۰	اغلقوہ
۴۰	۱	سریشہ	۹۸	۶	دیدار بصال	۱۴۱	۵	اغلقوہ	۵	۱۴۱	اغلقوہ
۴۱	نوٹ	راقم خود	۹۹	۱۱	علہ	۱۴۲	۵	اغلقوہ	۵	۱۴۲	اغلقوہ
۴۲	۸	آہ اٹاں	۱۰۰	۷	التیم	۱۴۳	۵	اغلقوہ	۵	۱۴۳	اغلقوہ
۴۳	۱	نکسودہ مانجھ	۱۰۱	۹	ابقی	۱۴۴	۵	اغلقوہ	۵	۱۴۴	اغلقوہ
۴۴	۲	وکن سجیدہ	۱۰۲	۱۰	رفقا بچی	۱۴۵	۵	اغلقوہ	۵	۱۴۵	اغلقوہ
۴۵	۴	استنباط	۱۰۳	۱	ازجو	۱۴۶	۵	اغلقوہ	۵	۱۴۶	اغلقوہ
۴۶	۵	۹۵ سجری	۱۰۴	۵	۹۵ سجری	۱۴۷	۵	اغلقوہ	۵	۱۴۷	اغلقوہ
۴۷	۱۹	مایہ صولت	۱۰۵	۶	سپا صولت	۱۴۸	۵	اغلقوہ	۵	۱۴۸	اغلقوہ
۴۸	۵	اندازہ	۱۰۶	۴	اندازہ	۱۴۹	۵	اغلقوہ	۵	۱۴۹	اغلقوہ
۴۹	۱۹	مستند ہاسر	۱۰۷	۴	مستند ہاسر	۱۵۰	۵	اغلقوہ	۵	۱۵۰	اغلقوہ
۵۰	۱۵	غلطائے شکار	۱۰۸	۴	غلطائے شکار	۱۵۱	۵	اغلقوہ	۵	۱۵۱	اغلقوہ
۵۱	۱۳	کن ہت	۱۰۹	۴	کن ہت	۱۵۲	۵	اغلقوہ	۵	۱۵۲	اغلقوہ
۵۲	۲	اوپس از	۱۱۰	۲۰	اوپس از	۱۵۳	۵	اغلقوہ	۵	۱۵۳	اغلقوہ

دو کلیاتِ نظمِ حالی

مشتلبر

مِ نِشَرِ فارسی و عربی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَصَلِّ عَلَىٰ رَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ

تیر ہویں صدی ہجری کے وسط تک ہندوستان کے مسلمان بالخصوص فارسی بان میں نظم و شریکے اور خط کتابت کرنیکے عادی تھے جس شخص کو ادب سے مناسبت ہوتی تھی وہ اکثر فارسی زبان کی شاعری اور انشا پردازی میں طبع آزمائی کرتا تھا اسکا سبب کچھ تو سہلا کے طریقے کی پیروی کا خیال تھا جو عموماً فارسی زبان میں تصنیف تالیف کتے تھے۔ اور کچھ یہ وجہ تھی کہ اردو جو انکی مادری زبان تھی زیادہ تر بول چال میں اور سیدھے شعر و سخن میں معدوم تھی۔ اور ہر شخص کا یہ کام نہ تھا کہ پہلے ہی پہل شاعر عام کے خلاف ہر قسم کی تحریروں میں اردو زبان کو استعمال کر سکے۔ بڑے بڑے ذی علم اور لائق اصحاب اردو زبان میں خط کتابت کرتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔ چنانچہ اردو زبان کے قواعد تک فارسی ہی میں لکھے گئے۔ اور اردو کے شاعروں کا تذکرہ بھی فارسی ہی میں قلمبند کیا گیا۔

ایک اور وجہ اردو زبان کا رواج نہ ہونے کی یہ تھی کہ اہل علم اور لائق اشخاص اردو میں تصنیف

خاندان کی کئی کئی کسیرشان سمجھتے تھے چنانچہ مذہبی اور علمی کتابیں اکثر عربی
 زبان میں لکھی جاتی تھیں۔ مگر رفتہ رفتہ زمانہ کے انقلاب سے وہ میلان کم
 ہونا شروع ہوا۔ اور آخر کار یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ دونوں زبانوں میں تصنیف تالیف کرنا
 یا نظم و شعر لکھنا موقوف ہی نہیں ہوا بلکہ بمقابلہ اردو زبان کے محض فضول سمجھا جانے لگا۔ عربی علم
 و ادب تو بہت دن پہلے ملک سے رخصت ہو چکا تھا۔ مگر غالب مرحوم اور ان کے معاصرین کے ہندوستانی
 شاعری اور انشا پر داری کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

نیکوۃ اللہ تعالیٰ کے تقریباً سو شہر برس پہلے راقم کو فارسی نظم و شعر لکھنے کا خیال پیدا ہوا
 تھا۔ لیکن ایک عرصہ تک وہ خیال میلان طبع کی حد سے آگے نہیں بڑھا۔ حسن اتفاق سے ۱۸۶۳ء
 میں میرا تعلق جناب غفران مآب نواب محمد مصطفیٰ خاں مرحوم و مفتوحہ سید بی و تعلقہ دارجاگیر
 ضلع بلند شہر کی سکوا میں جبکہ فارسی میں حسرتی اور اردو میں شیعہ تخلص کرتے تھے۔ ہو گیا۔ اور
 اس تعلق کی وجہ سے تقریباً آٹھ نو برس انکی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ چونکہ جناب ممدوح
 قیام شدہ کے بعد سے زیادہ ترجہ انگریز آباد میں رہنے لگا تھا جہاں مخاطب صحیح کیا تھا۔ اسلئے
 وہ فکر شعر کی طرف بہت کم متوجہ ہوتے تھے۔ لیکن جب راقم وہاں رہنے لگا تو رفتہ رفتہ جناب صحیح
 کا شوق اندر نوتا نہ ہو گیا۔ اگرچہ اُس وقت تک مجھ کو فارسی یا اردو میں فکر شعر کرنے کا بہت ہی کم
 اتفاق ہوا تھا۔ مگر جناب ممدوح کو اوپر متوجہ دیکھ کر میرے دلیں بھی تحریک پیدا ہوئی۔

فارسی یا اردو کی جس زمین میں وہ غزل لکھتے مجھے بھی اپنے ساتھ شریک فرماتے۔ ہندوستان
 میں تنہائی اور قلت مشاغل کے سبب بنی ادب کی ہوس بھی دلیں چٹکیاں لینے لگی۔ اگرچہ علم و ادب
 کسی استاد سے باقاعدہ پڑھنے کا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ اور نہ کسی ادیب سے اصلاح لینے کا موقع ملا
 تھا۔ مگر چونکہ لٹریچر سے فی الجملہ نسبت تھی۔ کبھی کبھی ڈاکٹروں کی مدد سے ادب کی آسان آسان کتابیں

یہ شہر سوہرا ملک کے تھے جس کی عربی نظم بشریہ و ہندو کی طرح نام نہ نہ
 برائے ہوتی تھی بلکہ فارسی اور ان کے ساتھ عربی نظم بشریہ جی جیسا خیمہ کا مفسر سانی کرتا تھا اور
 زمانہ آہنچاکہ فارسی اور عربی کے مختص سبج تمام ملک میں نایاب ہو گئے۔ اور دونوں زبانیں ہندوستان
 کی مودہ زبانوں میں شامل ہوئے کے قابل ہو گئیں۔

یہ تو ظاہر ہو کہ مادی زبان کے سوا دوسری زبان میں جو نظم یا بشر لکھی جاتی ہو گو کہ وہ کسی بھی
 بے عیب ہو اہل زبان کی نظر میں اُسکی کچھ وقعت نہیں ہوتی۔ الا ماشاء اللہ۔ ہاں یہ ممکن ہو کہ اہل وطن
 کے نزدیک قبولیت کا درجہ حاصل کرے۔ لیکن جب اہل وطن کسی ملکی انقلاب کے سبب اُس غیر زبان سے
 بیگانہ محض ہو جائیں۔ اور اُسکی جگہ ملک میں دوسری زبان قائم ہو جائے تو رفتہ رفتہ اُسکی شاعری اور
 انشا پر وانی کا چرخ ہمیشہ کے لیے گل ہو جاتا ہو۔

یہی حال آج کل ہندوستان میں فارسی اور عربی بشریہ کا ہو۔ دونوں زبانوں کی نظم و بشر کے
 سووے جو کبھی کبھی کے لکھے ہوئے پڑے تھے۔ اُنکی نسبت متروک و تہا کہ انکو کیا کیا جائے قوم یہ
 کوئی ایسی محض علامت نہیں رہی نظر نہ آتی تھی جہاں افراد قوم کے ذکر نہ اچھے یا برے جیسا ط کے ساتھ
 رکھے جائیں۔ پھر اہل وطن کا ان دونوں زبانوں سے عموماً نا آشنا ہونا اپنے اس قدیم شعر کا مضمون
 یاد دلاتا تھا۔

سخن پر ہمیں اپنے روز نا پڑے گا۔ یہ دفتر کسیدن دیونا پڑے گا۔
 لیکن مذکورہ بالا اسودات کچھ تو اس جہ سے کہ بڑی کاوش سے لکھے گئے تھے اور زیادہ تر
 اس خیال سے کہ قومی خصیصیات کی یادگار تھے۔ انکو رائیگاں کھو نا گوارا نہوا۔ چنانچہ تمام پچھلے
 ہم پہنچ کے اور دوسرے فراہم کیے گئے۔ اور قبل کی ترتیب کے ساتھ اس مجموعے میں جو کلیات نظر آئے
 کے آخر میں بطور ضمیمے کے مٹی کیا جائے گا۔ داخل کر دیے گئے۔ یعنی اول نظم فارسی۔ اُسکے بعد عربی

پیشکش شد

پیشکش شد کہ جو پیش خدای عربی و دونوں زبانوں کی نظم و شعر پر نقل ہے مگر عربی کلام ہند
تخلیل ہے کہ اسکا عدم وجود برابر ہے۔ حق یہ ہے کہ اگر اس میں ایک قصیدہ حضرت مولانا و مسقط زینا شاہ
موجود ہے۔ نقشبندی مجددی قدس سرہ کی شان میں نہوتا۔ جو تقریباً ۱۲۸۳ ہجری میں مدنیہ منورہ
میں لکھا گیا تھا۔ اور جسکی نسبت جناب ممدوح نے بعض اوبائے مدنیہ کی پسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا۔ تو
راقم کو ہرگز یہ جرات نہ تھی کہ اپنا عربی کلام اس قصیدہ میں داخل کرنے کی مبادرت کرتا۔

حالی

از مقام

پانی پت

نظم فارسی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

غزلیات

یہ غزلیں اُنہی زمانے کی ہیں جبکہ خیالات میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں ہوا تھا جس قسم کے مفدا میں غزلوں میں اوپر سے بندہ تھے چلے آتے تھے۔ اُسی روش پر چند غزلیں لکھی گئی تھیں۔ جنکو سندھو کے چند کے سوا میں اپنے موجودہ خیالات کے موافق ہلک میں پیش کر سیکے ہاں نہیں سمجھتا تھا لیکن بعض اہلک کے اصرار سے انکو اس مجموعہ میں شامل کرنے پر مجبور ہوا ہاں

اتے تھیکہ بے غور تو خطا را	وے ناز بخوف تو رہا را
حاجت کند از طرب فراموش	خوانی چو بسوئے خود گدازا
چادر دل خویش ہم نیابا	رائی ز درت چو پاوشا را
علت تو بری و باز بندہ ی	بر صنعت و یگواں شفا را
تا شیر زنت بصلحت را	بد نام نموده دوا را
باز صبا نموده گرم	بر ہم زودہ طستہ دوا را
با مشعلہ ہزار امید	پوشیدہ شراغ دعا را
در روشنی ہزار خورشید	گم ساختہ چشمہ بقا را

بر تے ز اُفق بروں جهانده
 بر پازوہ در رہش گیا را
 زہرے جگہوئے جاں فشانده
 لب تشنہ خویش کردہ مارا
 در بردن صبر داوہ دستے ق
 انداز مبتان و لہارا
 از غیر گستہ اندک اندک
 دہائے بافت آشنا را
 ہر یک ز قیاس و علم و ادراک ق
 از نور تو شد حجاب مارا
 ایں پردہ کہ منہم بکشف است
 ہر وار ز روئے عالم آرا
 از آئینہ ام بجز مثالیت
 ہم رنگ ز او ہم جہلارا
 زخمے ز تو بے نمک ننخواہم
 ہم درو فرست و ہم دوارا
 راز تو بلب نمی پسندم
 ہم ساز بسوز و ہم نوارا
 از سختی و سرور نتابم
 دائم گرم ستم نما را
 از شعلہ دل بجاں خبر کن
 مصلح نگذار کمیہا را
 ز شتیم ز نسرق تا قدم شت
 مارا در چشم ما میہا را
 کوہیم گناہ و فاش گفتیم
 بہذیر گناہ بے ریہا را
 حرف طلبت بلب نہ زید
 انداختم از میاں و عارا
 تا بر کوہ تو محکمہ دارم
 در راہ نکلندہ ام عصارا
 حالی! چہ زنی تو دم ز تو حید
 چون نابلدی جو خندارا
 جائے کہ بعجز اعتراف است
 خیل عرفا و انبیارا
 آسجا چہ مجال لطق باشد
 ہر افاہ سرے ز اثر خارا
 اینجا جسز خاشی نہ زید
 نامحرم ستر کبر ریا را

از بام بلند بہ کہ داری معذور گنہگار سا را

چوں ہند گوش برتر اندام
رو و از یاد و فائدہ ما
درد میسبار و از تراندہ ما
حذر از گرمی زبانیہ ما
درد و لہا شنیدہ بسیار
اندکے گوش کن تراندہ ما
بایدت قدر خویشتن دانست
پائے بیروں منہ ز خانہ ما
در سرب آب خضر میجوئی
لے و فاجستہ دزدانہ ما
گوہرے کز دو کون بیرون است
میتوان یافت جز تراندہ ما
زیر لب ناکشودہ طواریت
کاش پُرسی ز فسادہ ما
برق کز طور داشتند وینغ
سرور آوردنہ آشیانہ ما
قدر حالی ز قوم کس نشناخت
ماقت رفت از میانہ ما

خاکساری از جانے دیگر بہت
ایں زمیں را آسمانے دیگر بہت
شیخ معبود نہ معبود من بہت
سجدہ ام ہر آستانے دیگر بہت
بانہراں تنگ باید ساختن
یار را بہر خط شائے دیگر بہت
اہل دین سزور و اندم کہ من
انچہ گویم از زبانے دیگر بہت
ہم تغافل ہم تقاضا و نیدم
عشق مرد امتحانے دیگر بہت
دل کہ بود از چشم مورے تنگ تر
چل نظر کردم جہانے دیگر بہت

بزنابدول مدارئے کے در سرشیں مہیاں نہ دیگر ہست
 بروہ طیب سبیل زلفم زیاد ایں نسیم از بوستانہ دیگر ہست
 منہائے راہ عشق افاغی ہست منزل مارا نشانہ دیگر ہست
 قیس و آتق مروراہ من نیستند اندیں رہ کاروانے دیگر ہست
 من ز رویش سخن معنی دیدہ ام انچہ دل بردہ است آنے دیگر ہست
 کارحالی نیست کار احمد ہست در سر عشقت را بیانیہ دیگر ہست

یار باقت گرت جذبہ گیرئے ہست یوسف آفرود آجاکہ زلفاٹے ہست
 مے پسندی کہ ز بزم تو خجل خیر نسیم بہ سخن گرتواں آدن ایامے ہست
 گو ملاست گرما دل بیکویش محراش یوسفے ہست گرت تا پاشائے ہست
 گردش چسبج بکارم و جہاں منجو ہم در دل است بہر کہ تمنائے ہست
 چہل من غمزدہ ناکام ہیجا یزدیت ہر کر اور شباحت غم فردائے ہست
 جائے وہ برود خود و روبرائی از پیش نشواں یافت کہ در کون مکان جاتے ہست
 رنجش باغوشی و لطف ملاقات یکیت خستہ را کہ چمن کار فوجہ و رائے ہست
 بر خند باش گرا و را بہ سخن مے آری حالی تفتہ دروں را دم گیرئے ہست

غش تا جاں بود با جاں ضرور ہست و گر خود جاں نباشد آں ضرور ہست

۱۵ ابن صحر از حضرت احمد جام ہست قدس سرہ کہ در مطلع غزل خود میفرماید +

در سر عشقت را بیانیہ دیگر ہست مرواں رہ را نشانہ دیگر ہست

ز تکلیف تو دانستم کہ در عشق	نباشد انچه در امکان ضرورت
چو بینم خواجہ نافرمان نواز است	سرم چمپیدن از فرمان ضرورت
بطبعم سازگار افتاد و روش	مرا پرہیز از درماں ضرورت
ز عاشق دوست دارد بینوائی	گذشتن از سر و سامان ضرورت
کشد چوں تیغ بر سر چاں اقبال	سپاسے در خور احسان ضرورت
کنند جذبہ دل در کمین است	خلاص یوسف از زندان ضرورت
بفرمائش دہم سرتا بدانند	کہ پاس خاطر یاران ضرورت
چو میرفت از جہاں میگفت حالی	قبول عشق را حرماں ضرورت

من دازمے دوستہ پیانہ و یار و لپ کشت	نہ ز دوزخ بدلم بیم و نہ پردے بہشت
ترسم این حسن قبولت برد از ادراہ صفا	خواجہ وقت کہ از کعبہ روی سوئے کفشت
پیرہ گریختہ از نفس حسرت بینی	ہمہ پاکینہ نہاد و ہمہ پاکینہ سرشت
اگر بگیرد ہمہ عیب است چہ عیب و چہ نہر	وہ پذیرد ہمہ زیباست چہ زیبا و چہ رشت
عمر ما از تو بنا کام نمی باید زیست	دائے آنکس کہ ز کف این امید نہ بہشت
ترسم از کعبہ بری حسرت دیدار بخوبیش	اے فروماندہ نہ نظاہ سنگ گل و خشت
ہر قسم را نبود حسن قبول ازانی	ورنہ حافظہ نوشت ست کہ حالی ننوشت

صید غنقا ست پریدیم غمشت	راہ دور ست و دیدیم غمشت
بود زہر بہ شکر آلودہ	لذت وصل چشیدیم غمشت

جذبہ آمد و برون نزل بُرد	راہ یکچند بُریدیم عجب
گوش و لب محرمی رازنداشت	ہرچہ گفتند پشیدیم عجب
بود در طوفان آب بقا	مشت خنک شیدیم عجب
دل ہماں بستکہ پندارست	جائے و کعبہ گزیدیم عجب
جنب دل داشت ز ماش کون	از پے ناقہ دویدیم عجب
عشق از خویش بُریدن میخواست	حالی از خلق بُریدیم عجب

رفد محشر نہ ہر شیخ و بہمن پسند	سرو ہم قصہ شوق تو چو از من پسند
دل بُبایند و با صبر و شکیب آموزند	جان ستانند و ز باعث شیون پسند
بگذرانہ سوسہ عقل کہ ارباب طلب	راہ از غول رہ و چارہ ز رہزن پسند
پارہ بے خبری نطق مراد و کار است	مے بیازند و ز من کتہ ہر فن پسند
روئے از فرج بہ آل کہ ارباب طلب	گل بینند و سوغہ رخ و گلشن پسند
بنده رانیت مجال سخن آنجا حالی	ورنہ افسانہ و رازست گرا ز من پسند

بیا کہ جان دل از غم گرانہ میخواست	ز رشک خار چشیم زمانہ میخواست
ز جور مائے تو در سینہ غیبت گردلا	بصلح با تو سخن در میانہ میخواست
خوش است آشتی اما پس از رشکایتما	کہ دوستان گلہ دوستانہ میخواست
ادب حرف طلب تبہ است کام و ذبا	و گرنہ از تو حرفیاں چہانہ میخواست
بہ گلشنے کہ منم طائران آزاداند	برون ز کون مکان شیانہ میخواست

شدیم شہر عالم بعشق و بیدر اں ہنوز از غم پنهان نشانیہ میخوہند
تن ققادیہ در اں رہگذارے طلبند سر بریدہ بر اں استانیہ میخوہند
رسید بزم بہ پایان گوشتہا بازست نشید حالی جادو ترانہ میخوہند

بے سبب رنجی و گونی گلہ زیانہ بود طاقتِ حور تو در حوصلہ ما نہ بود
سعی اگر نیست بجا ذوقِ طلبِ دہم است رہ و اں بہ کہ زرقار شکسہا نہ بود
مرد صبر و کم و مضایک بہ نگاہم دواع بازوئے بہمت مانیر توانا نہ بود
لطفِ طاعت چہ بود نیست اگر ذوقِ نظر نہ پرستم صنمے را کہ خود آنا نہ بود
مے در در شکِ عدو پرہ طاقت نہ غمِ عشق تو چنین حوصلہ فرسا نہ بود
مجلسِ عطا مست گدما غمزدگان کم نشینیم بہ زہرے کہ مدارا نہ بود
ہمرو غیر میاگر نجیالم گندی جز تو در سینہ ام از تنگی دل طا نہ بود
قد استادن بن برد و خویش کہ سن باز گردم در فردوس اگر دا نہ بود
فتنہ مشرہ پاکشتہ محالی بجان کایں ہم از شعبہ ہاں قدر عنا نہ بود

بتیغِ برج افگندہ و ہر سو گرانند فریاد کہ ایں پردیگیاں پرہ دہند
از لطفِ مِسخ آشوبِ دل بوالہوسا نہ دزدانہ وادفتنہ صاحب نظر اند
جاں داروئے عشاق و بکامِ انجیا عہدِ ابد ما و نصیبِ دگرانند
صد حرف غلط گفتمہ نجاطر نشانند صد تیر خطا کردہ زول در گذرانند
سازند و بسوزند و گرانند و ربایند زہنہا را این قوم کہ پرستہ گرانند

از چشمِ جہاں میں چڑیاں اہلِ نظر را
 ہر سو سے کہہ بنیند بسوئے نگرانند
 ہر شنگی نغمہ مستانِ زہرِ ہوش است
 معذرت تو انِ اشت کہ آشفتم سر نہ
 حدِ نظر آنست کہ رویش نتواند یہ
 پیدا است کہ ایں رعایاں بے بصر نہ
 امید کہ از سازِ خردِ اشتہ باشند
 دیوانہ و لالے کے زخو دے جہانند
 حالی تو ہر حرف و صد کہ نہفت
 بنجد ویں بزمِ اگر نغمہ ورنہ نہ

عالم ہمہ در بندِ تمنائے تو باشد
 گر صوفی و گزند کہ شیدائے تو باشد
 آتشِ زلِ صد خرم و دیراں کنِ بخت
 بر قے ست کہ دیر گرس شہ لائے تو باشد
 آں سادہ کہ در عہد تو خرسند بہ پہنچ است
 دل باخند لطفِ مدارائے تو باشد
 خرسند نے سازِ محلیں پسندی
 ناکام کے کشِ مرسودائے تو باشد
 نوید مکن در نہ محال است کہ کس را
 یارائے صوابت چہ کنم لائے جہاں را
 تابِ تپِ صد شعلہ و بتیابیِ صبرِ برق
 لائے رائے جہاں در گورائے تو باشد
 بر مرگِ نمِ دل کہ عللِ دلِ بسیار
 یزید و آں دل کہ تمنائے تو باشد
 آنکس کہ بلزد تنش از مردہ دیدار
 شرط است کہ از لعلِ دل آسائے تو باشد
 باحالی بیچارہ تو ان ساخت کہ کیس
 دائم کہ گرم و تماشا کے تو باشد
 ہم بندہ و ہم عاشقِ شیدائے تو باشد

ہر دم از عشقِ خدنگے بہ نشانِ مے آید
 اندک اندک دلم از غصہ بجاں مے آید
 جاں گدازند بلطفِ بغضِ شا کو کنند
 ہر چہ خواہید دایں عشوہ گراں مے آید

بعد ازیں راز بصد پردہ نہاں نتوان شدت
 در بہاراں بہ تماشا کے گل انجا نرو ی
 سوئے سن آمدہ مشتاق و نظر نگہش
 دوش چیزے ز سخن ثانی محبت نگذشت
 عجب از خود کم و سوئے فلک بے بنیم
 چوں نہ محرم اسرار بہاں در دل است
 یا چوں نیست موافق چہ دواعی و چہ صال
 حالی زار گزستہ کہ وفادار کے است
 عشق مے آید باطل و نشاں مے آید
 تالفس رہت کنی فصل خزاں مے آید
 مے تراود کہ بسوئے نگہاں مے آید
 بجز آں حرف کہ از دل برباں مے آید
 چوں خندگ تو بسویم ز کہاں مے آید
 برباں ہر چہ را سرار نہاں مے آید
 مے رود ناخوش و ناخوشتر اناں مے آید
 ز دو بینی کہ ز دوست تو بجاں مے آید

شوئے بدوست را ہنما و اشم چہ شد
 عمر یست دل بہ بند پیام وصال نیست
 در دست جام بادہ و در دل ہوائے دوست
 اقامدہ زیر سایہ دیوار حشر تم
 سود و زیان خویش نہ بروے مرا ز جا
 یاد کم کنوں نماندہ کہ پیاں چہ بودہ است
 کارم ز سخی خضر بجائے نہ مے رسد
 او اگی بہ برد ہوائے وطن زیاد
 درے بہ از ہر او و او اشم چہ شد
 چشمے بہ رنگدار صباد اشم چہ شد
 وقتے چہ اہل دل بصفا و اشم چہ شد
 بر فرق خویش ظل ہما و اشم چہ شد
 پنہاں بہ او معاملہ ما و اشم چہ شد
 در سینہ خار خار وفاد اشم چہ شد
 در ظرف خویش آب بقا و اشم چہ شد
 زیں پیش روئے خود بقا و اشم چہ شد

حالی خوش آنکہ بود مگر یکسر بردنا

دو وقتے بدل ز جو رو بقا و اشم چہ شد

لب بہرہ ز رازِ ما ندارد	خود ز فرمہ سازِ ما ندارد
ہر چہ صنیعتِ مست بعدِ بہت	یک قبلہ من سازِ ما ندارد
بزائکہ مادلش نہ سوزد	آہکس کہ گدازِ ما ندارد
آل گوش کہ پُر ز حرفِ صیوت	گنجائی رازِ ما ندارد
کارم بہ کسے ققادہ کزناز	پروائے نیازِ ما ندارد
گر ہر دو جہاں سر ہم آرد	اندازہ آرزِ ما ندارد
حالی گلہ جھلے دوراں	صوتے مست کہ سازِ ما ندارد

دلے خواہم کہ چوں پڑانہ سوزد	بقدر آتش و مردانہ سوزد
زید آوارہ و میسر و بنا کام	دل از شکم برآں دیوانہ سوزد
تبہ کہ دست جو آتش نایم	بحالِ من دل بیگانہ سوزد
بہنج خانہ شمعے مے فرزم	کہ چوں در گیرِ داول خانہ سوزد
دلے راکش بدین سوخت تنوا	فروغے از رخ جانانہ سوزد
فروغ از من کسے جہنم نہ گیرد	من آن شمع کہ در ویرانہ سوزد
گراز من بشنوی دوا و حالی	چہ چشت خواب زیں افسانہ سوزد

غزل ناتمام

دو گستاں بلبل و در انجمن پروانہ ام	من بہر جامہ نیک مرغِ جانانہ ام
محرمیت نیست دل را بانہاراں قربت	یا گر کم آشنائی ما و من بیگانہ ام
خضر راہ منزل مقصودِ جہنم تو نیت	زاین و آن پرسم نشان او مگر دیوانہ ام

عشق اگر کیش ست ملت تا کہن خج اہد شد
 گر عنان باد صراند کف جذب ل است
 عمر باشد تشنہ آب دہم مشیر ترست
 سید گل ہر کجا پائے نگاہیں مے نہی
 شکوہ گر بلب نیاید عاقبت کیس مے شو
 صید نا انگندہ محو دست بازوئے خود است
 زینکہ شد بخوابہ خسرو نیز زو نیم جو
 در غربی طرح الفت انگنم باہر کے
 یار و کوچت من جاموش جاں بیتاب گہ
 دوست پر نکین حالی از ادب بسیار دہ
 منبر ہر گوشہ از دار و رس خج اہد شد
 رنگ یوسف جملہ بوئے پیر ہنخ اہد شد
 تیغ برکش ز نہ جاں بیرون ز تیغ اہد شد
 جادہ چوں از سیر باز آئی چمن خج اہد شد
 زخم را در ماں نباشد چوں کہن خج اہد شد
 ایں جاں روزے شکار خوشین خج اہد شد
 گرمی بازار شیریں کو کہن خواہد شد
 در دل گبر و مسلمانم وطن خواہد شد
 جذب در دل نیست کار ز دست خج اہد شد
 دیر با او ہمنشین دہم سخن خواہد شد

غزل نام

بے نصفاے دل پہناں شدہ ہر پید
 گر بازوئے ہمت ہست دستے بگریاں زن
 تنہائی و بجزوری و انگہ غم مجوری
 شوخے ست کہ نگذارو برکت خود کس را
 ساقی بہ تیغ بخشی گو تو بہ ما بشکن
 ہم بادہ و مادم خور ہم بوسہ پیاپے وہ
 اے بے نقاب از ترست خود جلوہ حجاب از
 اے شب تو بہ پایاں رس اے مہر خشاں
 و پائے اداوت ہست لختے بہ بیاباں شو
 اے شکل من بجائے مرد غم آساں شو
 اے شیخ زویں برگرد اے گبر سماں شو
 مطرب بنما سنجی گو رہنر ایساں شو
 بے پردہ تر از گل آئے چوں بچے گل نساں شو
 از خود بخدا پیوند و ز خویش بر آں شو

حالی بہ سخن خواہی رفتن نہ پے غالب دولت نبسط نبود از سعی پشیمان شود

نہ کرد از تو ہرگز سیری چشم تماشائی اگر بر دیدہ بنشیند در دل فرو آئی
 منگجہ با تو این ہنگامہ مادر شاہ کجائی تو چندیں عالمے با خوشین در اسی تنہائی
 ترا شایاں بود خوبی کہ بھیر می محبوبی ترا زید دل آرائی کہ بد خوبی زیبا بی
 تو چشم و گوش نکشائی و شد بہر تو آرائی بگلشن چہرہ آرائی بہ بلبل نغمہ پیرائی
 نہ در بزم مغان بہت نہ کو کو گندگاہ تواند رنجہ مستوری چہ دانی ذوق سرائی
 سر پرہ خدا داری دل سئے قفا داری تو زانسان میری ازہ کہ پند اندو آئی
 گواہ یگنائی بلے خود دارد جہانے تو دست خود بخون حالی سکین نیالائی

تخمیں غزل نعتیہ جناب نے غالب رحم کہ حیات ایشان فحشہ شدہ بود

اعجاز از خواص لسان محمد است عین الحیوۃ گم بہ بان محمد است
 گر نور و گر بے کہ از این محمد است حق جلوہ گر طرہ بیان محمد است
 آری کلام حق بزبان محمد است
 ای خادمہ صفی قلمت معشوق کم نگار اے دل سخن ز بہت قدائی میان سنا
 قمری ز ذکر سرفس را نگاہ دار وعظ حدیث سایہ طوبے فرو گزار
 کا نیچا سخن ز سرور بان محمد است
 شاہد قتل عاشق و عاشق بجال خد مجنوں پلے پلے لیلے بفرق خود

مومن بآل احمد و آلش بری جسد ہر کس قسم بدانچہ عزیزست میخورد
سوگند کردگار بجان محمدست

آنجا کہ از مناقبِ عسرت سخن رود و ز آل و از صحابہ و است سخن رود
و ان کا نیمہ ز ختم رسالت سخن رود و خود ز نقیشِ جبر نبوت سخن رود
آں نیز ناموز نشان محمدست

حکمش بہر و ماہ روان است چوں قضا دیدی کہ باز گشتن خورشید بر قضا
بودہ است بر اشارہ ابروئے مصطفیٰ بنگرد و نیمہ گشتن ماہ تمام را
کاں نیمہ جنبش ز بنان محمدست

دانی ز پیش چشم تو بر خیزد و راجاب کز نور شمع پردہ فانوس است تاب
باشد ظهور و روشنی عارض از نقاب آئینہ وار پر تو ہرست ماہ تاب
شان حق آشکار نشان محمدست

بینی اگر بدیدہ و راک و ارسی گوئی اگر بجا لم اوراک و ارسی
سنجی اگر بمربہ خاک و ارسی دانی اگر بمبسنی لولاک و ارسی
خود ہر چہ از حق است ازان محمدست

لطف خداست کہ بر کس نہاد دست قہر خداست چون بر کین بکلمہ حبست
واندکے کشد ز مے مادِ حیاتست تیر تضام آئینہ و ز کرش حق است
اما کشاد آں ز کمان محمدست

ہمت بہیج شمع ز محالی گماشتیم گفتیم و از گماشتینی مانگا شتیم
چوں کام و لب فراغ و صوفش نہا شتیم غالب ثنائے خواجہ بہ زید ال گماشتیم

کاس ذاتِ پاک مرتبہ دین محمدؐ است

رباعیات

توحید

دل دادہ شوقِ چہ ولی و چہ نبیؐ سودازدہ ات ہم عجبی ہم عربی
دل از تو تسلی نتواں کرد بہ هیچ اے خوشتر از آبِ سرد و تشنہ لبی

ایضا

یارِ پیمے کہ شہر سارا آمدہ ایم سرمایہ ناکسی بہ بار آمدہ ایم
شاید ستہ دوزخیم و جیائے بہشت دریا بہ نہ پُر اید و آرد آمدہ ایم

اخلاق

سرِ پُرسِ رازِ پاکِ پائے ہمہ باش دلہا محضِ راضیِ رضاے ہمہ باش
با نطقِ نیا سخن از خامی رشت ترکِ ہمہ گیر و آشناے ہمہ باش

دیگر

سز و بدے و خاکِ پائے ہمہ باش دل وہ بہ یکے و دلربائے ہمہ باش
خواہی شوی آشناے بیگانہ نما بیگانہ آشنا نماے ہمہ باش

دیگر

اے آنکہ زحلہ صداقت عوری بنشین بر بایا منشیں مجوری
کس از دل دشمنانِ خود و در باد چند آنکہ تو از خاطر یاراں دوری

دیگر

اے پیچ بہ پیچ خود نمائی تا چند خود بینی و خوشین ستائی تا چند
چوں میدانی کہ جز کف خاک نہ پس ایں ہمہ دعویٰ خدائی تا چند

دیگر

از شعر و سخن گوشیں جہاں کُ باوا دیں شغلہ بہیدہ کہتہ باوا
بر بر کہ دعاے بد کنم مے گویم یارب کہ گراں مایہ سخنور باوا

دیگر

چندے ہولے گلخداں بگشت لختے در بند روزگاراں بگشت
بر نامہ کام دل شباب آخر شد نشگفتہ گلے و نو بہاراں بگشت

عزا

عباس علی کو بہر آن غیرت ماہ بودند شبیہ احمد و شیر آلہ
در نوہ ایں ہر دو جوان برب شا گہ دا آبتاہ بود گہ واجدہ

در شکریہ مہمان نوازی قاضی محمد خلیل صاحب بیلوی کہ در زمانہ تجلط

در بر بلی گفتمہ شد

ہر چند ز تیغ قحط خلقے ست قتیل ادب کہ فلک بہ خاکیاں گشتہ بخیل
اما چہ غم از قحط کسے را کہ مدام الا ان نعم مے رسد از خوان خلیل

در شکر لطف و عنایت سید کرامت علی مرحوم صفا تخلص

ہنگام وداع از پٹیا لہ

حالی نشو و نما ز لوح دل ما لطیف کردم و دایع فرمود صفحا
گر قدر بس افزاں به غربت این است صدره بسفر میر و و صدر باز آ

در تاویل جراحت مولانا شبلی مظاہ

شبلی کہ گزند پاش پر لاش کن است ہنستگیش خستگی مقمرن است
چند انکہ بجا ہند مفرینہ اینجا کار استن چمن ز پیر استن است

در تاسف بر وفات یکے از فرزندان مہاراجہ کشن پرشاو بہادر
ہزار المہام سکر عالی مستخلص پرشاو

چرخ از پس داغ برداشش داغ تھاو اوجز بر سپاس ایزدی لب نکشاو
الحق کہ بے غصہ شاد و خندان بودن زین گونه نہ دیدیم جز از حضرت شاد

رباعیات شکر شیرینی مرسلہ مولوی عبد علی خاں والہ
پروفیسر نظام کلج در حیدر آباد

دینم اخلاص دوستاری آئیں من بندہ دوستان اخلاص گزین
شیرینی کہ یار شیریں بنشد بروے بتوان نشان جان شیریں

دیگر

والہ کہ بگردی نہ دید آمد و نہ شد از فہر وطن کرد دل حالی سر
ہر سیرت نیک را توان یافت تیل جز سیرت والہ کہ مرا والہ کرد

دیگر

بروز دل من صبر دل از پہلوئے من افسون و سادو کیم اہل دکن
ز نیساں دل و صبر اگر نگارت یزند مشکل کہ رسم ما غریباں بوطن

دشمن فضا الدین احمد مرحوم و صلوٰتی مخلص بنیر و فارسی رخشاں دراز

عمرے ست کہ دہلی جبر بجان است و ز قحط رجال سر بسر ویران است
ما صد شکر کو کب منخشفش روشن ز فروغ بنیر رخشاں است

خطاب بحضرت ممتاز مرحوم

لے بیج تو فصحکہ جہاں کرد مرا لطف تو خجل از این آں کرد مرا
حسن ظہن تو کہ کردی اند حق من زابنائے زمانہ بدگماں کرد مرا

ایضاً

ممتاز آں آشنائے بیگانہ نما کہ ہر سخفش بھی چکے صدق صیفا
ناویدہ بجاں شوق بقائش دام گردست نہ دجاں برش رئے نما

ایضاً

اے پارسی ریختہات ذوق الگیز بے نظم تو چوں شرمہ الفت نیز
دیر پردہ سخن گفستی و رخ نمودی بازار خود و آتشش با کردی نیز

۱۔ تاجی منہ خیر صاحب مرحوم مخلص بہ متار کوئل کوسیں پہلی بیت تھے اور پہلے کنڈیرفات نظم و شعر کے ناموسہ تھے
انہوں نے قدروانی کی راہ سے چند باعیاں میری نسبت تحریر فرما کر بھیجی تھیں انکے جواب میں یہ تین باعیاں جرنی بھی بھیجی تھیں

قصائد و قطعات وغیرہ

قصیدہ۔ در مدح جناب غفران بآب حاجی الحرمین الشریفین
نواب محمد کلب علیخان مرحوم رئیس مصطفی آباد۔ رام پور

اس قصیدے کی تمہید اُس وقت لکھی گئی تھی جب کہ شاعرانہ خیالات میں پہلے ہی پہل

انقلاب پیدا ہوا تھا۔ اور مبالغہ سے نفرت ہونے لگی تھی۔ انہیں نونوں میں پہلا دربار

قیصری منعقد ہونے والا تھا جو کئی عرصہ میں بمقام دہلی وقوع میں آیا۔ جی میں آیا کہ اس

تمہیکے بعد کسی ایسے قصیدے کی بنیاد ڈالی جائے جس میں بقدر امکان مبالغہ سے احتراز

کیا جائے۔ چونکہ حضور نواب صاحب مدوح سے فی الجملہ تعارف تھا۔ اور انہوں نے سرسید

کی امداد میں سب سے پہلے سبقت کی تھی۔ اور دربار میں انکے شریک ہونے کی قوی تمہید تھی

اسلئے انہیں کو اس قصیدے کا مدوح قرار دیا گیا۔ اگرچہ وہ علالت کی وجہ سے شریک

دربار نہ ہو سکے۔ اور قصیدہ ان کی خدمت میں بوجہ درخواست پیش نہ ہو سکا۔

سحر گرہ پر وہ گرفتند چوں از زشت از زیبا

بگفتا نعمتے در قدر از ہم بیش و کم نبود

وے فرماندو بیدار دل زین صلہ ستی است

صلاح عالمے بارے او و استگلی وارد

رعیت را چنان دارد کہ دارد گل را چو پاں

بر فرزند او منظر سلواں زمانے بر نیا ساید

بدل گفتم کہ ایں نعمت آمد بر تر از نعما

ز ساقی عین رحمت دامن اگر جرعه و کر مینا

کہ چوں اونٹے نتواں نشاند او از پے دنیا

جہاں را چوں چمن میدانے اورا چوں چمن بجا

غم و لہا خود ز انسانکہ باز گاہ غم کالہ

بیشب چوں پاسبان بیدار باشد بر در و لہا

یتیمیاں را پدر و راشک انہیں فروش وید
 اگر بیوہ زنی نالہ زدوست ناخدا تر سے
 گدایاں را دہد بچے کہ دہا را غنی سازد
 گجے بہ ہم زندیک شہر برفراؤ منطلوے
 منطالم را براندازد جہاں از فتنہ پردازد
 ضعیفان را تو ان بخشد منطلو ماں ماں بخشد
 گمارد چوں با صلح مناسبت خود را
 فروز شمع دیں زانساں کہ ظلمت از جہاں خیزد
 بصحت برگزینا بخیر و ان مصلحت جو را
 شریعت را در امر و نہی وارد نکمیک گاہ خود
 نہ سازد تکیہ در بیچارگی جز بر توانائے
 نباشد غرہ در سر بخی بر زہر بازوے
 اگر ام فروش ہمہ سالار عیش و تخری بخشند
 جہاں را پر کنند از عدل از طغیاں تنی سازد
 اگر از جائے خود جنبہ زندہ صفت نہ را بزم
 اگر لطف آورد آید بکام خلق شیریں تر
 و گر خشم آورد با مصلحت نزدیک تر باشد
 صلح ہر کیے جوید چہ در پید چہ در پنہاں
 بصیرت لمقت اما نہ بند و جز بمغنی دل

غریباں را چو غمخواراں بر آرد خاراں از پا
 بہ داد و دزدان پیش کاہد بر لبش آوا
 ضعیفان را بہد زوے کہ پیراں را کند ہرنا
 گمے یک جاں ستاند تا اماں بخشد جہاں را
 عدالت را برافروزد ستم را افگند از پا
 بہ محتاجاں چنان بخش کہ حاجت را نماند جا
 کند صلح آن چنداں کہ سازد زشت زاریا
 ہنر را پرورد چنداں کہ گرد و عیب ناپیدا
 کہ پشتیبان ملک دولت آمد صحبت و انا
 کہ چوں باشد عصا دوست ہر را نہ لغو دیا
 کہ اکلم را بخش لطف و اعے را کند بینا
 کہ کہ گمہ تن بچہ زاند و ہزار پشہ تنہا
 نہ سازد بادش از تلخی اندیشہ فردا
 ہمہ مقصود او ایں باشد از دنیا و ما فیہا
 و گر خاموش بنشیند کند صد عقدہ از ہم دا
 از آن انفاں جاں پرور کہ کجے مرودہ را بخیا
 از آن لطفے کہ شوید گرد و کیں از خاطر اعدا
 بود در بند احسانش اگر ناداں و گر دانا
 بہ دنیا شتغل اما نباشد فارغ از عجبے

بہ و تادرو یار خویش سر بر پاشانکش
 اگر خواہی جماند ارے چنین بیدار دل بینی
 و دریں حین شہنشاہی کہ گوئی شہر عیانست
 سحاب مکت کلب علیخان آکھ در عیش
 نیابی نیچکس کش بار گردن بیت احش
 نہ تنہا صیت اسانش بہند افتاد و قطاش
 اگر از لب بند بکشا ید و بد بگوش با افسوں
 رُخے روشن تر از صہر و سرے بالا تر از گولوں
 جبین انوار اسکن ضمیر اسرار مخزن

ق

خوشا وقت سخن سنجے کہ چوں باج پردازد
 کہ نہ بود بچو بیٹے سادہ ہرگز کارگردل
 دو صد اغراق با یک قول صادق بنماید
 بحمد اللہ کہ من مراح آں سہ چشمہ فضل
 بہر فن پایہ اش والا بہر علمش ید طولی
 بہر فنر نگش اسے بہر کوش گز کا ہے
 بجائے کہ بہر منداں کسے را در شمار آید
 بوتے گز جواں مرواں عزیزے و حساب آید
 بہر بزمے گز سخن سنجھاں حدیثے در میان افتد

و گرفتہ ہلک غیر و چشمان ہندش جا
 بیاد خیمہ گاہ دیں پناہ خسرو والا
 زمانے چشم دل بجشا و بنگر عین اعیان را
 گداز شاہ و منجلس از تو مگوار دستغنا
 چہ دولت مند مستغنی چہ عزت گیر بے پروا
 کہ شد آوازہ جودش بلند از شرب و بطحا
 و از رخ پرده بردارد نظر بار اکنہ شیدا
 کفے ریزندہ چوں ابرو دلبے جوشندہ چوں دیا
 بروں زیبا در دل روشن نہے صورت زہی

نگہدار و عثمان خامہ را از جادہ طہرا
 اگر صد بیت رنگیں دستایش کس کند نشا
 فَإِنَّ الْحَقَّ يَجْلُو كُلَّ بَهْتَارٍ وَ لَا يُغَيِّرُ
 کہ فضل و کمالت ہر چہ گویم باشدش زیبا
 بہر حرف دلش دانا بہر صیدے کفش گیرا
 بہر جایش علم بریا بہر شش قدم پویا
 ہنر نالہ کہ مَن لِي خَيْرٌ فِي الدِّينِ مِنَ الدُّنْيَا
 کرم گوید کہ مکاری دَدْ لَهُ مِنْ حَيٍّ وَ لَا مَاتٍ
 سخن بر خوشتن بالہ کہ ما از شاہ و شاہ از ما

سخن را بر ترسی دادہ عبارت را تر می آؤ
 معانی با نزاکت چوں ادا با حسن ہم پیا
 رباعی شیوہ دارد کہ نتوان دید در جادو
 رباعی شب نوی زہر بقی خاطر ز لگان نئی
 جزالت با قصائد تو اماں چوں موج با کیوں
 عروج پایگاہ مصطفی آباد را نازم

ق

تو اے کز وصف شیر زہ صفای قصہ را دی
 نہ پندارم کز نیاس دیدہ باشی در جہاں شہر
 بہر دو کاں متلع علم و حکمت چیدہ تو بر تو
 ہم از اہل صناعت کا ملانش چار سو بیانی
 فیضماں اجتہاد آثار و دانیایں فلاحوں
 گروہے از سخن سنجاں کہ باشد زان ہم ہر یک
 بوسیتی بے از بحر کاران نکیسادم
 خوشا شہرے و فرخ شہر یار نام بردارش

ق

تو اے کز سیر بنگاہ سران مہندے آئی
 گر قسم دیدہ از ملک و دولت بہر ورجے
 چرا آمدی بگوار غرض سنی از مہاں مارا
 ولے کم دیدہ باشی علم و دولت را بہم یکجا

۱۱ خطاب ہو اس فرضی شخص کی طرف جو گو کہ دبائی تریوں اور کھڑی مہمانک ڈیروں دینیوں کو دیکھ کر واپس آتا ہے ۱۱

کشا دستند بر روی ہوا صد طبلہ عطاراں
بگلشن جلوہ ہر نو نہالے دیدنی دار
کسے کو باشد از پیرایہ علم و ہنر عاری

مٹائے کو کہ دریا بد شمسیم عنبر سارا
 دے دے خاطر بلبل مجھ بد جز گل رعنا
 بچہ شہم اہل دل ہیچ است اگر حبشہ دارا

الا اے آنکھ از حدش مرطب اللسان یٰ
 سزاوارستایش گریہ تنہا سیم و زربود
 ولے باقر صورت حسن حسنی جمع چون یم
 کہ در سلامیاں از جنس ایشاں ہترے آورد
 نوید اہل جہان آباد را کایں رونال ریز
 و رود حضرت نواب در دہلی بداں ماند
 مرا ایں نغمہ برب بود کاوانے بگوش آمد
 توقع داشتیم از مقدم نواب دیں پور
 ولے ناساز گاری ہائے بخت و انگوں شیت
 برو حالی نخل پیشہ کن دہر خوش ناخوش
 ہاں عید را گر بیسنی و گر منتظر باشی
 خداوند باحتی آنکہ از اعجاز انفاش

نہ پنداری کہ فرمال و جاہم برودہ است از جا
نیک کرد صد تیاق روم از صفرا و از بیضا
نیا رستم زبان بستن ز شکر و آب یختا
بمال از علم لذت کش بعلم از مال بے پروا
کہ ناز و ہر قدر ایں بقعہ بر بخود باشدش زیبا
کہ آب رفته سوئے آبدان باز آید از دریا
کہ پُرسد ساغر امر و زنا کا محمی نہ روا
کہ روزی چند ایں یرانہ گردد خوشین آرا
کہ گشت خشک ما را ترکند ابر کہ فرما
کہ سرے بہت پنہان رخسار کن مگر کھویش
فرغ افزاید آس در چشم و خرم و دایں دل را
بدرست پاک او مشیت حصار کردہ گویا

۱۔ یہ شاہی حضرت عمرؓ کے قول کی طرف کہ **يَا صَفْرَاءُ** **يَا أَبْضَاءُ** غُزَّي غُزَّي غُزَّي یعنی اے سونے اور اے چاندی

بہرے سوا کسی ہاتھ کو دھوکا دینا ۱۲۵۲ میں اشارہ ہے اُس زمانہ کی طرف جبکہ نواب ممدوح کے والد ماجد نواب

روف علیخان مرحوم دہلی میں بہ حالت طالب علمی مقیم تھے۔ اور نواب محمد رفیع صفر سن میں انکے ساتھ یہیں رہتے تھے ۱۲

پیش این مہتر کتر نواز فیض گستر را
نصیب کامل از دنیا و از دیں ہرہ آؤنے
مدہ اندوہ و غم را در درون خاطرش سلے
کہ با جمعیتش وابستہ شد جمعیت دلہا
و گر یاری دہد گر بخت وقت آن آزد و دم
کہ یکرہ برودش خود را ز غم چوں تشنہ بڑیا
تکلف نیست در ہر چہ از دعا و از ثنا گفتہ
تو دانی حال مایا عالم با الجحیم و الانحفا

قطعہ ہر فات آنز بیل نواب محمد علیخان مرحوم متخلص بہ رشکی خاں
حضرت نواب محمد مصطفیٰ خاں رحمۃ اللہ علیہ جس جہانگیر آباد ضلع بلنہ شہر

دیرنخ از رحلت نواب رشکی
کہ بود اہمید گاہ عالی زار
بصورت گرچہ بود از دیدگان دور
نبود از دل نہاں یک لحظہ زہنا
بیاد صحبت دیرینہ او
بڈے روشن تر از روز و شب تا
زمرگ خواجہ گم کردیم صد حیف
متلع کا سد خود را نہ بدیا
دیرنخ آن کس مرخاں کس میا ز آ
کہ مے آمد پس از یک سال یک بار
دیرنخ آن یاد صحبت مانے پیشین
کہ مے شد تازہ از انشا و اشعار
دیرنخ آن یاد کار عہد اسلاف
کہ یاد از وضع شاں و اے بکود
قدیمیاں را نہ راندے از در غویش
بہر خویش تن نگرفت گاہے
و گر بودند مجرم یا خطا کار
مقرر داشت چوں ز برق مقدر
بجڑے خشم برخیل پرستار
بہر کس ہر چہ مے بخشید را در بار
چنان کاہنہ در رفتی نہ بند
بجڑے یا خطائے برگنہ کار

مردنش گرچہ ہنگام نہ بود ست آہا طاقت روزی از اس جرمہ بیارحیت
مردو با خوشی تن از خلق بجز خیر نہ بُرد ایں چیں مرگ کو تو ز حیات جاوید

قطعہ روضہ وفات جناب مشیر الدولہ خلیفہ سید محمد حسین خاں مرحوم
برادر خسرو وزیر الدولہ مغفور

آں از مرگ مشیر الدولہ آہ	آں عباد قوم و رکن جانداں
در سگاہ قوم را پشت و پناہ	دودمان پھول را حسرت زایاں
آن بصورت انیس دسیت ملک	آں بدنش پیرو دہشت جواں
آں بہ تدبیر خوشد بوند چہر	آں بہ خرم و رائے سؤلون ماں
آں بشورے یک مشیر تخت کار	آں بہ دیواں یک دبیر کار داں
در سیاست از مفاہد برکنار	در دیانت از تعصب برکاراں
اتچہ ملت گدیہ است از حلتش	بارغ خرم مے نہ بیند از خزاں
اتچہ دولت را رسید از نہفتش	کم رسد گلزار از مہر گاہاں
عمر ما باید کہ خیر و مثل او	بخردے او سرزمین بھلیکیاں
در گراچی چوں فرشت دست دہ	بود گوی آں فسق جاوداں
ناگرفت درم ز سیر سنداہ	کو رس حلت کوفت زیں بلغ جہاں
منتظر بودیم ازو پیغام را	کامدہ پیغام مرش ناگہاں
جز نکوئی در خصال او ندید	بہیچکس ہم در عیاں ہم نہماں
در صفا آئینہ سترش چوں عکس	از بیا پاکش نہماں ہمچوں عیاں

آہ ازاں مخدوم خادم پرورے مہرباں تر از پدر بر خدا ماں
 آہ آہ آلِ خواجہ بہر ماں نواز از کرمِ منت پذیر از میہماں
 آہ ازاں در شادی و غم پائدار آہ ازاں ز ناخوش خوش شاد ماں
 قصہ کوتاہ بود یک فردِ سپید کادمہ از وصفِ اوقاصِ زباں
 از خرد پر سیدش سالِ حیل گفت سالِ حلتش منغورِ دواں

قطعہ

تو اے کہ رونقِ پیشینیاں بہم شکست ز نظم و نثر تو کا نذرِ زمانِ گفستی
 چہ نغمہ تاکہ بہ قانونِ فن و سخنیدی چہ بندہ تاکہ باندازِ دلِ ربا گفستی
 رسید نشہ عرفاں چو ذکرِ مے راندی شکست خاطرِ یاراں گرا ز صبِ گفستی
 دوید ریشہ بد لہا چو حرفِ مہرندی ویدِ نخلِ متنِ پاچہ از وفا گفستی
 گھر بہ بزمِ فشانندی اگر شنِ خواندی اثر ز لفظ و ماندی اگر دعا گفستی
 نہ از عقدہ سر بستہ باز بکشودی نہ از کتہ پوشیدہ بر ملا گفستی
 ز سیرِ تفرقہ و جمع قصہ راندی ز سیرِ نفس و آفاق رازِ ما گفستی
 برآمد از دلِ بیگانگان ترانہ ذوق بہ محفلِ کہ سخنِ بائے آشنای گفستی
 لطیفہ تاکہ بہ لفظ و بیاں نئے گنجید تو چوں فرشتہ ز غیب آمدی و گفستی
 بحقِ لطفِ کلامت کہ ہست بزلِ ما کہ پایہ سخنِ افراشتند تا گفستی

۵۱ جس متن پر یہ قطعہ لکھا گیا تھا اُس کے متعلق مفصل بحث یادگار غالب میں درج کر دی گئی ہے۔ اس قطعہ میں مرزا غالب مرحوم کی طرف خطاب کیا گیا ہے۔ اور جو مضامین اس قطعہ میں درج کیے گئے ہیں انکا اصل فیروز یادگار غالب کے دیکھے بھی طبعِ ذہن نشین نہیں ہو سکتا ۱۱

تو اے کہ ہر سخن نغز تو بدل جا کر د
ہر پنجہ گفتہ اندر جواب عرض نیاز
وے بھریدہ از حرف چند با خویشم
عجب کہ قاعدہ و این نیاز مندی را
عجب کہ چاشنی اندوہ خاکساری را
عجب کہ منقطعے راز نقد ناسرہ اش
تو را حرف بسویت نہ جائے من پلوت
اگر نہ روئے سخن با تو بودے گفتم
و یک شرط ادب نیست بر تو خورده گفتم

قطعه دیگر

تو اے کہ عند فرستادہ بسے ہی
شکایت کہ تو ان گفت عین اخلاص
نماند قاعدہ شکریہ ریاجاں
چو شکوہ جز بہ تعاضاے دوستی نہ بود
سرشت پاک دل صاف دادہ اندر
خوش آنکہ ساز کنم از تو شکوہ بیجا
خوش آنکہ عند تو چوں در کند مرا بریں
بریں سرم کہ اگر گرمان ہنر پس
ز کہ تو بہ نہایم ز گفتہ استغفار

منزکہ جان گرامی بریں نہاں کنم
گرم تو دوست شماری ہزار بار کنم
اساس دوستی از شکوہ استوار کنم
ز غیر شکوہ شکایت دوستدار کنم
بحرف تلخ دے خالی از غبار کنم
تو اعتذار کنی و من افتخار کنم
و گر بہ پیش تو تمہید اعتذار کنم
ز کار نامے ہماں خاصہ ایس کار کنم
و گر سپاس تو بہ نہاں آشکار کنم

ترجیع بند

مرثیہ نواب مختار الملک سر سالار جنگ میر تراب علی خاں
مرحوم مدار المہام سرکار عالی نظام کہ از طرف کمیٹی تعلیمی رتہ العلوم
علیگڈہ اشاعت یافتہ

دشت ہر کس زبانِ حق مختار الملک کا مدار خبرِ حلتِ محنتِ مختار الملک
تا چہ افتاد پس از نہضتِ مختار الملک بر سرِ شمت و جمعیتِ مختار الملک

اے اجلِ گرتن بجاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نکو نایش از یادِ بری

لشکرِ از ماتم او چاک گریباں شدہ است کشور از مودن او یکسرہ چرماں شدہ است
اے بسا چشمِ کزین حادثہ گریباں شدہ است حیدر آباد تو گوئی ہمہ بے جاں شدہ است

اے اجلِ گرتن بجاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نکو نایش از یادِ بری

منته ہست ازو بر سرِ سرکارِ نظام کہ بشکرش نتوان کرد مرہ سال قیام
ہم ازو یافتہ عدلیتہ و مالیتہ قوام ہم بدو شکر و ضابطیہ پذیرفت نظام

اے اجلِ گرتن بجاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نکو نایش از یادِ بری

آہ کایں مدونہ در دیست کہ دماں دارو ملک ازین ہمہ سید لزنہ دار کال دارو
قوم ازین وقسمہ انگشت بندہ دارو عافک در پس ایں پردہ چہ نہاں دارو

اے اجل گرتن بیجاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نکونامیش از یاد بری

چشم اسلام ازین غصہ بخوں تر گردید ملت از حالت پیشینہ زبوں تر گردید
علم دین کہ نیکوں بود نیکوں تر گردید قیمت خواجہ پس از مرگ ^{مردی} فزون تر گردید

اے اجل گرتن بیجاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نکونامیش از یاد بری

دوست تا دشمن اُو زو طمع یاری داشت ملک از نیروے تدبیرش ستواری داشت
دولت محمد ازو چشم وفاداری داشت گردن قوم ز احسانش گرانباری داشت

اے اجل گرتن بیجاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نکونامیش از یاد بری

آہ ازاں بدم ساحت کہ نیابیش بہاں آہ ازاں عقل و کفایت کہ نہ بینیش مثال
سپس از ہند چنین مردنہ فیصد سال خاصہ از قوم کہ افتاد و ایں قحط رجال

اے اجل گرتن بیجاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نکونامیش از یاد بری

وہلی گدھے کہ نہادند عزیزاں نہیاد در سگابے کہ ز طوبے بے شرش باد نہیاد
تا بہیستی بود ایں قصہ بہایوں آباد خلق مریدان جوان ^{نہیست} مردی او خواہد داد

اے اجل گرتن بیجاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نکونامیش از یاد بری

کیست در ہند کزین غم لب حسرت نگزید کیست از قوم کزین غصہ گریبان نہ دید

تا به جایکه چو این ناله جاگاه شنید
حالی گوشه نشین هم ز جگر آه کشید
ای جل گر تن بیجاں تن خاکش پیری
نتوانی که نکو نایش از یاد بری

قصیدہ در تہنیت عید الفطر پنجاب اب اسرماں جاہ بہادر مرحوم

صبح نوروز و عید شام تو باد	صباحا فرد و شب بکام تو باد
بر تو نرسد خند و بکام تو باد	عید سال ہزار و سید و شش
آسمان مفتخر ز نام تو باد	شاہ نامیدہ آسمان جاہست
نظم اوستا کم از قیام تو باد	شاہ کرت ملک را سپردہ عنال
خلق خرسند از نظام تو باد	شاہ از رائے شست فراغ بال
فترت نامردہ از حسام تو باد	آزاد باست زندہ از کرمست
از بقائے شہ و دوام تو باد	گنج معمور و ملک آبادان
محکم از پشتی نظام تو باد	قصر والا اسابن ملک نظام
خیرہ و سرکش است رام تو باد	ہر کہ در چار سوئے ملک نظام
عفو از خصم انتقام تو باد	شر ساری عقوبت ہے عظیم
خوشنما ہچو لطف عام تو باد	در سیاست گروہ برابر ویت
یارب آن برق در نیام تو باد	برق تیغ تو خشک و تر سورت
ہمہ در ضبط اہتمام تو باد	عدل زانسانکہ وجہ بہت شست
شرع خیر الوزے امام تو باد	در قضایاے صعب ملت دین

در امور عظام دولت و ملک	بخداوند عظام تو باد
مقصود خلق طوف و رگه شست	چرخش حال شاں مرام تو باد
ساز و برگ دعائے مظلومان	مایه عیش مستدام تو باد
برزبان خلق راستا پیش شست	درد دل حلق احترام تو باد
اے مدار المہام ملک و کن	فتح و لما خود از مہام تو باد
تا بنوشند باده اندر جام	بادہ خوشش ملی بجایم تو باد
تا فشانند دانه در تہ دوم	دل عالم اسیر دارم تو باد
ہر شیمی کہ ناگوار آید	دور پیوستہ از مشام تو باد
ہر نیسی کہ از جہاں خیزد	طرب انگیز در خیام تو باد
و در جہاں ہر کہ ہست چوں حالی	طالب کام و ناز و نام تو باد

قصیدہ در تہنیت عید ضحیٰ بجناب اسرار آسمان جاہ بہادریہم کا عالی نظام

عید اضحیٰ کہ قسریں باد و روش ظفر	باد بر خاجہ نہ عید و نہ ضامن رخ تر
نائب التلطف نواب بشیر الدولہ	عمدۃ الملک فلک جاہ امیر کرب
آنکہ بر پانہ از نظم و سیاست سخن	کز پئے ملک سپر بودہ نہ ہر فتنہ و شر
آنکہ از لطف و کرم کردہ رواں شہر و	کہ خشن خار المہر بد بروں از کشور
آں سپہر شرف و مجد کہ دعاہ و جلال	پایہ اش بر ترازان است کہ گنج و فکر
آں میرا ج کہ است کہ زوالا گہری	بے نیاز آمدہ از مہر چو ماہ از زیور

صابجا عادتِ قوم است کہ در میح و شنا
 اُلّ یکے جز بہ مدیحت نہ کشاید لب بآ
 وں وگہ پیشتر از میح ستاید خود را
 جسمے از شکوہ گردوں سخن آغاز کنند
 قوے از میح گرایند تہشیبِ غزل
 بعد انیں طائفہ باشند کہ در وقتِ میح
 گر قصیدت در گہ تنیت این ست شعا
 مشکہ جز غائب کلم آلودہ ام اند بہر
 لاجرم خامہ دیں مرحلہ پربالہ دست
 تنیت خود بسخن پیش نباشد کہ در
 وریخ محمدتِ خواجہ نہ راند حرفے
 وریخ بعض ہنسِ غیش و کماں بکشیاید
 وریخ تہشیب و غزل روئے سخن آریاید
 ورنہ بر طلب جائزہ بنیاد کلام
 آنکہ از مادہ فیض تو ادرار خورد
 دل رضا چوں دیدش کرتو عوضِ دارِ چشم
 خامہ زینجا ست کہ از غایت حیرتِ دگی
 پس ہماں بہ کہ کند ختم سخن را بدعا
 تا کنند اہل سخن میح ملوک و وزرا
 ہر یکے سازند نغمہ بہ آہنگ وگر
 تا بدانند کہ جز میح نہ دارد و سر
 تا فریبِ دل مدوح بہ اظہار ہنس
 کہ شکایت بود و شکر بدل گتیرا تر
 کہ نمک چارہ نباشد چو بخوردند شکر
 و مہمدم حسن طلب جلوہ دہند از بر
 محنتہ سبحان را در میح غنریاں بکیر
 دہن خویش بدراجی مدوح وگر
 مے نہ داند کہ چساں طے کنایں اہل گذر
 چوں بگویند مکر نہ نبود ہیچ اثر
 بتملق کنش دہر ہر شہر ستر
 این خرافت نبود طبع زباں را در خورد
 یست این زمرہ ماجز بہ جوانی جہد
 کردہ باشند مگر از شرم و حیا قطع نظر
 و آنکہ از نعمتِ تو بہرہ برو شام و سحر
 بر سپاس کہ از ان ہیچکس نیست مفر
 اندرین مرحلہ نشناختہ پارا از سر
 کہ دمِ عمر نہ پناہد بہ دعا مدحت گر
 تا ملوک و وزرا میح فضل اند و ہنر

باد اوصاف تو از روح و شناختنی
گرچه باشند به روح تو غزیاں مضطر
باد در سایه محبوب علیخاں امین
دولت آصفی از هر حدت فرتنه و شمر

قطعه ریسپاس لطف و کرم جناب کر نال یار اژد و قتیکه عنان اداره

تعلیم نجاتی دوست ایشان بود

اولاً شکرا کما فی رموی	حاجت بنده بے دریغ روا
ثانیاً عذر آنکه چندین بار	آدم از بے صدراع شما
آن شنیدی که گفت افلاطون	رنج برد آنکه در نکوینها
رخ او عاقبت به پایاں رفت	لیک نیکی همیشه ماند بجا
راست گویم گزاردن نتوان	حق لطفی که کرده بر ما
مے کنم ختم برو عاگفتار	که نیاید زبنده غیر دعا

ترتیب ماه های جلای در نظم

آفرود و دین سمن افشار فرویدین بهشت	باز خرداوست و شیرست امرداد ایچواں
باز شهر یورسپس مهرست و آبان بوز	هر یک از ماه جلای پیش تو کرم بیاں

فرد

چیدند غوان فتنه چوں سیر شد دل انجمن
داوند آب زندگی اما پس از ترجیع رول

شکریہ سٹوٹن افسر محکمہ پٹ اڑف عزیز می انشا اللہ خالص دہلوی

فرزادہ امیر داد گروٹن	کز داد و کرم زمانہ بنواخت
دستش بگرفت ز نو برداشت	آہرا کہ فلک زیبا بر انداخت
بنواخت بقدر پایہ او	آں را کہ زمانہ قدر نشناخت
اصلاح ادارہ نمک کرد	ز انسان کہ ز ہر خلل پر پرداخت
آوازہ فگندہ دارو گیرش	ز ان گونه کہ دزد نہرہ در باخت
ناخواستہ کام مار واکرد	نا ساختہ کار مانے ماسخت
از فیض نیاز مندی اوست	انشا کہ ز ناز سربہ فراخت

قطعہ بر سب و دیوان منشی اقبال حسین صاحب تخلص بہ عاشق

جواں مرد آ زادہ عاشق کہ نہایت	ورق سران خود کس مر اورا قرین
نہ صتیاد و ہموارہ از خرن جُشلق	پے صید آزاد گان در کمین
نہ تیار و پیوستہ ز افسون نطق	کش ز آشیای بازو شیراز عرس
ہے بار و از جہمہ اش انبساط	اگر مہربان است و گر خشکیں
نہ بینیش کہ سر کہ برابر وں	نہ یا بیش افتادہ چیں بر جمیں
دو سال است کافسون مہر و فاش	رہ بود ست صبرم ز جان حزیں
ولے دیر پیوند نا آشنا	کہ بود ست فارغ ز مہر و زکیں
ندانم کہ عاشق چہ افسون مید	کہ در باخت خود را بہر ش جنیں

سیرشته بہیات دادم ز دوست سخن را سماں بود وقت از زمیں
کنوں رانم از طبع دیوان سخن کہ شد جلوہ فرما بنوعے گزین
دریں روز ماگز مروت زماں سخن شد ہماں و سخنور ہمیں
عروس سخن سے نیز زد بر جو حسن اگر بود غیرت حور ہمیں
صد آباد بر عاشق و حسنم او کہ در دور ناسازگارے چنین
ز مسنی بہ بیگانہ و آشنا نشان دست گنجینہ از آستین

قصیدہ در شان جناب تھاب مجبئی امیر حبیب اللہ خاں والی
دولت خداداد افغانستان خلد اللہ ملکہ و قتیکہ برائے ملاحظہ
مدرسہ اعلوم در علیگڑھ نزول جلال فرمودہ بودند ایں قصیدہ در خواہ
ایشان خواندہ شد بود

مے رسد گرفتار عزت بگذرد از فقر و غنا مینرانیے راکہ شاہ ہے چوں تو باشد میہماں
گر بہ قص آید و رود دیوار کالج دور نیست زین طرب کا مد بہ دیدارش امیر کراماں
دولت بیدار شفت ما کہ شد ہماں ما چون تو ہماں عزیز قصیر ہندوستان
زندہ کاش امر فرمودے بانی ایں ریگاہ تا بدیدے پایہ اش بالا ترا و ہم گماں
تا ہمہ میہماں کا ندر دل خود بستہ بود از قدم شہ بہیم خوشین دیدے عیاں
اے سر لاج ملت دیں اے امیر ابن امیر اسے چو باب نامدار خلیش شاہے کارواں
سنگ نا کا ندر تو تعلیم قوم آمد بہ پیش داستان عبرت انگیرش نہ گنجہ و ربیاں
قصہ کو تہ جل و دانش ناماد جنگ بود جمل میکوشید تا نگذارد از دانش نشان

دولت ہند ارٹھ بودے حامی این سکا
 کوشش بانی ہمہ بر باد رقتے بگیاں
 شکر تہ کز میاں برفاست کس جنگ خلا
 جملہ بہ بستند برآمد و این کالج میاں
 عاقبت مقبولی کالج بدین غایت رسید
 تربیت گاہ غریباں شد گزر گاہ شہاں
 شکر این کمتہ نوازی کز قدم خویش تن
 اہل کالج رافرو دی آبرو و عستہ و شاں
 اگر نوید پارہ زان نیست یا رائے قلم
 در بگوید اندکے زان نیست نیرو زبان
 پس ہاں بہتر کہ گرد برد عا خستہ سخن
 زانکہ ناید جزو عاے خواجہ از مابند گان
 ساز تعلیم بہت و تلقین زین دنیائے سرخ
 تا بود و است با علم و عمل نظم جہاں
 ملت افغان ز تدبیر تواند علم و فن
 آں چنان کز نوع خود در زور و طاقت برت
 اما بود و خیر و صلاح خلق در صلح و وفات
 اتحاد و دولت ہند و خند و داد و اسیر

در شکر یاد آوری عالیجناب ہر مائیں امیر الامرا آئر بیل نواب حیدر علی خان
 بہادر متحد جنگ ملی ریاست ام پورم اقبالہم

کیست یارب کز دل آزاد گان
 بدج آو جوش چو از فوارہ آب
 کیست کز ذکر جمیلش جہاں
 ہر کے ناویدہ میخو اند کتاب
 کیست کز ذوق شنایش در و آ
 خامہ مے قصد چو برق اندر سحاب
 کیست کز صیت نوازش چار سو
 قافعاں را در دہن گردیدہ آب
 کیست کز رویش بر افتد گر نقاب
 گوئی از مشرق بر آمد آفتاب

کیست کز خویش اگر حرفے رود	دفتر اخلاق شوقی باب باب
کیست کز وصفش اگر جویش نام	در زماں بر دل فرود آید جواب
شہ نشان جا علیخاں آنکہ نیست	جز نمودارے ز رویش ماہتاب
روئے او نور ضمیرش را گواہ	رے اوروے منیرش را جواب
خوئے او آمد و لیل خوئے او	گرد لیلے بایدت زور و متاب
کیست کز اکسیر اگر پرسی نشان	بشنوی خاک درش از دل جواب
چوں زفلوت پانند در جلوہ گاہ	یا کند در بزم جمے را خطاب
چشمہا از گوشہا سبقت برد	گو شہا بر چشمہا آرد شتاب
بروہ رہ گوئی بہ آب زندگی	مرکہ از لطف کلاش کامیاب
جاوداں ماندہ ز راحت نصیب	ہر کہ از اعراض او پر پیچ و تاب
بر دلم نادیدہ بندہ مہر اوست	اے خوشا روزے کہ بر خیزد حجاب
مہر باں بر خود گمانش کردہ ام	تا چہ تبسیر کرد ایں فرخندہ خواب
اے سلف را میوہ نخل امید	وے نیاگاں را دعائے ستیاب
در جہاں باشی سلف اچا شیش	تا خلف ز ریشاں بود نامنیاب
نام آبا زندہ باد از نسبت	تا پس سر جوید آبا انتساب
تا حساب از عمر و از دولت کنند	دولت و عمر تو بادا بے حساب

۱۰ سنہ ۱۰۱۱ ہجری کے چند سال بعد از موت شیخ خاکہ کو راسخویش یا دفن فرمایا تھا۔ اس وقت اول یہ قلعہ ہیجا گیا تھا کہ بعد از قلعہ

تذکرہ

۱۵۱۳ھ

مرثیہ جناب صاحبزادہ عارف جنگ ڈاکٹر سر سید احمد خاں غفرلہ

بند اول

آہ ازیں تیر گذار کز کماں انداختند	آہ کز یک زخم قوسے نیم جاں انداختند
اے عجب کز حلیت فردے زافر اوبشر	علی را از قیامت در کماں انداختند
اے عجب کز مردن یک پیر مرد سالخورد	تاب تپ در کودک پیر و جاں انداختند
اے عجب کز سوز اندوه وفات سلمے	مردم کهرش را آتش به جاں انداختند
سپیل اند قوم نقدے بود اندر کیسه	کیسه خالی مانده و نقد از میان انداختند
قوم را سر پایہ محب و علا از دست رفت	بعد از ناں کاین گنج را در خاک لای انداختند
نوبهار آید و گرد بر بلخ قوم آید نیست	بعد از طرح خسروان جاوول انداختند
تا قیامت گوئی از تاراج ما فارغ شدند	کاین مصیبت بر سر سلامیاں انداختند
اہل دیں بے یار و دیں سبکس بے یار ماند	ہر گہ ایں آوازہ در ہندوستان انداختند

رفت و با خود رونق بزم سلمانی بیرو

لمت از مرگش پیر مرد سلمانی بیرو

بند دوم

آہ از مرگ و ہر شوب سپیل آہ آہ	آہمکہ در ہنر ملائم قوم را بودے پناہ
عہد یاری کا و ہماکت دین دولت بستہ بود	تا زتن جاں بر نیامد داشتے دائم گاہ
شکل یاریاں اگر بودے بہر طوفان نوح	بر مثال کشتی نوح اندر و کوسے شناہ

عمر کا کوشید تا شوید غبارِ سُو بر ظن
 گر نشیند از رعیت بر دلِ ارکانِ شاه
 چارہ با انگینت تا طرح صد اُقت افکند
 در میانِ حاکم و محکوم و سالار و سپاہ
 کاروانِ قوم و در افتادہ بود از راہِ رست
 رفت و ادبے را بہرِ گر داند و آورش بر آ
 در مصافحہ و ہر بود و دینِ ملت را سپر
 حج او ایس بود و انیش صوم ایس بوش صلو
 سید القوم است ہر کس قم را خدمت کند
 خدمت او بر سیادت بس بود اورا گواہ
 اگرچہ از مائے تواند صد چوسید آورد
 آنکہ لعل آرد ز سنگِ لالہ از خاکِ سیاہ

لیک توے کز خزانہ نشیب افتادہ اند
 باز ہرگز دریا بند انچہ از کفِ داوہ اند

بند سوم

میتوان در فضل و دانش شہرہ و درل شدن
 در فصاحت و ہجو سبجان و حسنِ لہان شدن
 میتوان در رجاہ و ثروت گوے از قارون چو
 میتوان زہد و طاعت و غیرت صنعاں شدن
 میتوان در ملک و دولت خسرو پرور گشت
 میتوان زہد و طاقت رستم و ستاں شدن
 میتوان قطبے ماں شد میتوان شد غوثِ وقت
 ہرچہ خواہی میتوانی شد بجز انساں شدن
 چیت انسانی تمیدن از تپ ہمایگان
 از سمومِ نجر و بارغِ عدن پڑ ماں شدن
 خوار دیدن خویش را از خواریِ ابلتے جنس
 در شبستانِ تنگ ل از محنتِ زہد شدن
 آتشِ قحطی کہ در کفالن بسوزد باغ و کشت
 بر فرازِ تختِ مصر از تاب آں بریاں شدن
 ز لیسن و ز سر قوم و مرن اندر بند قوم
 گر توانی میتوانی سید احمد خاں شدن
 میتوان مقبولِ عالم گشت اما ہجو شیخ
 بہر سو و خلقِ مرد و وہاں نتوان شدن

جو را خوال دیدن و در عشقِ اخوال زسیتن

زخم پیکان خوردن موشتاق پیکان زیتن

بند چہارم

در شش جعبے بقیلید ہر پہمت ناخند	لیک چوں نقتند گلے چند دل مر باخند
زود و دستند کایں سودا نہ ہر سراسر	اہل دعویٰ کا ندیس میدان علم افزا خند
کار کار شیر مردان ست کز سوز و دل	بزم را افزا خند و شمع ساں بجا خند
سیتل از رہ تادم آخر عیاں رایتا ف	گرچہ در آہش بسے خاؤ خشک انداختند
بود یاراں ز سپر تابود۔ در ہر شہر و شہر	لیک یاراں بر شش تیغ جہاے آختند
خواجہ در فکر صلاح دین ملت و گذشت	لیک اہل دین ملت قدر او شناختند
جز ملامت ہیچ ننوشتند مفرود شش	چوں بنامش قرعہ در روز نخست انداختند
آرے از عالم ندیدستند جز جو رو جہا	آں جہاں مرداں کہ کار اہل عالم ساختند
آومی داگنہ ز قویم مرده خیزدای شگفت	کایں جہاں مومی زیں آب گل چیں ساختند

حیف کا ندہ جمع ستاں ہوشیاے بود و نیت

دزین شور نخلے باردارے بود۔ رفت

بند پنجم

گوئے از گردش فرو مانده است چو گل ریشہ	کشتی از اجاے نہ جنبہ موج عیاں را چہ شد
وہ بہ ویرانی کشد وقت و بہقانش کجاست	گلہ سرگرداں شود زود دست چو پاں را چہ شد
چہرہ شد سہراب ملل۔ ستم دستان کجاست	یافت فرصت اہرمن۔ مہر سلیمان را چہ شد
تارک ہر کس ندارد تاب گرز روزگار	بر غمتیاد ہرے ایں تپک۔ سندان را چہ شد
قوم را بیم عتاب و چشم رسم از کس نماند	آں لب نفیریں سرا۔ آن چشم گریاں را چہ شد

پند ایں شیریں بیانانِ نمِ گیسو در بہ دل اُن زبانِ تلخ گو۔ اُن تیغِ عیاں را چہ شد
 شد خزانِ دانا ہمارا نہست یاراں را خیر اُن بہارِ بے خزانِ بزمِ یاراں را چہ شد
 دل گرفت از خندہ گل تابست از خندہ لب اُن کلیدِ قفلِ دل اُن لعلِ خنداں را چہ شد
 اُن کہ مے بخشید جاں اُن بادِ نورِ زمی سحرا آنکہ مے با رسید دُر اُن ابرِ میاں را چہ شد
 اے حلیمکدھ آنکہ کروت شہرہ در امصار کو
 آنکہ از خاکت بگروں برد اُن مسمار کو

بند ششم

آہ ازاں در بیشہ صدقِ صفا شیریاں آنکہ در سترِ علنِ بودش یکے دلِ بانیاں
 آنکہ چوں دریا نبود تیرہ از بارانِ سنگ آنکہ از غمِش نہ گشتے صورتِ کوہِ گراں
 بود و نہست بہ باعثِ مُتہم از راستی اُسے ایں باشد وین عالمِ نہرِ ستیاں
 یارِ جزِ علمش نبود و علمِ دانی نا درہست ایں خنیں بے کس سنو کو نہلِ پُرا نہ جہاں
 بعدِ سیتلِ کز بفاے قومِ گندشتِ از وفا ^{فیصل الوجود} کیست تابا نہتِ بر ایں نامہرِ باناں مہراں
 خانہ اش دانی کیے مہاں سرے قومِ بود کیست مراہیں مہمانانِ ایں پسِ میناں
 بعد از نوکایں نہشتِ را گلزارِ کرد و نہشتِ کیست ایں بنا مارِ احنماں۔ ایں باغمارِ باغبان
 سعیِ ماہِ شکلِ نہ بعد از غماجمہ مانہرِ برقرار جنبشِ از لبِتِ مجو۔ لقاہِ چہ فتِ از میاں
 جیشِ رائقہ ابنِ سرِ عسکرِ خطرِ دارِ خطر گلہ را بستنِ از چہاں زیاںِ ارو زیاں

مہرواں را بعد از ایں یاربِ لیلِ اہ کیست
 و گیز ایں بے دولتاں را بارِ دولتاں کیست

بند ہفتم

دوستان از مرگ نبود چاره و ز فرقت مفر
جائے اشتغال وقت هست و مردانگی است
در غم سبیل اگر از فرض خود غافل شدید
خواجہ دارالحسنة از بہر شما بگذاشته است
کہ ما کند است تا این جوئے شیر آوریست
ترسم این سرچشمہ گرو تیرہ از سنگ خلاف
عزیم جزم آرید و بر خیزید و ہماستان شوید
شصت بلین است در ہندستان تو چنگی
یا دگار خواہسم بعد از خواجہ برپادارن

چوں زنان تا چند بودں بہر سبیل نوہر
کایں بلانے ناگماں نہایت جز بہت ہر
این مصیبت رہست صد چہدین مصیبت برتر
تا بود نبل شما از علم و دولت بہرہ ور
بوکہ آب فرستہ در جوئے شما آید ز سر
ہاں مانقت است وقت اتفاق ہمدگر
دست بکشاید و بر بندید و امن بر کر
وہ کہ چندین خلق در ماند ز کار یک نفر
شکر اورا خوب تر زین نیست اسلوبے کر

مزد او ایں بس کہ در صلاح خود کوشید زود

کز شما غیر از شما مطلوب او چیز نہ بود

قطعہ شکر صحت یابی شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی

بند احمد پس از ناخوشی و بیخ دراز
آنکہ ناش بحالات سحر و گیتی است
آنکہ گرسر کند افسانہ فضل و ہنرش
آنکہ خواندش اگر نفس زبان خود و بس
بود و در علت او علت تو مضمحل
بسکہ اوروح دیمیدہ است بہ یارخ سلف

شبلی ما ہر ادا از سر بالین برخواست
آنکہ مشہور در آفاق بی شمس العلماء است
خامہ شکل کہ بہ پایاں بر پوش بے کم و کا است
کردہ باشند عدول اہل سخن از رہ راست
لاہرم صحت او بہر ہمہ قوم شفاست
ہر قدر فخر بذاتش بخند قوم ہواست

زنده تا دیر بماناد کہ بت برکے . بعد از خلعت تحقیق نے ایدرست

عیدی شب برات

تعالی اللہ شبے کا یزد و دریش شب کساں مُقبل و دُبر نماید
اگر اقبال خواہی بندگی کن کہ حلوہ اخرونی را روئے باید

قطعاتِ تاریخ و مختلف مادہ مانے تاریخ

قطعه تاریخ طبع دیوان میر مہدی مجروح دہلوی

مجرروح آنکہ نامِ سلفِ زندہ است ازو
مہلی کہ بود کانِ شہرِ معدنِ کمال
جمعے کہ داشت سرفلک از وجودِ شان
وانا کہ ماندہ اند ازاں جہمِ یوگار
غالبِ برفتِ غیرِ آزدہ رفتِ ذوق
رفتند و جائے خود ہمہ خالی گزاشتند
مجرروح ماندہ است ازاں جمعِ یادگار
کایں عندلیبِ قصہ ہمی خواند از بہار
دیوانِ او کہ رختہ را دورِ آخر است
کایں نے کہ و گذشتہ میر و میرزاست
ذاتش بود غنیمتِ گہرے دریں زماں
امروز از کمالِ نیابی در او نشان
را ندند سوئے جنتِ ماوے یگانگیان
بلیک ز زندہ اجلِ رازماں زماں
مومنِ برفتِ و حسرتی و عارفِ از میاں
کس بر نخاست تا بنشیند بجائے شان
یارب بدار از بد و درِ انشِ دماں
دیں گلِ خبر ہمی و دہ از عہدِ گلستاں
خوش میسرند صد بھر نیانِ تکتہ دل
مے خشمش بہرِ جگرِ تشنہ را لچاں

الف قصہ چاپ گشتہ ازل شد آن متاع کا نرا بلفتِ عمر سر میں ہمتیوں
پرسد اگر کے ز تو تاریخِ حالیا گو۔ نظم و لغزیب بود سالِ طبعِ آن

تاریخِ بنائے مکانِ سیدِ عوض علی مرحوم رئیسِ حارچہ ضلعِ بلت شہر
کہ حسبِ بانشِ ابرو غزلیو جو دیتِ قیاضِ ستینِ حومِ نوشتہ شد

کرد سیدِ عوض علی تعمیر این شبستانِ بنائے نہ بہتِ دل
چوں بہ پایاں رسید باتفِ گفت سالِ پچہشیں اں ظفرِ منیر
پس بکنِ لفظِ بے مثالِ فنون تا شود سالِ عیسوی حاصل
۵۸۲ + ۱۳۰۴ = ۱۸۹۰

قطعہ تاریخِ تعمیرِ مسجدِ واقعِ سوئی پت کہ باہتمامِ خواجہ محمد علی مرحوم
خطیبِ پانی پتِ اصلِ باقی نویں تحصیلِ سوئی پتِ تعمیرِ یافتہ

محمد علی آں مددگار حق کہ ازل ازل جانِ است بر دیں فدا
کمر بستہ بریلدی اہل دیں تعمیرِ اس جابج و لکشا
پے آنکہ زینِ عمدہ آید بوں کشیدہ بے ماہِ پنج و عشا
دگر جمعے از حق پرستانِ شہر دریں کار با او شدہ ہمنوا
چو سالِ بنائش بحسبِ تمزول بگشتا۔ چو خوشش کر مسجدِ بنا

تاریخِ وفاتِ محمد ابراہیم جو اں مرگ طالبِ علمِ بی اے کلاسِ اولیٰ

محمد ابراہیم چوں کہ جانِ گفت ز بخشِ جوانی مثر برِ نچوردہ

بجائ آفریں خان شیریں سپر
بجھتم زرو کے الم سالِ فوٹش

۱۲۹۳ ۱۲۹۲ ۱۲۹۱

تلیخ بہ پایاں سیدن بنائے سید مہرباغلی مرحوم میر گل و ٹھی در بندہ

علی آن سید والا کہ باشد
بود با ذات او توام سیاوت
چو ایں کا شانہ رُسبیا و بنہا
گر توں آں فیض گستر و جودش
چنین گفتش حالی سالِ تعمیر
بنامش مہرباں جزوئے راجزا
چناں کز نام او مہراست پیدا
بہمدِ حاکم بیدار و دانا
شد ایں معمورہ چون گلشن سراپا
مکان بے نظیر آباد بادا

تلیخ اورنگ نشینی حضور آصف جاہ نظام الملک ساؤس میر محبوب علی خاں
بہادر فرماں وائے ملک دکن خلد اللہ ملکہ

بر سالِ فرخ و ماہِ سعید و روزِ فرخندہ
بہ تختِ سلطنت نشست حالی گفت تا بخش
نظام الملک محبوب علی خاں آصف ثانی
برائے وے مبارک تاج و اورنگِ جہان بانی

تلیخ حلتِ جنابِ ضیاء الدین احمد خاص صاحبِ محرم و صومبی دین

ور واکہ ضیاء دین احمد بر بست
از طاق و زایوان و وزیر و جلا
رختِ سفر از جہاں کہ جائے الم است
بگستہ بر حمتِ آئی پیوست

۶۹۳

۹۳ ۹۴ ۹۵

۱۱۰ ۹۸ ۹۶ ۹۴ ۹۲ ۹۰ ۸۸ ۸۶ ۸۴ ۸۲ ۸۰ ۷۸ ۷۶ ۷۴ ۷۲ ۷۰ ۶۸ ۶۶ ۶۴ ۶۲ ۶۰ ۵۸ ۵۶ ۵۴ ۵۲ ۵۰ ۴۸ ۴۶ ۴۴ ۴۲ ۴۰ ۳۸ ۳۶ ۳۴ ۳۲ ۳۰ ۲۸ ۲۶ ۲۴ ۲۲ ۲۰ ۱۸ ۱۶ ۱۴ ۱۲ ۱۰ ۸ ۶ ۴ ۲ ۰

تیاخ بنائے مہاں ہرے در موضع مون واقع نیا بجایاں

بھر کر مآں و زیر چند کہ باقی ست
نام ہر گاہاں مون بدل نویش
ساختمہ نگر گئے چو ہر غریباں
میگہ کہ ہر غریب آمدہ سانش

تیاخ بنائے باغ در موضع تہہ ضلع مظفر نگر ترتیب دادہ سید فیاض علی خاں

تیس نامور فیاض علی خاں
کہ نتواں کرد وصف اور صدیک
ہر تہہ طرف باغی طرح انداخت
کہ در غنی زندہ بر خلد چشمک
چو حالی سال ترتیبش ہے جہت
خروں سرود بلوغ نو مبارک

قطعہ تیاخ تعمیر چاہ بنا کردہ سید محمد ذکی ریس سو فی پت

بجند چاہ چو سید ذکی نہ سو فی پت
نہاں سید ذکی گنجش حالی زار
ز خاک جوش نہ آب صافی و شیریں
کہست سال بنا چشمہ بہشت بریں

قطعہ بروفاٹ مولوی چراغ علی مرحوم

آہ آہ از صلت بے گاہ عظم یار جنگ
حیف دنیا را بختہ سا لگی کردہ واع
کرم مارا بزم ماتم باز گردانیہ رفت
مشتے از گنجینہ لعل گہرا پشید و رفت
استفیدان پرنہ کردہ دہرین سنی منو
از سحاب فیض کلکش ناشدہ شیر خلق
کز میان رہ زہم راں عشاں پیچید رفت
ساعتہ برقی یانی از افق تابید رفت

عقدا مکتشودہ ماند نکمہ ماند نوشتہ ماند
 کرد بے آزار خلق اعمال سلطانی ادا
 یاوران قوم را تا ولایت یاور بود و یاد
 از دل پر درد او گاہ صدائے برینجا
 طبع آزمائش بہر طرک کہ بینی صلح و ا
 گزیر یک صد سال کس انجام او مرگ مستب
 بہر چوے شیر کو بے ستوں کند قدرت
 نے ز کس زنجیدہ و نئے کس را برنجاید قدرت
 ہر چہ بتوانست تا میدشاں کشید قدرت
 مدتے چوں بحر کابل در نہاں جو شید قدرت
 در دل خویش دل بیگانہ و گنجید قدرت
 چوں شر بر وضع دوراں متیواں خندید قدرت

قطعہ تاریخ وفات جناب جہ کریمت علی صاحبے حوم جو حافظ
 محمد یعقوب صاحبے محبتے دی کی فرمایش سے لکھا گیا تھا

شکر است علی ز دار فنا ماند خلتے بہ گریہ وزاری
 مغفرت وقف روح خواجہ کہ او یافت رحلت بہ سال غفاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرفاسی

و بیاجہ سفرنامہ حکیم ناصر خسرو متضمن سوانح عمری حکیم موصوف کہ بخلاف تذکرہ
نگاران پیشین حقائق و قصیدہ از سفرنامہ دیوان شعر و استنباط کردہ
بصحت ہرچہ تمام تر نوشتہ شدہ است

صاحب این سفرنامہ حکیم ابوالمعین ناصر بن خسرو علوی از شعرائے قدیم خطہ خراسان است
کہ بعد از شاعری در علم و حکمت و فضل و عاقل شہرہ روزگار بودہ - مورخان و تذکرہ نگاران در
شرح احوال شراہ تحقیق ناسپردہ و سرہ از ناسرہ باز نہاستہ پردہ ہائے تو بر تو بر چہرہ مقصود
فرہوشتہ اند - و اگر این سفرنامہ و پارہ از دیوان اشعارش بدست نیفتادے چارہ نبود از انکہ
بائیر بن ببال میثاق دیم و راہ از بیراہہ باز نہنایسم *

چند انکہ درین قضیہ غور کردہ میشود چنان بخاطر میرسد کہ تا بحکس از معاصران حکیم فروز تجریم
حال و سہ نپرداختہ و سالہائے فراوان و قلع زندگانی او نا نوشتہ ماند - باعث بر این بے
اعتنائیہا آں تواند بود کہ قہمائے آل نساں از شیعہ و سنیہ چنانکہ عنقریب ذکر کردہ شود
ناصر از فرقہ اسمعیلیہ گمان میکرد و مدو اسمعیلیاں را بہ لقب ملاحدہ و باطنیہ لقب میدادند
اسمعیلیہ طائفہ ایست از امامیہ کہ اسمعیل بن امام جعفر صلیقی را بعد از جناب امام ہدی دانند و گویند امام جعفر صادق

پس غالب آنت کہ تا زمان دراز آردے از فریقین بسبب تنافرے کہ از تعصب خیر و بیکارش
ترجمہ حکیم موصوف میل نہ کردہ باشد۔ اما چون در قرون لاحقہ دیوان اشعار و دیگر تصانیف در سطر
ممالک انتشار یافت و معتقدان اواز حوالی کو بہستان بخشاں کہ مرقد حکیم در آنجا است فوج
فوج ظاہر شد آذوقہ بود کہ ارباب سیر بتفحص اخبار و آثارش پرداختند۔ لاکن سیر
و یا بسے کہ یافتند یا از افواہ عامہ نام شنیدند بے تأمل حوالہ قلم نمودند و افسانہاں کہ
معتقدان وے از قبل خود تراشیدہ بر حکیم بستہ بودند آنرا از افادات حکیم دانستہ بے آنکہ بر حقائق
وے عرض کنند و صواب از خطا باز شناسند نقل و روایتش مبادرت کردند۔ و ازیں بہت
اغتشاش عظیم در ترجمہ حکیم سابق الوصف راہ یافتہ و پے بہ سیر کا بیرون بغایت مشکل افتاد
اگرچہ دین روز ناچار لس شیعہ نام یکے از افضل اروپا احوال ناصر خسرو را روایت فرانسہ
بالبسطہ ہرچہ تا متر نوشتہ است اما بسبب جنیت زبان فرانسہ کلیتہً نمیتوان گفت کہ چقدر
از عمدہ تحقیق بیرون آمدہ و تا کجا داد تنقید دادہ است۔ بناً علی ذلک و ذکر احوال از بقا
قوم برہاں قد کہ معقول قابل جرم است اکتفا خواہد رفت و باقی انچہ از کلام خودش میتوان
استنباط کرد نوشتہ خواہد شد۔

اول اختلافی کہ کردہ اند در تعیین سال ولادت اوست۔ حمد اللہ مستوفی قزوینی در
تاریخ گزنیہ سال سیصد و ہشتاد و پنج از ہجرت خاتم النبیین (صلعم) ضبط کردہ است و مصنف
(بقیہ صفحہ ۵۳) امامت را بدو تفویض داشت و با ماوراء النہل بیچ نزاع جاریہ را با نازہ ساخت چنانچہ بی صلعم باشد
و علی با فاطمہ۔ نیز جمیل را خاتم الاممہ دانند و پیش امام لاحق کار دارند و گویند دار امامت بر ہفت مانند ہفت روزہ
ہفت آسمان و ہفت سیارہ۔ ۱۲ حالی

(صفحہ ۵۱) ۱۰ یورب را معرب کردہ اروپا میگویند ۱۲ ۵۲ تنقید یعنی نقادی ۵۳ ۱۱ ۱۲

دستان المذہب سید و پنجاہ و نہ - و صاحب حبیب السیر سید و پنجاہ و بہشت معلوم میکند
اما این ہستہ قول مروود است بلے قول صائب آنست کہ رضا قلیخان در تذکرہ مجمع الفصحاء
آورده و آن سید و نو و چار ہست و چارلس شیفر در ترجمہ فرساویہ خویش میں قول اخیر اختیار کیا
کرده و بقول خود حکیم تسک جتہ کہ در بعضے قصائد خویش میفرماید ہ

بگذشت نہجرت پس سید و نو و چار ہندامرا دور بر مرکز اغیستہ

نیز قاطبہ تذکرہ تریاں اصل حکیم را از صفہاں معلوم داشتہ اند - اما ہیچ دلیل کہ مفید
جزم باشد ذکر نہ کرده بل بملاحظات چند میتوان گفت کہ اورا اباعن جد باصفہاں و دیگر بلاد از
عراق عجم و پارس سیح تعلقتہ بنودہ و سلاف و بزرگان او از عبد مامون ابن رشید یا بعبادت
دیگر از زمان امام علی ابن موسی الرضا کہ جد ہشتم ناصر خسرو بودہ ہیں و صفحات خراسان سکنتہ
داشتہ اند و معمورہ بلخ کہ تا زمان دراز دار الملک ولایت خراسان بودہ است باید سقط الراس
حکیم موصوف باشد چنانکہ خود گفته است ہ

اے بادِ عصمر گر گندی بریان بلخ بگذر بنجانہ من و آنجا بجوئے حال

و ہمچنین در بسیاری از اشعار خود چنانکہ ہر کس را در عالم غربت و دوری وطن اتفاق افتد بر بشارت
خراسان و اہل خراسان دینغ خورده است و نیز در سفرنامہ عبارات بسیار است کہ بر بمعنی دلالت
واضح دارد - بالجملة سلسلہ نسبش بہفت واسطہ تا بہ امام ہام علی ابن موسی الرضا علیہ التھیۃ و الثناء
کہ در شہدہ مقدس مدفون و بہ شاہ خراسان معروف است منتہی میشود - بعد از حفظ قرآن مجید کہ

سلہ ابن تذکرہ از تالیفات امیر الشعراء رضا قلیخان متخلص بہ ہدایت است کہ در سال ۹۱۰ ہجری در دار السلطنت

طهران چاپ شدہ و دریں ایام ہندوستان رسیدہ است ۱۲۰۰ عراقی عجم و پارس نام دو ولایت از مالک

ایران است و تمامی مملکت ایران را کہ پارس میگویند مجاز است ۱۲۰۰ حالی

گویند در سن نه سالگی بدین مشرف شده سالهاست و از تحصیل علوم متعارف از مقبول و متفوق
و علوم غریبه فزون تنوعه از نجوم و رمل و سائر دانشها که در آن روزگار از جمله کمالات شمرده میشد
و هیچکس را بدون آنها فرا نه و حکیم نمیخواندند مشغول بود. گویند در اربع علوم دینی و فنون حکیمیه
که میان اهل اسلام و ائمه و سائر بود بر کتب مقدسه از تورات و انجیل و مجموع صحف انبیاء نیز
اطلاعی تمام داشت حتی اینکه فضلاء یهود و مسیحیان کتاب باران و اخذ میکردند و آنچه از
کلام خودش در سفرنامه مضمون میشود اینقدر است که غالباً از لغت و خط عبرانی بیخبر نبود چه در
ذکر فلسطین مضمون بعضی کتابها که به خط عبری نوشته بودند شرح داده و بیان کرده است
مع لفظه بعد از سوخ و کمالات علمی سالها بر تحصیل در سبب میگرفت و بحسب معضلات و قیاس مغلط
از دقائق عقیده و مسائل نقلیه مشغوف بود تا آنکه بتقریب از پنج بهر و شایان که امر و سطح نظر
دولت روسیه است شنافت. هرگاهچه الحال اذ تا مار مطلق العنان محسوب میشود تا فاما در زمان
پیشین از بلاد معتبره ممالک خراسان و پادشخت سلاجقه بوده است در عهد سلاطین عجم و هم در دولت
اسلامیه اکثری از علما و حکما از اینجا برخاسته اند. باجمله کارنامه خسرو در دیالاکرت. آنوقت
طغرل یک سلجوقی در نیشاپور و کین برادرش چرکب در مرو بر سید حکومت جا داشتند و انیسر
را در خدمت چرکب قرب اختصاص بهم رسیده و ملک بیزان دولت مسلک شد و چنانکه
خود در سفرنامه میگوید از جمله متصرفان و اموال و اعمال سلطانی و متصدی قیامات دیوانی گشت
از تاریخ تمدن اهل اسلام لایح میشود که در قرنهای پیشین کسانی که ببلقیاسه اسلام
ملقب بوده اند قاطب روزگار بر ترک و تخرید میگذاشتند و هرگز تن بخدمت ملوک و سلاطین
نمیدادند. و اقل کسیکه از میان ایشان خدمت ملوک را اختیار کرد شیخ الرئیس ابوعلی ابن
سینا بود که غایب بام حیاتش و وزارت آل بویه بر سر آمده. صاحب وضه الصفا میسنوید که

ابن ہارث شیخ رئیس اکثرے از حکمائے اسلام کہ ملازمت حکام و اباب فروان اختیار کردند ہمہ
 اقتدا بہ شیخ کردند از آنجا کہ اصل شیخ ابوعلی و ناصر خسرو از پنج ہونہ است و عروج شیخ بر طالع
 حشمت و جاہ کہ مدولت آل بویہ اورادست اوہ ناصر را در عین شباب سموع افتادہ باشد
 و نیز ناصر خسرو بجزیم و یقین دانستہ کہ اینہم شہرت و اعتبار شیخ جزیرہ قرب سلاطین ہرگز نہ
 نئے بہت لاجرم حکم میندوان کرد کہ اینہم اسباب ناصر خسرو را بخدمت آل سلجوق مائل کردہ و از گوشہ
 عزلت بدرالملک مرد کشیدہ باشد اگرچہ ناصر خسرو چنانکہ بعد ازین گفتہ شود ویرے کشیدہ
 کہ از خدمت چغریک آزاد شدہ و دیگر پیرامون آن نگہ میدہ آتا برادرش خواجہ ابوفتح عبدالحلیل
 در عمد طغرل بک پسرش خواجہ معین الدین در زمان ملک شہ سلجوقی تانمان متہ لازم دیوان و
 معتہ در گاہ بودہ اندہ

علی الحکمہ تا سال چار صد و سی و ہفت ہجریہ کہ چہل و دو سال از عمر ناصر خسرو گذشتہ
 بود روزگارش در خدمت امیر چغریک ہمہیں منوال بود تا آنکہ داعیہ سفر حجاز چنانکہ در سفرنامہ
 و انمودہ است اورا از جابر انجنت و از مشاغل دیوانی بکلی دست شست تمامت اسباب
 جاہ و حشمت را پدید گفت و کہین برادر خود ابو سعید و یک غلام را ہمراہ گرفتہ رخصتے کرد و او
 آن دیں سفرنامہ رقم کردہ اختیار نمود و از بلاد خراسان و عراق عجم و آذربائجان بہ آرمینہ
 رسیدہ و از آنجا بہ شام و فلسطین و عراق عرب عبور دادہ در موسم حج وارد مکہ محترمہ شدہ بعد
 ازین بمصر رفت و قرب سہ سال از آنجا اقامت و ہشت و در زمان اقامت مصر و باربر حج
 بیت اللہ زیارت روضہ منورہ جناب رسالت مآب شرفما اللہ تشریفاً و حجاز آمدہ باز بمصر

۱۰۰۰ لہ پدر ابوعلی از عمال آج بود و در ایام سلطنت نوح سامانی بجانب بخارا رفتہ و ابوعلی ہم در آنجا در سہ ہجرت
 شدہ ۱۲۰۰ عیادت ناصر خسرو بعد از ولادت ابوعلی بہشت یک سال بودہ و در سالیکہ شیخ وفات یافتہ ناصر خسرو سالہ ہجری

مراجعت کرد۔ و در وصفہ الصفا و صیب البیروستان المذاہب جنس نوشتمہ اند کہ سبقت سال
در مصر مقیم بود و ہر سال یک میفرست اما انچہ در سفرنامہ تصریح رفتہ است تکذیب آن میکند ^{القصہ}
در آن ایام مستنصر باشد فاطمی عبیدی کہ مشہورترین خلفائے فاطمیہ است و شصت سال بر ریختہ
خلافت شکن بود حکومت مصر داشت۔ انچہ از سفرنامہ استفادہ میشود اینقدر است کہ حکیم را کہ با
یکے از دبیران سلطنت مصر دوستی پیدا آمدہ بود و یک بار توسطے در قصر خلافت رسید ہمارا
وصفہ او ایوان مار شاہدہ نمودہ است۔ اما ہیچ ذکر آن نکردہ کہ مجلس امیر المومنین المستنصر باشد
باریاب شدہ یا نہ و لاکن بشہادت قرآن صادقہ کہ غفر رب بخشش آن پروانیم بجزم یقین
میتوان گفت کہ مستنصر او مراعات بسیار کردہ و تحجیمت یا عقیدت خویش و دولتش
نشانہ بود *

بایکصد و سال چارصد و چهل و یک از مصر بازگشتہ بجدگندہ اردن حج سیہم و اطراف
حجاز و یمن بگردید۔ و باز از راہ لحسا و بصرہ و حلب عجم بہ پارس و از آنجا بجدو و خراسان رسید و در
سال چارصد و چهل و چار و درین بلخ شد *

از دیدن سفرنامہ معلوم میشود کہ حکیم موصوف را در ایاب ذباب دوبار از عراق عرب
مرور اتفاق افتادہ اما ہیچ تصریح آن نکردہ کہ در عقبات عالیہ از کربلا و نجف و کاظمین زیارت
رفتہ یا نہ و این معنی از ہر کجسیکہ خود را شفیقتہ و دلدادہ خاندان نبوت و انامید استبعادے تہائم
غالب آنست کہ در آن ایام زیارت ایں مشاہدتبر کہ از علامات تشیع یا از امارات تفضیل شمرند
میشد پس اگر کے از مخلصان عہدت رسول مقبول قصیدات صفحات مینمود ہرگز اعلان آن نمیکرد
تا از شر توأصب مقتدر کہ مایع آثار و لائے اہل بیت بودند محفوظ تواند بود۔ و از انجا است
کہ برادران ما از اہل سنت و جماعت تا امروز با آنکہ برضرات اولیائے امت منازل بیعدہ

قطع کرده میروند باز اصلاً به سفر عراق عادت ندارند بلکه آنرا از خصائص تشیعیت میدانند
 مع الحیث از قراریکه مذکور شد مدت سیروس یا عیش بهشت سال میکشد و چنانکه از سفرنامه
 معلوم گردد مسافت راه در آمد و شد غیر از آنکه با اطراف و جوانب زیارتها رفته موازی بهشت
 هزار میل انگلیسی قطع کرده و از انواع مشقت با وزحمت با آنچه مقدمه هر بشر نباشد تحمل نموده
 و چون صعوبت و دشواری بر اہمائی آن صفحات خاصه در روزگار پیشین ملاحظه شود آن ہم
 زحمت و مشقت یک برده میشود۔ از اینجا اندازہ توان کرد کہ در قرنہای اولین چه قسم مہمان
 اولو العزم و باہمت از طلب اسلامیہ بر میخاستند و چه قدر بر سیروس یا عیش حریص بودند
 گویند اہالی مغرب زمین در ممالک بعیدہ سفر کردن و سفرنامہ بازداشتن از مسلمانان آموختہ
 اند۔ اما این سخن امروز باور نمیتوان کرد۔ چہ با اینہم سہولت تاکہ در سفر بجز و بر از اختراعات و اویا
 ہر کس را میسرست قوسے دعالم نیست کہ چہل مسلمانان و لاسیما مسلمانان ہند ملازم خانہ و دلدار
 وطن و بنحیر از احوال بلاد بودہ باشد۔

صاحب روضۃ الصفا و حبیب السیر چنان دانودہ اند کہ امیر ناصر آوازہ حسن سیرت
 اسمعیلیہ را شنیدہ از خراسان بمصر رقتہ بود۔ اما در سفرنامہ ہیچ اظہار این قسم خاطر نہ کردہ۔ لیکن
 کہ از خوف ابنائے زمان سکوت ورنیدہ باشد۔ زیرا چہ کافہ اہل سنت و تشیعہ رقتہ اسمعیلیہ
 از فرق ضالہ شمرند و خلفائے مصر را کہ ائمہ ایشان بودند دوست نمیداشتند بلکہ تفسیق و
 تکفیر ایشان میکردند۔ از اینجاست کہ ناصر خسرو بآنکہ سہ سال در مصر قیامت ورنیدہ و ارادہ
 اس داشت کہ مدت عمر ہم در آنجا بسر آرد بانندہ تمامی سفرنامہ اظہار این معنی نہ کردہ کہ باعث تبر
 و بستگی ہا چہ چیز بودہ است۔ باید دانست کہ خلفائے فاطمیین ہمارہ اعیانہ اس داشتند کہ
 بایہ صولت و اقتدار خویش بر ممالک آسیا اندازند و عظمت و بزرگی خلفائے بغداد را از قلوب

امالی مشرق محو کردہ ایشانرا بسوئے خویش مائل سازند خاصہ مستنصر باشند کہ شصت سال تصدیق
 امر خلافت بودہ فرصت این کاری بیشتر از خلفائے ااضیہ اورا دست داده بود و همواره از طرف
 اوجو اکسیر من و دعا درین صفحات می رسیدند تا مروج ما به روش اسمعیلیہ دعوت کنند و حکومت
 مصر را در لباس مذہب رومی دهند و عاقبت الامر بطور ماسعی مستنصر تو وسط بساییری در بغداد
 و حسن حبیب در خراسان آچنان شده کہ ہر کس برائے العین شاہدہ کردہ پس احتمال میدود
 کہ ناصر خسرو را بخت این مقصد نفیہ برگزیدہ در مصر طلب داشتہ باشند کہ ہم از روئے نسب با خلفائے
 مصر خویشی داشت و ہم از روئے عقیدت شیفتہ و ولدادہ خاندان نبوت بود و بعلاوہ علم و فضل
 بر موزہ سلطنت نیز وقوف ہم رسانیدہ و مدت در دولت آل سلجوق بہ کفایت مہمات یوانی باو
 چنانچہ در بعضی از قصائد خویش کہ روداد سفر بیان کردہ است مے فہاند کہ باعث سفر مغرب
 جز شوق لقائے مستنصر باللہ چیزے دیگر نبود و مضمون قصیدہ مذکور را باید بروجہ تلخیص اینجا
 ذکر کنیم کہ خالی از ذوق نخواہد بود میگوید: "سال سیصد نود و چار از ہجرت گذشتہ بود کہ ما در شفق
 مرا بر خاک نہاد۔ آنوقت بالندہ بے شعور مانند رستنی بودم کہ از خاک سیاہ و آب مقطر بدید
 باز از درجہ نباتی بہ مرتبہ حیوانی رسیدم و روزے چند چوں مرغابی پرانچنین بودم تا آنکہ بشارت
 چارین رسیدم و نا طلقہ و جسم کمد راہ یافتہ و اثر صومی ظاہر شدہ۔ چوں عمر من بچہل دور رسید

باسایری غلامے بود از غلامان بہادور و دینی شجاع باہمت کہ با عانت مستنصر تا یک سال قائم با مراندہ عباسی اجماع
 داشتہ و فرمود تا در بغداد خطبہ نام مستنصر خوانند۔ ۱۲۰۰ھ من مبتلا معلقہ اسمعیلیہ مشرق است کہ در ادوار عمر خلافت
 در ششگہ ہجر بہ مصر رسیدہ و بعد عنایات مستنصر و بعد از وفات شہ در ساری بلاد جمع بگردید و مردم را باہمت نزار این
 مستنصر دعوت کرد و خلق کثیر را بہ مذہب اسمعیلی متذہب ساخت و جمعی را بقلعہ لکوت و نواحی قہستان بخت اشد
 مذہب فرستاد و آخر نامی بلاد روداد قہستان غیر لک در حیطہ تصرف آورد کہ موازی صد سال حکومت اسمعیلیان را
 صفحات در ترقی بود تا آنکہ در ۵۸۰ھ بدوست ہولاکو خان نیرہ چنگیز خان مغل متاصل گشت ۱۲۰۰ھ عالی

و خود را از ہر کس بہتر یافتہ۔ با خود گفت ہم بستہ کسے میباید کہ از ہمہ خلق بہتر باشد چون باز از
 مرغان و شتران بہائم و خرمابن از درختاں و یا قوت از جواہر یا مانند قرآن از کتاب و کعبہ از بنا و
 دل از محضے بدن و خورشید از ستارگان۔ پس انجائے برخاستم و سفر پیش گرفتہ و من بعد از خانہ
 و گلشن و منظر اسبچ یاد نہ کردم۔ پس حاجت غیش از پارسی و تمانی و ترکی و سنندی و ہندی
 و رومی و عبری و فلسفی و مانوی و صبابی و دہری و خواستہ و مکر و سوا ال کردم۔ بسیار از سنگت
 و بالیں ساختہ و بسیار از ابرخیمہ و چادر کردم۔ گاہے بزرینے رسیدم کہ آب آنجا بچوہ فرخندہ
 بود و گاہے بر سر کوہے برآمدم کہ اندو پیکر بلند تر بود۔ گاہے مانند شتر باں ریمان در گون
 و گاہے مانند استر بار بر پشت۔ بچین از شہر بہ آن شہر و از نجابہ آنجا پرسندہ و جوینہ و ہمہ قمر
 بعضے گفتند کہ شریعت بہ عقل راست نئے آید زیرا کہ اسلام بہ شمشیر قوت گرفتہ است۔ اما این
 سخن بتقلید ایشان قبول نکردم و از محبت و بران قطع نظر نہ نمودم زیرا کہ حق بتقلید میسر
 نمیشود۔ بارے چون خدا خواہد کہ درے از رحمت بکشاید ہمہ دشواریہا آسان گردد و آخر
 بر در شہرے رسیدم کہ آنجا اجرام فلکی بندہ و چاکر و تمامی آفاق سفر بود۔ صحرائے آنجا مانند دیاب
 پر نقش و نگار بود و آب آنجا مانند کوثر عمل صافی بود۔ منازل آن شہر غیر از علم و فضل و صنوبر آن
 باغ غیر از عقل و خوبی بود۔ شہرے بود کہ حکمائے آنجا ہمہ حریر و دیباچہ پوشیدند نہ مانند فقہائے
 خراسان بافتہ پشم مادہ و نرود برسیکوند۔ چوں در آن شہر رسیدم خود با من گفت کہ بیا و حاجت
 خود طلب کن و از اینجا گذر۔ پس من نزدیک پاسبان آن شہر رفتم و راز غیش بگفتم گفت

۱۲۵۰ مراد از آن حیثیہ امام زمان است ۱۲۵۱ این سخن توفیق بہت بہ سلطنت غزنویہ و سلا جتہ کہ ملک بقرہ استیلا
 گرفتہ بودند بخلاف ملوئہ مصر کہ در عقیدہ خویش برحم و اضاف از سارے و دشابان اسلام امتیاز داشتند ۱۲۵۲ مراد
 از آن شہر کہ صحت کہ مستنصر باصرہ حاکم آنجا بود ۱۲۵۳ حالی ۱۲۵۴ مراد از پاسبان آن شہر مستنصر بالله است ۱۲۵۵
 حالی

اندوہ مخدہ ایس شہر حنچ برین است پُر از اختران بلند بلکہ بہشت است پُر از پیکرائے دلربا
گفتم کہ مرافض ضعیف و زندقہ شدہ است پس برہستی تن و سرخی رنگ من منگر من وارو
بے حجت و برہان نمیخویم وارو روئے اندیشم و قول منکر نمیشنوم۔ گفت اندوہ میر کہ من درینجا
طبیعیتم پس علت خود پیش من مشروح کن۔ من از اول و آخر علت و معلول و جنس و صنعت
صورت و قیاد و تقدیر و مقتدرہ سوال کردم۔ چوں آں محدودانایں سوالہا ازین گوش کرد و دست
قبول بر سینہ خویش نہاد کہ حجت خدا پاد بر آں دست و بر آں سینہ او گفت آریے وارو با
و برہان دہم۔ اما قمرے حکم بر لبست بہ بندم۔ باز بر شرعے کہ مراد او دو گواہ از انفس و آفاق
حاضر کرد۔ پس بن آں حاد و اقبال کردم۔ وارو قمرے سخت برد با نم زد۔ و ہر سقہ بتدیج
چارہ کار بن ہمیکرد۔ تا آنکہ مشق خاک مرا ماند یا قوت منور ساخت۔ اینک یا قوت منم
و آقا بہ من کہے است کہ از فروغ دے ایں عالم طلانی روشن است۔ خوشا شرے کہ
پا سبانش چہاں باشد خوشا کشتی کہ لنگرش چنین بود۔ اے آنکہ علم را صورت و
فضل را جسم و حکمت را دل و مودعی را اثر و دنازش را افتخار بود۔ من کہ با جامہ پیشین و کالبد
و گونہ و صفت پیش دیدیش تو بیستادہ ام۔ الحق کہ بعد از حجر الاسود و خاک پیرہ جز بردست تو
لب نہلاوہ و من بعد تا وقتیکہ زندہ ام و ہر کجا کہ باشم جز بر شکر تو قلم و کاغذ و دوات
نہ را نم۔

از سیاق بیان ایں قصیدہ چند نتیجہ استنباط میتوان کرد۔ یکے آنکہ فی الواقع
ناصر خسرو آوازہ حسن سیرت مستنصر باللہ را شنیدہ سفر مغرب اختیار کردہ بود۔ و نیز از
طرز حکومت خراسان طریق علمائے آنجا کرہتے میداشت۔ و احترام خویش بہ فضل و کمال
و بزرگی و سیادت خود از اہل وطن تفرق نہداشت۔ و سخنانے کہ مستنصر باللہ متکام ملاقات

بر او اتفاق کرده آنچنان راز مائے سر بسته بود کہ ناخبر شد و کشف آن نمیتوانست کرد و نیز
ازیں قصیدہ مستفاد میشود کہ مقصود دوسے از زیارت مستنصر جز اکتساب سعادت و
تحقیقِ راه حق و کشفِ معضلات مذہب و رفعِ وسوسِ قلبِ چیزے دیگر نبود۔ و چون
در سفر نامہ دیدہ میشود کہ حکیم موصوف ہنگامِ معاودت از مصر بنفایت تنگ دست بود و در
عرضِ راه چند جا بمعونت دیگران محتاج شدہ بضرورتِ مہیا تسلیم کرد کہ مطلب ازیں
سفر دور و دراز طلبِ جاہ و دولت نبود و قصائد بسیار کہ در حق مستنصر باشد افشا کردہ
آنچنان نیست کہ شعرائے متعلق و چاپلوس در ستایش اہل دنیا وضع کنند بلکہ از تمامی
مدائح وے کہ تا نفوسِ پسین در حق مستنصر نوشته ثابت میشود کہ اورا بالکمالِ صدق و
یقین و غایتِ خلوصِ ارادت امامِ مقرر فی الطاعۃ میدانست ۔

بالجملہ سرگذشتِ حکیم از آنوقت کہ سفرونے بہ پایاں رسید تا آن زمان کہ مقرر حراسان
اورا بہ زندقہ و الحاقِ شتم کرده بقصدِ وے برخاستند و از آنجا گرختہ بکوبستانِ بدخشاں افتادہ
در پردہ اختفا است ۔ اگرچہ بعضے از وقائع نسبت بحکیم چنان نوشته اند کہ میتوان گفت بعد از
سفر مغرب و جلائے وطن مراد را رودادہ باشد چون رسیدن بہ بغداد و گیلان و دستدار
بودن باعلمائے آل دیار بحث کردن و ہنگامِ مراجعت بصحبتِ شیخ المشائخ ابو الحسن خرقانی
فائز شدن و بدوست شیخ بیعت نمودن و چند مدت در خدمت ایشان روزگار گذرانیدن
و امثال ذلک اما بیچ ازینہا در نظر تحقیق و ثوق را نشاید ۔ بہر حال منشائے خلاف اہل خراسان
را بعضے چنین نوشته اند کہ اورا کتابے است شمشے بہ روشنائی نامہ کہ از آفرینشِ عالم و
حقیقتِ روح و اسرارِ تکوین در آن کتاب سخن را ندہ است و عرفا سرودہ کہ بر زندقہ و الحاقِ قائل
ولالت دارو ازیں سبب خلقے بر خلاف او کمر بستند۔ و چون دیوان اورا ملاحظہ کنیم

ہم چیز باریے بسیار زین قسم میا بیم۔ یکجا از حشر جمانی استبعاد میکند و جاتے دیگر برو وضع
کائنات خروہ میگیر۔ و همچنین ہر گوند و سادہ من خطرات کہ بر نہا طرش میگذرد با کمال بے باکی
و آزادی حوالہ قسم میا زود۔ اما اینہم چیز ماننے بایست سبب انکار مردم شود۔ چہ سنتِ متمرہ
شعرائے ایران زمین است کہ غالب اوقات برخلاف قانون شرع نغمہ ماننے خارج آہنگ
سرانید و با خدا و اہل خدا شوخیہا کنند و لعل کثر احوال ایشان نہ از عالم حال باشد اہل شرع
حل برینزل کنند و حکم یقولون ماکا یفعلون۔ ایشان را معذور و از نہر بعضی دیگر گفتہ
کہ او از علیم غیب و تلخ سخن میگفت و مقالات او از فہم علمائے زمان بلند تر واقع شد لاجرم
در طیلان خاص عام از دو حشے پدید آمد و قصد او کہ زندہ پس از خراسان سفر کردہ بجانب بلخ رفت
و آنجا نیز متواری بود تا آخر کجاستان بدخشاں افتاد۔ این سخن چند ائمہ غور کردہ شود هیچ
استبعاد نہ آرد۔ چہ در طبقہ از طبقات اسلام جمعہ کہ خلاف جمہور حشر نربان آوردند
از دست فقہائے زمان چہ جفا کہ یکشیدند و چہ بلا کہ نہ دیدند۔ اما در اسے ایں ہمہ سباب
سببے دیگر بود کہ سائر اہل خراسان را از جا در آورد۔ خداوند شاہ در روضۃ الصفا و بہجتیت او
صاحب حبیب السیر و یستان المذہب، نوشتہ اند کہ ”امیر ناصر چوں از مصر مراجعت کردہ
باز بخراسان رسید مردم را بخلافیت متنصرو روش اسمعیلیہ دعوت میکرد۔ اعدا قصد دے
کردند خوف و ہراس براو استیلا یافت و در جیلے از جبال بدخشاں پناہاں گشتہ بست سال
بہ آب و گیاء قناعت نمود۔ ہر چند در سفر نامہ دینیلے روشن بر نمینی یافت نمیشود۔ اما چنانکہ
بالا ذکر کردہ شد از نقد انکار نمیتوان کرد کہ ناصر خسرو راہ آوردے کہ از مصر بے اہل وطن
آورد و محبت علویہ مصر بود۔ و علی الخصوص از مناقب مستنصر باللہ سینہ دل بسر برداشت
بسے از قصائد طول درج دے انشا کردہ و ہم در سفر نامہ عدل داد اورا پیش از بیست ستایش

نمودہ۔ وچنانکہ از مضمون قصیدہ مذکورہ اسد رتبا در میشود میباید بدعوت روشن سنجید
و نشر مناقب ایشان اقدام کرده باشد۔ و نیز در یک قصیدہ فخریہ بدین مطلب اشعارے کو دست
جائیکہ میگوید۔

ازیر انظیہم کے در نیابد کہ بردے آں بہر ربہ نظیہم
نہ بس فخرم آں کہ امام زمانا سوئے عاقلان خسراں سفیرم

پس علمائے خراسان و اودار اناہر کہ با خلفائے بعد ادغایت عصمت و شہادت و علویہ مصداق
خلافت و ضلالت و مضل سے شمرند بہتدائیں صدائے غریب را گوش کردہ با حکیم در آویختہ باشند
امالی ملک و لاد و عمد را بخلاف وے برانگیختہ حکیم نیز در بعضے اشعار خود شہنی اہل خراسان را
بر دوستی اہل بیت بنامندہ است جائیکہ میگوید۔

گرچہ مرا اہل خسراںی است از پس پیروی دمی و سری
دوستی محترمت و خان رسول کرد مرا میکی و ما ز نداری

راس و رئیس مدعیان حکیم یکے منفی خراسان بود خفی المذہب و دیگر حاکم بلخ کہ در اکثرے از اشعار
وے روئے شکایت با ایشان است و قصائد بسیار کہ دریں خصوص گفته است دلالت دارد
براینکہ تا آخر عمر از دوری وطن و جوار اہلی وطن میسنالید و شب سفید فریاد و نزاری میکرد۔ در
اشعار خود با ولایت خراسان خطاب کردہ میگوید کہ اے خراسان اگر حال تو بے من مبارک و
میسون است بارے احوال من بے تو و گرگون است۔ مرا فرومایگان کہ از ناد خویش ساجون باشند
از خانماں برآمدند۔ همانا کہ ایزد تعالی بشامت ایں فرومایگان خشم خود بر خراسان باریدہ است کہ
اوباشے چند بے خان و ماں امروز و آنجا خان خاتون شدہ اند۔ آرے دنیا بہشت کافر و زندان
نمون است و ازینجا است کہ تو راے حاکم بلخ، مد بلخ چوں بہشتی و من در میان مجوس و سجون بندہ ام

تو از جہل در ملک همچو فرعونی و من از علم در زندان مانده ذوالنوم۔“ و نیز میگوید: “اگر اکنون فلک
 را من نیست هیچ غم نباشد کہ بتہارام من بوده است۔ اگر تن من از گلشن در دست گویا باش
 چرا کہ از دل پر حکمت در گلشن۔ مرا برگرشکی صبر کردن خوشتر از آن است کہ طعام از دست و پا چاک
 دیا بم۔ اکنون بر آن سرم کہ از من چا و زشت و زلف کہ مراد از دنیا باشد بالا روم و سبب است
 عدن یکے نزدبانے برنم کہ یک پایہ از صلوة و پایہ دیگر از صیام دہشتہ باشد۔ یکچند مراد چاک
 ملک و مجلس سلاطین میدیند۔ اما اکنون از گردش روزگار چیرے دیگر گشتہ ام کہ گوئی خود
 آن آب گل ندایم کہ پیش این دہشتہ۔ چوں فلک با من اینگونہ بازیہا کردہ است نہایران
 از بخائے او دل پُر ز کین دارم۔ بر آن سرم کہ از کین خود یکشم و امید دارم کہ مستنصر باشد از خدا
 بر او بیائے شیا طینم نصرت دہد۔ و آن زمانہ بیوفائی پیشین من باز پیش من بندہ شود۔ و فردا
 بفرود دولت مستنصر مجلس جزو کنایہ جزا نیابم۔“ و دیگر از این نوع گاہے ہائے درو مندانہ و دیوان
 اشعارش بسیار است چنین مینماید کہ عقیدت مستنصر باشد و دوتے کہ در نشر فضائل و محار
 داشت بر حجت جاہ و دنیا طلبی او غالب آمدہ بود۔ چہ بآنکہ علمے بر خلاف او کمر بستہ قصد بلاک
 او کردند و از خانجانش برانند و جاہ و عتہا یکہ در دولت عمدہ داشت بختی از دست دادہ بود
 باز تا وہم آخرین ازین ترانہ و لکش خاموش نشدہ۔ اگر چہ آن بہ جد و جد او در ایام حیات وے
 کارے از پیش نہرہ و دبا دی لڑا۔ شمر و بر آن مترتب نشدہ اما در نظر رستم آتشے را کہ بعد از
 وفات وے بسیج حسن صباح از ممالک خراسان سر برزودہ و تاندت بعد سال از پانہ نشستہ
 اثر ہماں انگر افسردہ باید پنداشت کہ ناصر سر و عدد ہماے مردم نہاں گذشتہ بود۔

مع القصد بعد از آنکہ امالی وطن با او مخالفت و ندیدند از خراسان گر سخنی بر وی بکا
 کہ از اعمال بد خشاں است و او خود را بہاں نسبت نمیکی گفتہ است شتافت و سالیان را ز تافنس

و این ہمہ آنجا بود و بعد از وفات همہ آنجا مدفون گشت۔ گویند مردم آن نواحی با حکیم اعتقاد
زیادہ دارند و مرقد او را تعظیم و احترام بسیار میکنند۔ بعضے او را سلطان بنویسند و بعضے
شاه و بعضے امیر و حکیم۔ درباره مذہب اعتقاد و اقوال مختلفہ رقم کردہ اند۔ رضا قلیخان در
جمع الفصحاء او را بر مذہب حق گفتہ است کہ پیش وے منحصر و طریقہ اثنا عشریہ است۔ اما باب
سخن خیالے پیش نیست۔ در سفرنامہ ہر جا کہ شیعیان را ذکر کردہ است چنان مینماید کہ ازین طائفہ
اجنبیت تمام دارد۔ یکجا مذکر بعضے مواضع شام میگوییہ۔ "قبرانی ہریرہ آنجاست بیرون شہر
در جانب قبلہ ما مکے آنجا بنیارت نتواند رفتن کہ مردم آنجا ہمہ شیعہ باشند و چوں کہ آنجا
بنیارت رود کہ دوکان غوغا کنند و غلبہ بسیر اکس بنزد محبت دہند و سنگ اندازند۔ ازین سبب
من نتوانستم زیارت الی کردن۔" و چارلس شیفر در ترجمہ فرسادیہ غوثیہ چند بیت از ہجیم متضمن
انکار حشر جسمانی و جواب آن از محقق طوسی نقل کردہ است و از جواب کہ محقق نوشتہ پیدا است
کہ اد حکیم ناصر از مؤمنین صادقین نمیدانست و آن ابیات این است (ناصریہ)

مرد کے رابدشت گرک درید زو بخوروند کرگس وز اغساں
ایں یکے رید بر سر کسار و اں دگر رید مد بون چالان
ایںچیں کس بحشر زندہ شود تیز در ریش مردک نادان

(محقق طوسی)

ایں چنین کس بحشر زندہ شود گر نمایند عنصرش جو جو
زاد لیں بذیت شکل تر تیز مدیش ناصر خسرو

اما نقد سبب تہ قابل تسلیم است کہ پسرش خواجه معین الدین چنانکہ نور اللہ شوستری در
محاسن المؤمنین گفتہ مذہب تشیع داشت و با آنکہ در دیوان ملک شاہ سلجوقی لازم بود۔ باز تفسیر

نیکو د و علانیہ بر طریقہ اثنا عشریہ سلوک میں نمود۔ ولکن قاضی موصوف کہ بیچ صوفی و حکیم را
در مجالس المؤمنین از خلعت تشیع محروم کند آشفته در حق ناصر خسرو بیچ مگفتہ است۔

دولت شاہ سمرقندی میگوید: کہ ناصر خسرو را بعضی عارف و موقر و بعضی دہری طبعی گفتہ
اند۔ و گویند بہ تناسخ۔ و نیز میگوید کہ نصیحت شیخ ابوالحسن خرقانی بہ رسیدہ مہتابہ ریاضت و
تصفیہ باطن شغل بود۔ اما بیچ ازین سخنان تا بہ شہادت مرقون نہ باشد قابل وثوق نیست و

صاحب روضۃ الصفا و حبیب السیر اور از اسمعیلیہ محسوب داشتہ اند۔ و صاحب بستان المذہب
با وجود این نسبت اور ارجح دستاویز نیکو کردہ و بنیاد مقید امور شرعی دانمودہ است۔ و حق
آنست کہ تا بہ نگاہ مراجعت از مغرب بر طریقہ جمہور اہل سنت سلوک داشت و اکثر از عبارت
سفرنامہ بنیمنی دلالت میکند۔ جناب عائشہ صدیقہ و عمر فاروق را بہ ادیبیکہ شعائر ستیان است
نام برودہ است و سائر مناسک حج بروقی مذہب اہل سنت بیان نمودہ و در بعضی از اشعار او

ام کہ حضرت صدیق و فاروق و ذی النورین را بصدق و عدل جیاستودہ است۔ اما شک نیست
کہ در زمان اقامت مصر کہ سہ سال طول کشید و با مردم اسمعیلیہ معاشرت و مصاحبت اتفاق
افتادہ انقلاب عظیم در خواطر و افکارش راہ یافتہ۔ و اگر بیچ گوئیم اینقدر خود میباید تسلیم کنیم کہ روش
اسمعیلیہ را بد نمی دانست و خلافت فاطمین را در برابر خلافت عباسیہ بہ استحقاق نزدیکتر

مے پنداشت و علی مرتضی را بر خلفائے ثلاثہ تفضیل میداد و ائمہ اہل بیت را سر شہ علم باطن
و خازن اسرار شریعت میدانست و نیز مہذب بہ مذہب کے از ائمہ مجتہدین نبود۔ و تقلید
اہل تقلید را با جہاد اشعار خود نکویش کردہ و بعلاوہ آن بعضی از معتقدات خاصہ اسمعیلیان

نیز از کلامش استفادہ میشود مانند قول بے نفس کلی کہ آنرا مصدر کائنات دانند و درین عقیدہ
از سائر فرق اسلامیہ متغیر اند کہ اہل اہل از اہمات عقاید ایشان است و ناصر خسرو در نیاب

چنان فرمودہ است ۵

ترا نفس کلی چو بشناسی اورا نگہ دار و از بھل و عصیان نسیاں
کل از نفس کل یافتست آن غنایت کہ تو خوش منش گشتہ زان شادیاں
ز دوسیم و گوہر شدار کان عالم چو پیوستہ شد نفس کلی بارگاں
دیگر چیز نامے بسیار ازین نوع در دیوان اشعارش میتوان یافت اما چنانکہ اہل خراسان گمان
کردند ہرگز از نہیج قویم اسلام تجاوز نہ کردہ و بر اصول اسلام از توحید و رسالت و معاد تا دم
و اسین ثابت قدم بودہ چنانکہ مینفراید ۵

بنالم تہو اے قدیم تدبیر ز اہل خراسان صغیر و کبیر
چہ کردم کہ از من رسید شد ہے خویش بیگانہ بر خیر خیر
مُقرّم بفرمان پیغمبرست نہ انباد گفتہ ترا نے منظر
بہ اُمت رسانید پیغام تو محمد رسولت بشیر و نذیر
نیاورد قرآن پیغمبرست مگر جبریل آن مبارک سفیر
مُقرّم برگ و بحر و حساب کتاہت ز بردارم اندر ضمیر

این است خلاصہ آنچه متعلق بہ مذہب عقیدہ حکیم از کلام خودش مستفاد میشود۔ و در ثنوی
منظر العجائب کہ منسوب بشیخ عطار است قدس سرہ فضائل مقامات وے آنچنان مذکور شد
کہ میباید اورا در مرقہ عرفا و واصلین منسلک دارند۔ اما چوں در تذکرہ الاولیاء کہ از معتقبات معتبر
حضرت شیخ است اشعارے بذکر حکیم نہ رفتہ۔ گمان میرود کہ ثنوی مذکور از لمحات باشد۔
چہ معتقدان ناصر خسرو ازین قسم سخنان در حق وے بسیار ترا شیداند۔ ز کہ یا ابن محمود سنو
در جغرافیہ خود کہ آثار البلاد و اخبار العباد نام دارد در بارہ او چنان نوشتہ است کہ ”در علم

حسام الدین ابوالموید ابن نعمان حاکم بلخ چهل مردم از نو خرت شد در بجانب میکان شتافت و در آنجا نیروی دستگاہی که در علوم غریبہ و تسخیر روحانیات داشت قلعه ای منیع و ایوانی رفیع برپا کرد۔ همچنین در خدمت نامہ کہ بحکیم نسبت کردہ اند۔ و حاجی لطف علیخان لخص جامع تذکرۃ اشد کہ و بعضی دیگر تذکرہ نگاران در ترجمہ حکیم آنرا از اول تا آخر نقل نمودہ اند ساریں نوع و استہائے بے مشربن بسیار است کہ بیچ با عقل و عادت و تلایخ و جغرافیہ آشتی ندارد و دو بیجا بسیار منافی قول حکیم است۔ مثل آنکہ در مصر و بغداد و گیلان و بدخشاں ہر جا کہ رفتہ علی الغور بوزارت اختصاص یافتہ و بر جمیع امور مالی و ملکی متصرف گشتہ۔ چہ انہیں قسم اتفاقات بعلافہ آنکہ سفر نامہ تکذیب آن میسکند۔ خلاف عادت روزگار نیز باشد۔ یا آنکہ روحانیان را تسخیر کردہ ہر کاریکہ میخواست مامور میداشت و آنہا در طرفہ بعین آن کا ملکہ انجام مے رسانیدند حتی انیکہ یکجا مرتب از آسمان فرود آمدہ بر حسب خواہش حکیم سید نصر را بقتل و آورد۔ یا آنکہ رسیدن حکیم از مصر بہ بغداد در عہد القادر باللہ کہ با تلایخ مہمانت کلی دارد۔ چہ وفات خلیفہ موصوفی راں چار صد و بست و دو و مراجعت ناصر از مصر در سال چار صد و چل یک اتفاق افتادہ۔ یا آنکہ در بعضی از مجالس عراق قاریابی را در بحث حشر و نشر الزام صریح دادہ بود و حال آنکہ تلایخ ازین معنی آریا میسکند۔ زیرا کہ تلایکس از مشاہیر اسلام غیر از ظہیر الدین شاعر کہ مایع قزل ارسلان است بلقب قاریابی شہرت نہ داشتہ و او اصلاً معاصر ناصر خسرو بنفوذ۔ چہ وفات او بعد از وفات ناصر خسرو بیک صد و ہفدہ سال واقع شدہ است و اگر گویند کہ مراد از قاریابی حکیم ابو نصر قاریابی است۔ پس غلطی آن ظاہر تر است زیرا کہ ابو نصر در اوائل نامہ رابعہ از دنیا رحلت کردہ و ناصر خسرو در او آخر قرن مذکور خلعت سنی پوشیدہ پس معاشرت چگونہ صیرت بیند و با قطع نظر از ان اصل ابو نصر از قاراب است نہ از قاریاب۔ یا آنکہ معائنے راچوں بر اہلک باو شاہ ملاحدہ در گیلان برگاشت

و حال او متغیر گشت مشرف بر ہلاک شد نحو است تا بحیلہ اگر گیلان بیرون رود پس از پیر ملک
رضت طلبید تا گیا بسیکہ آن مرض را علاج بود و در صحرائے دمشق یافت میشد و دمشق رفتہ بہ
ملک بیار و حال آنکہ مسافت در میانہ گیلان و دمشق کمتر از ہزار و پانصصیل انگلیسی نخواہد بود۔
و بعلومہ اینہمہ ثمرات و باطل وجود ملاحظہ در ایران چنانکہ در رسالہ مذکور تصریح رفتہ است ہرگز
در عہد ناصر خسرو نہ بودہ۔ چہ حکومت اسمعیلیہ مشرق کہ بہن بعد ملاحظہ و باطنیہ موم گشتند در
حاکم ایران در سال چارصد و ہشتاد و چار بود و آمدہ است و آنوقت ہر وفات ناصر خسرو سال
گذشتہ بود۔ و اما تسمیہ ایشان بسم ملاحظہ پس در اواخر قرن سادس واقع شدہ۔ منجمن حیرانی
بسیار دین رسالہ انجمن است کہ در نظر تحقیق بجوئے اندو۔ صاحب بستان المذہب در حق
ایں رسالہ میگوید کہ بعضی از جمال مذامت نامہ از وہاب معاشرت با اسمعیلیہ الموثیہ ساختہ اند
و حال آنکہ او قبل اسمعیلیہ مغرب است با الموثیہ موافقت و مصاحبت نہاشت این است آنچه
باب ناصر از اسمعیلیہ شنودہ : در کتب تواریخ دیدہ شد :

نائب آنت کہ بعد از وفات حکیم بعضی معتقدان اوچوں دیدند کہ فقہائے زمان او را
بہ زمانہ دہالہ و مستم دانند و بہ نیکی از ویانہ کہند بہ آنوقت ایں افسانہائے بے سرو بن وضع کو
باشند۔ چہ اکثرے از مقدمات کہ در مذامت نامہ مذکور تمہید یافتہ ابرے صاحب حکیم از الزامات
علماء و فقہائے آن زمان میکنند و چوں عادت پیشینیاں آن بود کہ ہر کرا برگزیدہ و مکار اتی
وایسنم و ندہیں بر ذکر صلح و تقویٰ و صدق و عدالتش قلن نمیشد نہ بل بہ اموریکہ
فوق العقل و العادہ باشند نیز متصف میاشتند۔ لاجرم قصہ ہائے فکوف و افسانہائے غریب و
میانہ درج نمودند۔ اما با ائمہ خرابی ہا کہ مذکور شد بعضی از وقائع صحیحہ متعلق بہ سیرت حکیم ازین لہذا
لہ الموت نام قلوبیت و فرسان کہ ابتداء تسلط اسمعیلیہ مشرق انجا شدہ و این سبب اسمعیلیان ایران الموتیہ خوانند عالی

استخراج میتوان کرو۔ انا بجلہ کیے نوشتن تفسیر و قرآن مجید است موافق اصول مذہب اہل جلیلیہ الہی
از سال مذکور سبب ارتکاب اس فعل چنان معلوم میشود کہ چوں در قلمر و ملاحظہ رسید و ایشان برباد
دست یافتند۔ بادشاہ ملاحظہ اورا بریں کار مجبور ساخت و در صورت استنحاج قتل تہدید کرد
پس بخوف تلف نفس رخصت شرع بر نوشتن آل اقدام نمود۔ اما چنانکہ بالا ذکر کردیم آنوقت طالع
ملاحظہ و در شرق زمین پیرایہ وجودے نہداشت پس معلوم شد کہ تفسیر مذکور در حالت اختیار نہ
از دوسے اخطار نوشتہ بود و نہ تا بنام ناصر خسرو اشتہار داشتہ و نہ کسی را کہ در حدود
ایران نفس حکیم از طعن ستمیلت باشد چہ ضرور بود کہ تفسیر مذکور را با او نسبت میکردہ

انکوں باز بر سر سخن بعویم۔ در تاریخ وفات حکیم نیز مانند سال ولادت او اختلاف کردہ اند
دولت شاہ سمرقندی میگوید۔ در سال چار صد و سی و یک اتفاق افتادہ اما سفر نامہ دے
بہ بطلان آل گواہی میدہد۔ چہ سفر مغرب خود در سال مزبور واقع نشدہ بود۔ تا بسفر آخرت چہ
و طاسن لیم پیل در منتقل التواریخ است کہ چار صد و چهل و یک نوشتہ است۔ اس قول نیز چہ
قول سابق درست نیست چہ بریں تقدیر لازمے آید کہ مدت حیات او از ابد چہل و ہفت سال
نہا شدہ و لکن قصیدہ کہ در شصت و دو سالگی گفتہ و ردیوان اشعارش یافتہ ایم۔ و اس بیت
از انجا نقل میشود

گر تنم از گلشن دور است من از ول پر حکمت در گلشنم
شصت و دو سال است کہ کہہ دہے روز و شب باں گرو و نرمانم

صاحب حبیب الیر میگوید کہ ایام حیات ناصر بقیہ صاحب تاریخ گزیدہ از صد سال متجاوز بود
و صاحب جمع الفصحا گفتہ کہ یک صد و چهل سال عمر یافت و در سنہ ۳۳۵ بعالم باقی شتافت و با
شیخ رئیس ابو نصر ملاقات و مقالات نمودہ۔ اما اینہمہ قوال از پیرایہ صحت عاری و از زیور تحقیق

عالم است و صحیح ترین اقوال آنست کہ حاجی خلفا در تقویم التواریخ نوشتہ و آن سال چار صد و ہشتاد و یک از ہجرت خاتم الانبیاء است (علیہ السّلام و آلائہ السلام) و نیز ازین کتاب معلوم میشود کہ وفات حکیم ناصر خسرو و ولادت جدنا شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری ہر وی یک سال واقع شدہ و برین تقدیر عمر حکیم ہشتاد و ہفت سال برے آید۔

از مصنفات حکیم یکے روشنائی نامہ در نظم و دیگر کثر الحقائق در نثر شہرت دارد و ما چنانکہ ملاحظہ میکنیم اور اخیر ازین نیز تصنیفات بسیار است اذ انجلیکے کتاب النہایۃ فی زوائد القیامۃ در لغت تازی است کہ چارلس شیفر در ترجمہ خود ذکر آن میکند و میگوید کہ ناصر خسرو در این کتاب اظہار اند است و انفعال از زلات و خطایاے خود کردہ است و در بادی النظر چنان مینماید کہ بنیاد آن بر خیالات بحث افکار لاطائل است اما اگر بغور دیدہ شود بعضے افادات جلیلہ و اقیقہ نیز از این استنباط میخوان کرد۔ و میر متقی کاشی آنرا از تازی بہ پارسی ترجمہ کردہ است۔ "و صاحب کتب مستوفی از جملہ کتابہائے او در نظم کتابے موسوم بہ سعادت نامہ نشان دادہ است۔ دیگر احوال این کتاب بیچ نہوشتہ۔ و در ضمن رسالہ کہ سخن در تخطیط آن بالا گذشت۔ مصنفات عدیدہ با حکیم نسبت کردہ شدہ است چون کتاب مستوفی در فقہ و زاد المسافرین در معقولات و قانون عظم و مستند الامم عظم و تفسیر قرآن مجید و امثال ذلک۔ اگرچہ مضمون این رسالہ اصلاً قابل التفات نیست اما غایب آنست کہ مردم آنوقت این کتابہا را از افادات حکیم میدانستند و نہ نسبت چیزے کہ در وجود نباشد با مچھو کسیکہ علما منکر او باشند۔ چگونہ صورت ے بست۔ و حکیم نیز بر بعضے ازین کتابہا در شعر افتخار کردہ است۔ چنانچہ میفرماید۔

ز تصنیفات من زاد المسافر
کہ معقولات را اصل است قانون
اگر بر خاک افلاطون بخوانند
شناخند مرا خاک فسطاطون

دیگر از افادات وے ایس سفرنامہ است کہ در دست داریم و الحق کہ بسیار مستحق
 مبحث و ستایش است۔ سادگی الفاظ و راستی بیان کہ دریں سفرنامہ دیدہ میشود گواہ این معنی
 است کہ صنعتکار بے ہیزہ و مبالغہ مانے دوران کار کہ من بعد در منشآت ایران بکلی راہ یافتہ
 تا قرن خامس ہیج وجودے نہ داشت۔ در تمامی سفرنامہ کمتر واقعہ بر خلاف عقل و عادت ذکر
 کردہ است۔ و اگر چیزے ازیں قبیل مسموح افتادہ بضرورت روایت کردہ عمدہ آن برای
 گذشتہ است۔ در ذکر وادی جہنم کہ در فلسطین است میگوید "مردم عوام چنین گویند ہر کس
 بسیر آن وادی شود آواز دوزخیاں شنود کہ صدا از آنجا برے آید۔ من آنجا شدم اما چیزے
 نشنیدم۔" و در آخر سفرنامہ چنان تصریح کردہ است کہ "ایں سرگزشت آنچه دیدہ بودم
 برہستی شرح دادم و بعضے کہ بروایت شنیدم اگر در آنجا غلطی یا شد خوانندگان ازیں ضعیف
 ندانند۔ و مواخذات و نکویش نکنند۔" ہر چند در ہر واقعہ مودت خانہ نظر کردن و با سبب نتائج
 آن و رسیدن و از جملہ مشاہدات حوادث نتیجہ را التقاط نمودن و حوادث عقیمہ را از میان
 انداختن و از رسوم و عادات انالی ہر ملک خصائص ایشان تحقیقانہ سخن راندن کہ امر و در
 روزنامہ ہائے اروپا دیدہ میشود و دریں کتاب کمتر است فاما در زمانے کہ ایں روزنامہ مرقوم
 شدہ علم و معرفت مردم در دائرہ بنایت تنگ محدود بودہ و سرمایہ آنکہ در ہر باب رے میتوان
 زد از آنچه مشاہدہ رود و با سبب نتائج آن پے میتوان برد و در دست نہ آشتند۔ پس ہر قدر کہ
 از قلم ماصر خسرو دریں زمانہ تراویش یافتہ مزیدے بر آن متصور نبود۔ و مع ذلک تا امر و در
 در زبان پارسی ایں نوع گذارش واقعات و تصویر مشاہدات ہرگز ویدہ نشدہ۔ با جملہ ایں
 سفرنامہ نیز مانند سایر تصنیفات حکیم دریں ممالک ندرتے تمام داشت و دریں جزو زمان جزو
 و کتاب خانہ سرآمد نمود خان روزگار جناب مستطاب نواب ضیاء الدین احمد خاں ہمدانی

دہلوی رئیس لوہارو بیچ جا دیدہ نشدہ۔ امانہ سال ہزار و ہشت صدہ ہشتاد و یک سہی چار سہ شفیق
نام یکے از افضل اروپا بتوسط بعضے از شناختگان دولت انگیس آں نسخہ را از آنجا طلب
داشتہ و در لغت فرانسیہ ترجمہ کردہ اصل ترجمہ ہر دورادہ محروسہ باریس دارالملک فرانسیہ طبع
ساختہ است جنین مینماید کہ اکثرے از مورخان و تذکرہ نویسان کہ در مصنفات خود بزرگ حکیم
پرواختہ اند ازین سفرنامہ بے خبر بودہ اند حتی اینکه ہیکس امدادہ عبد طغرل بک و چربک نشان
ندادہ و بیارے از واقعات برخلاف این سفرنامہ نوشتہ اند۔ و بعضے از ایشان کہ سفرنا
را از جملہ تصنیفات دے شمرده اند غالباً آنرا بچشم خود ملاحظہ نہ کردہ۔ و آنچه حکیم نے سفرنامہ عزیمت
سفر مشرقِ ظاہر نمودہ معلوم نیست کہ از قوت بفعل آمدہ یا نہ۔ اما از بعضے عبارات این سفرنامہ
پیداست کہ در لاہور و ملتان رسیدہ است +

از مطالعہ این کتاب ثابت میشود کہ نویسنده آں بہ علم و فضل و تفحص نظر درستی گفتا
و متانت بیان و ذوق تحقیق موصوف بودہ و اگرچہ در او اہل حال ہم بقاضای سن و حکم حکم
اسباب تنعم عفاف و تقوی کمتر داشت و بر شراب و خمر مہولت میکرد۔ اما در آداب حسن عہد
شباب بتوبہ و انابت موفق شدہ ترک حشمت و جاہ گفت و بروایت علم و ذخیرہ دانش فتنا
کردہ و اسن از تعلقات روزگار برچید۔ و برخلاف مشایخ عہد ما کہ ہرگز گوشہ مسجد و زاوۃ خانقاہ
سیر انفس و آفاق کنند و از گنج غلبت پابیرون نکشند مردانہ بر سفر بلاد و امصار و مشاہدہ عجایب
قدرت آفریدگار کرمہت برست +

دیگر مر حکیم موصوف را دو دیوان اشعار است یکے عربی و دیگر پارسی۔ دیوان عربی را صاحب

۱۵۱۱ این نسخہ در عبد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ بہ کتاب دراندہ دستے در کتابخانہ خانِ اعظم مزراغیہ کوکھاش محفوظ
ماند کہ کجا حاشیہ بقلم خود شت ثبت فرمودہ است و آں متعلق بہ تجدیدِ سہیت سی نبوی است کہ در سلسلہ جبری اتع شدہ ۱۲۰۰

تذکرہ مجمع الفصحاء از جملہ تصنیفات دے شمرودہ است و دیوان پارسی کہ مشتمل است بر چندین ہزار
بیت و دیوان چاپ شدہ بین الناس متداول است۔ وراقم ایں سطور محبوبہ منتخبے اناس ہنگام
تحریر ایں اوراق از کتابخانہ سابق الوصف بدست آورده است۔ وے حجت تخلص میکند
ایمانا ناصر و ناصر خسرو نیز بحسب ضرورت و شعرے آرد۔ غالب اشعارش قصائد و مقطعات
و مخمس با سخن عامہ شعر اہمچ نیماند۔ در یک بیت ندیدہ ام کہ از عشق و جوانی حرفے گفتہ یا بچ
اہل دنیا بے آلودہ باشد۔ مجموع دیوانش مشتمل بر مائت و نوبت و لایستہ و محاکات و متصرفات
و موعظ و حکم و اسرار و کنون و نکات است اہلکے ناس و ذوق علمائے ظاہر است و غالب اشعار
در بحر و غریبہ قلیلہ الاستعمال گفتہ۔ اگرچہ عامہ گفتارش نمک کثر دارد۔ اما بلاغت شاعرانہ را
باجزالت حکیمانہ جمع کردہ۔ و قدرتے کہ بر ادائے مطالب عالیہ و نظر دہشتہ و زشتہ دیگران
ہم نتوان یافت۔ تقدیرے از کلامش در اینجا نقل میشود۔

در نکویش ابنائے روزگار

گونی مرا کہ جہر دیوان آتش است	دیوان ایں زمانہ از گل نہ سحر مند
جز آدمی نرا ز آدم وریں جہاں	اینہما ز آدم اند چہ اجماعی خسر مند
دعوائے کنند آنکہ براہیم زادہ ایم	چوں نیک بنگری ہمہ شاگرد آفرند
خویشی کجا بریم کہ از بہر بقدر	اینجا براہاں ہمہ خصم برادرند
نہ کافرے بقاعدہ نہ مومنے بشرط	ہم صعبتارین من نہ سہلماں نہ کافرند
ہاں تا ازیں گروہ نباشی کہ در جہاں	چوں گاؤے خورند چو گرگان ہم پند
اں سستیاں کہ سیرت شان نفیست	حقا کہ دشمنان ابو بکر و عمرند

و آنانکہ بہت شاں بہ ابابکر و دشمنی
چہل دوست اند چوں پہلگی خصم چہ پیرند
گر عاقلی ز ہر دو جماعت سخن گوے
بگذار شاں بہم کہ نہ افلح نہ قنبرند

در وصف قلم بطریق لغز

اے زود ترین لاغر گل خوار سیہ کار
نزدوست و زارست چنیں باشد گل خوار
ہموارہ سیہ نمزش بُرند ازیراک
ہم صورت ماست و بُرند سیر مار
تا نمزش نہری نہ کند میل بفتن
چہل نمزش بُبری برو و نود و نگوار
چہل آتش و دوست سیہ کار و لیکن
اے زودست سخنماں سیہ است
گنگ ست چو شد ماندہ و گویا چو روان گشت
مرغی است و لیکن عجیبے پرازیراک
مرغی کہ چو دوستت جنبید بہ بینند
تیرے است کہ سو فارش ز رفتن پیش است
اقرار تو باشد سخنش گرچہ روانیست
و شوار بود بانگ تو از خانہ بہ دلیر
و دوست خود مند ہمہ حکمت گوید
راز دل من بارے یکسر ہمہ با دوست
اے مرکب علم و سخن حکمت و لیکن

نزدوست و زارست چنیں باشد گل خوار
ہم صورت ماست و بُرند سیر مار
چہل نمزش بُبری برو و نود و نگوار
اے زودست سخنماں سیہ است
گنگ ست چو شد ماندہ و گویا چو روان گشت
مرغی است و لیکن عجیبے پرازیراک
مرغی کہ چو دوستت جنبید بہ بینند
تیرے است کہ سو فارش ز رفتن پیش است
اقرار تو باشد سخنش گرچہ روانیست
و شوار بود بانگ تو از خانہ بہ دلیر
و دوست خود مند ہمہ حکمت گوید
راز دل من بارے یکسر ہمہ با دوست
اے مرکب علم و سخن حکمت و لیکن

در پائے تو بسیار بہ از دیبہ رومی ہر چند کہ دیبائے ترافیت خسریا

در انجام کار دنیا

ناصر خسرو بر ہے میگذشت ست ولا یعقل نہ چوں منجوار گل
دید قبرستان و مہمیز ^{مگر بوی} برو باہگ بر زد و گفت کائے نظار گل
نعمت دنیا و نعمت خواہ ہیں اینش نعمت اینش نعمت خوار گل

در موعظت

تئیز و ہوش فکر ت پنداری چوں داو ترا خیرہ خیر باری
تا کار بندی انیمہ آلت را در غدر و مکر و حیلہ و طراری
دلا برفت مغلس ازین عالم با او ز رفت ملک و جہان داری
بارے چوں نگاری و دانش نہ گوئی مگر کہ صورت و دیواری
مردم ز راہ علم بود مردم نہ زین تین مصوّر و دیداری
تا خاموشی میان حسد و منداں مردے تمام صورتی و کاری
لیکن کہ سختت پدید آید کہ جان و دل ضعیفی و بیماری
گوئی کہ از نژاد بزرگانم گفتاری آندی تو نہ کرداری
بے فضل کتری تو ز کج شکے گرچہ ز پشت جعفریتاری

خطاب بہ آسمان

کار و کردار تو اسے گنبد زنگاری	نہ ہے ہمیں جس نہ کرو شمع گاری
زین بد خورامانی کہ مرا با تو	سازگاری نہ صواب ست نہ پیاری
نیتی اہل وسنہ اور ستایش را	نہ نکو ہش را زیراکہ نہ محنت آری
زینہارے پس لیں گنبد گرداں را	جس کے کارکن و بندہ نہ پند آری
ما خداوند ترا خانہ گفتاریم	گر تو اور انسلکا خانہ کرد آری
مور و ماہی را بر خاک و بدیاد	نیت پنہاں شدن انوعے بشت آری
گر مجھے نعمت و ایتم طبعی آہدا	بندگی کن۔ بہ درستی و بیجاری
ایں یکے چادو بیکار نہ بول گیرت	چند گوی سپس او بہ بکساری
سیرت زشت نہ اندر خوراک راست	سیرت خوبت کو گر تو ز احساری

بہ خوبے خوب چو دیباؤ چو عنبر شو

گرچہ در شہر نہ بزاز و نہ عطاری



ترجمہ بعض مقالات حکمائے اروپا از انگریزی پاری

- ۱۔ یکہ اصلا بہ گفتار نیاید مانند آنکس کہ ہرگز لب از گفتار نہ بندد۔ خطاب را نشاید *
- ۲۔ خود پسنداں را کہ ہرچہ گاہ جز بہ ستایش خود حرف نیز نہند۔ لب از گفتار نتوان بست *
- ۳۔ نگوئی دیگران راستہ دین خود را ورنہ گوی آنہا شرک و مانع دین است *
- ۴۔ یک سخن طبیعت کہ بار بار برباں آید صاحب را ملول سازد *
- ۵۔ کسی کہ پیش اصحاب غیر از سرگذشت خود سخن نمیگوید۔ اگرچہ نفیس خویش را فرجہ میسازد و لاکن اصحاب را بجز ملالت نمی افزاید *
- ۶۔ کسی کہ عقل ضعیف دارد درست گویند تو اندثر *
- ۷۔ پادشاہان بزرگان را بہ عفاستے کہ ندانند ستایش کردن ایشان را بگناہاں تحریض دولت *
- ۸۔ جوان کہ رہنمائے جوانے باشد مانند تایتیلے است کہ نابینا را راہ نماید۔ تحیل کہ ہر دو از پا در آیند یا بہ پناہ در افتند *
- ۹۔ شرط دوستی دوست را بہ عیب او مطلع گردانیدن است نہ از عیب خود آگاہ نمودن *
- ۱۰۔ کسی کہ فریب ما خورده اند و چشم ما حقیر بنمایند۔ چنانکہ ما فریب دیگران خورده و چشم خود حقیر نمایم *
- ۱۱۔ کسی کہ حال او موافق خواہش او باشد۔ آئینہ خورسند و خوشدل میتوان گفت اما بشوند نہ میتوان گفت بگراہکہ خواہشہائے خود را موافق حالت خود کرده باشد *
- ۱۲۔ کسی کہ از دولت و قناعت و وسیت بیج ندارد۔ از ستہ رفیق و مساز محروم است *
- ۱۳۔ کسی کہ بخطائے دیگران نے بخشاید رخنہ در آن پلے اندازد کہ خود او را از آن عبور میباید کرد *

چہ بیکس از خطا معصوم نیست *

۱۴۔ ہر کس فرزنداں را در تنگی و غسرت برائے آں میگذازد کہ بیوہ او پس از مردن او خوشحال و فلاح اہل باشد۔ گوئی ثنائے سر سبز را قطعے کند تا شلخ خشک را سر سبز کردہ باشد *

۱۵۔ از ہزار دوست چہ ارم آنکس نہ شوی کہ پیش از تو ستہ کس را دوست گرفتہ ہر ستہ را از دوست دادہ باشد *

۱۶۔ عہد پیری بشایستہ ترین دہے بسر بردن بر فاصلاں را میسر نیست *

۱۷۔ بر اکثرے از خطائے دوستان کہ خردہ نے گیریم از برائے آنست کہ آں خطا را و گاہ مایہج خلل نے اندازد *

۱۸۔ حقیقت حال یک کس تفصیل دانستن مشکل تر اناں است کہ احوال کا قہ ناس بہ جمال دانستہ باشد *

۱۹۔ عیبے کہ توانی از خود دور کنی در چشم تو جز ہنر نہاید *

۲۰۔ ہر داعیہ کہ نفس در خاطر مردم برے انگیزد آخر در وقتے از اوقات فردے نشیند۔ اما داعیہ عجب خود پسندی و اناہمچنان متحرک می باشد *

۲۱۔ کسانیکہ استخفاف مال و دولت میکنند بسیارند اما کسیکہ ترک مال و دولت بگوید حکیم عفا دارد *

۲۲۔ دزدان گاہی دنیا بعضے از حوادث چنان واقع میشود کہ تا خود را بہ تکلف احمق نہایم نہتو کنیم از سویرہ واقب انہا محفوظ باشیم *

۲۳۔ ستایش خلق را سزاوار بودن آسان ترست کہ از مذمت ایشاں محفوظ ماندن۔ چہ آں بہ یک فعل پسندیدہ مائل میتوان کرد و ایں جز بہ اجتناب از تمامی افعال قبیحہ و سائر

اقوال نامرغبتہ صورت نمیتواند بست *

۲۴۔ باہر کہ دوستی و زیدی ہموارہ بردوستی او ثابت قدم باش *

۲۵۔ بیچ فریب بد تر از آن نیست کہ کسے را امیدوار کردہ باز نا امید گردانی *

۲۶۔ بیچ چیز در چشم مردم خوش تر از آن نماند کہ کسے ممنون ایشان باشد و بیچ آواز در

گوش ایشان شیوس تر از آن نماند کہ نغمہ شکر احسان ایشان سراپند *

۲۷۔ معنی خوشایند آنست کہ کسے را بجا سنے کہ ناز و موصوف گردانند پس دانا باید بہ سخن

خوشامدگویی از جانزد و بل بصفاتی کہ بہ دروغ بروے بستہ اند خود را ب حقیقت متصف گزیند *

۲۸۔ علی کہ تحصیل آن واجب است تقلید نیک کرداران است و بس *

۲۹۔ بردیگران خسروہ گرفتن آسان است اما بر خروہ گیری دیگران صبر نمودن دشوارہ *

۳۰۔ رازیکہ با دیگران در میان مے نہی۔ دیگران را تکلیف اضافے آں مہرہ *

۳۱۔ یکہ نسبت کبر بہ دیگرے میکند بہ یقین دہا کہ خود متکبر است *

۳۲۔ چند آنکہ مے بینیم بچکس از کینہ غالی نیست یا بیم۔ گوئی این خصلت چون اعضائے بدن در

ہر کس از ہر آن آفسریدہ اند اما بدن و سلت از رنگ عیب ہا کہ دارند متاؤی نشوند *

ترجمہ تہذیب بعضے از مضامین نفیسہ محاسن الاخلاق مرتبہ جناب خان بہادر شمس العلماء

مولوی کارا اللہ مرحوم از اردو و ہر پارسی حالتہ ایران

کبر و خود پسندی

طبع انسانی چنانکہ مائل بہ کبر و خود پسندی است بہ بیچ یک خصال نیست۔ این صفت در ہر کس

بزرگ دیگر جلوہ میکند و ہر جانب کے جدا گانہ نمود میں نمایاں تا بہرہ کی گفست اندر خود ترین مردم
آنت کہ ازیں صفت برایت خود میکند و از عجائب خواص انسانی آنت کہ با حکم بچکس
شائبہ این رذیلیت عالی نیست ہر گاہ اثرے ازاں در دیگران مشاہدہ می رود برایشان نفرین
مے گفتہ و زبان طعن را می سازند و تعجب بر تعجب ظاہر می نمایند

بعضے از حکما گفستہ اند کہ "متکبران و خود پسنداں را بچکس دوست نمی باشد۔ زیرا کہ
دوستی را مساواتِ طرفین شرط است و ایشان بر مساواتِ کس راضی نمی شوند بچکس
ایشان را ناصح نمیتواند شد۔ چہ ناصح باید در مرتبہ از مخاطب افضل تر باشد و ایشان بر ایت
و برتری کس بر خود منظور نیست۔" چنانکہ قیمتِ اسب در مقابلِ نسبت بہ نخماس بیش مینماید بچکس
مرد متکبر خود را در نظر خویش بہ نسبت آنکہ در چشم دیگران است بالا تر و گردن قدر تر سے سنجیدہ سے
جز خوشامد گویان چالپوساں کسے را دوست نمیدارد و یا بزرگانِ عداوت و از خردوانِ نفرت و دشمن
و ہمہ سراں را حقیر شمردن خاصہ دوست

حکیم گفستہ است کہ "عاقلان لباس را باندازہ بدن سازند و متکبران بدن را در خود
لباس یعنی آنہا چنانکہ ہستند بچکس خود را ظاہر مے کنند۔ و اینہا از آنچہ ہستند بزرگتر اینہا
مرد باید گاہ گاہ در اوقات فرصت بحالِ خود پرواختہ سے اندیشیدہ باشد کہ وجود ایں بیکر
خاکی کہ سستے بہ انسان است با ایں فضائے بے پایاں کہ مشتمل بر عوالم بے شمار و سراسر برستے
زمین در عرصہ آں بسیج در حساب است چہ نسبت دارد؟ ہمانچوں گرد موہو مے کہ ہمراہی
چہ نمائے را بہ بے اعتبار در گردش باشد۔ روز و شب و شام و گچاہ بے قصد و ارادت
باہوئے جوئے رقص کنان چرخ زمان می رود و مانند سداے کہ از تارِ طنبور خیزد و دریں بحر
بیکراں پیوستہ مد شناست۔ پس چیزے را کہ حقیقت او اینچنین باشد کسے می رسد کہ تلخ خود

ہر سر نہادہ بر اینکے جس خدو کہ زود با ایشان دغا کہ گور برابر خواهد شد برتری و تفوق
 آیا نمیدانند کہ اونیز چوں سار بنی نوع خود با نوع عیب خطا کہ قنار و بغایت سکنت موصوفت
 و ملامت از عراض بشری چوں ملال و کلال و خوف و رجا و شادی و غم آنگھان نیست کہ بد
 عافیت نشود و قوتی کہ بیمار شود و چوں دیگران بچا نہ و ملاتش اعتیاج سے افتد و ہر گاہ کہ خواہد
 چوں بچہ لگاں و مسکینان زیر خاک پنہاں کردہ خواهد شد۔ چوں صیبت بریں منوال است
 چیزے لائق تربہ شان او غیر از تواضع و فروتنی و عجز و انحسار نباشد۔ پس آدم خاکی نہاد و باید
 کمین گاہ نفس بر بند باشد کہ بچا نہ را بعد گو نہ ریوونگ فریفتہ از آنچہ ہست بر عرو بزرگتر
 و نظرش جلوہ گر میسازد۔ چنانکہ داعی بہت گفتار را حکایت کنند کہ چوں از وعظ و تذکیر فارغ
 شد از بالائے منبر فرود آمد و سامعین بر فصاحت گفتارش صدائے تحسین آفریں از چارہ
 بلند کردند گفت اسے عزیزاں دیگر بوج و ستایش شما حاجت نماندہ است۔ چہ پیش از آنکہ
 از منبر فرود آیم شیطان بایں ترانہ دکش ہر دو گوش مرا پر ساختہ از بوج و ستایش دیگران بے
 گردانیدہ است ۴

شجاعت

کسانے کہ بکلم حرص و حبت چاہ خود را در مہالک و مخاطرات کنند بہ شجاعت و جوانمردی
 موصوف نتوان کرد۔ مانند آنکہ در کوہستان سفر دور و دراز بہر آں خستیاں کنند کہ بر معدنیات
 دست یابند۔ یا بلبل غیر متدبّر را کہ تاب مقاومت با اسلحہ ہماں و ایشان ندانند حلقہ اطاعت
 و گوش و طوق غلامی و گردن اندازند۔ ہر آئینہ ایشان را بجائے آنکہ شجاع و بہادر نام نہند
 رہزن و قزاق خواندن اولیٰ ترست۔ چہ شجاع بحقیقت آنکس تو اند بود کہ محض نفع خلاق
 انواع محض و مشاق بر نفس خود گوارا کند و جان عزیز را در موانع خوف و خطر اندازد۔ ہمیں نوع

جو انفرادی بودہ اند کہ مجسمہ مانے ایشان در صنم خانه یا نمادہ اند و عبادتخانه یا بنام ایشان
طرح افکنند اند و تا شیل آنهارا قابل پرستش اعتقاد نموده *

مناصب جلیلہ

آنانکہ بمناصب جلیلہ سلطانی فائز میشوند بحقیقت سہ چیز را بر خود خداوند میسازند
یکے سلطان را کہ از اوی نفس خویش بدست او فروخته اند و عیان خست یار خود و رقبہ
اقدار او سپرده - دویم شهرت و ناموری خویش را کہ ہر چه منافی آن باشد ز ہمار گردان
نگردند و جز بکارے اقدام نکنند کہ مقتضای شهرت و نام و رنگ تواند بود - سیم فرغ
منصب خویش را کہ یک لحظہ از فکر آنہا نتوانند آزاد شوند - ہمانا طالب منصب از اوی
خود فروخته بعضی آن حکومت بروی گراں میخیزد - و اختیارات خویش از دست دادہ و برگردان
اختیار حاصل میکند - تا بہ منصب مطلوب نرسد - انواع ریخ و لقب نصیب او میباشد
و چوں بہاں فائز مے گردو - آن ہم ریخ و لقب یک بارہ میشود - و اگر کار بمجزوی کشد - پس
حیاتش تلخ تر از مہات گشت *

مہ و ستایش

مہ و ستایش عامیہ نامس کہ از صورت بہ معنی راہ نبرہ اند - میباید از صدق
راستی بہر اصل و مد تر باشد - چہ بکنہ حقیقت کمالات پے برون و مہاج کمالات را از ہم تمیز
و ادن انقضہ فہم ایشان بالاتر بہت - پس غالب مہ ایشان بر کمالات درجہ او نے از بدلی
جد و بر و احسان و مہمان نوازی لطف مدارات و امثالہا مقصود میباشد - و لیکن کہ گاہ

گاہ بر کمالات درجہ اوسط از شجاعت و استقلال و فدا داری و عصبت مطلع شدہ و ادب و ثنا داده باشند۔ فاما کمالات درجہ اعلیٰ از خلوص و بے غرضی و رقت نوعیت و در صلاح عامہ کوشیدن۔ و با صلاح مناسبت عامہ پر دختن۔ و در فصل خصوصیات حیف و میل بکار نبردن۔ و از حمایت، رعیانِ باطل اگر چه دوست باشند ابا نمودن۔ و پاسبان حق از مذمت عوام نپندیشیدن و امثال ذلک۔ پس اندازہ آنها از سر حد فہم و ادراک ایشان بیرون است۔ لاجرم اگر بالفرض کہے خود ہمیش ہائے تار و از نصرت دوستان پہلوئی کند آواز بے وقایع مروت نام نہند۔ و ہر کہ در محکمہ قضایا بخلاف ہم شنائے شہادت بحق داده باشد۔ امداد از اذیل ناس شمارند۔ همچنین سائر رستبازان آزاد منش را بشنام یاد کنند و ایشان را از تہ دل بے دین و سنگدل و مکار و خائن انگانند۔

ہمہرین معنی نیز چنین گفتہ اند کہ "حسن و تہج افعال مردم موقوف بر نیت ایشان است ہماں یک کار است کہ اگر از نیت نیک صادر شدہ است آن را کار نیک میتوان گفت اگر بر نیت بد صادر یافتہ آن را کار بد میتوان شمرد۔ مانند آنکہ یکے از از مرکاب طلوعی کہ جز بہ جرأت و ہمت و زحمت و مشقت اقدام بر آن نتوان کرد۔ تماشا می کند و پہلو ہے و زود پس چنانکہ میتوان گفت۔ از جن نامردی پیرامون آن نمیگردد۔ همچنین میتوان گفت کہ بمقتضا عدالت جبلی مرکب جرم نمیشود۔ پس کسانیکہ فضائل کمالات درجہ اعلیٰ را نئے توانند اندازہ بدانند امثال این امور را ہموارہ بر محل بد فرو آورند و نیکو کاران را مستحقِ نعم و نافرین شمارند بلکہ فضائل و کمالات انسانی بمشابہہ دیدا است کہ بر روی آن غیر از اشیائے کم وزن و بیخف و چوں خرم غاشاک و برگ کاه پیچ نمودار نیست۔ و ہر چہ از اشیائے ثقیل و گر انمند با خود دارد جزو رقعہ آن نتوان یافت۔"

مشق و مہارت

و طبیعت ہر کس از افراد انسانی استعدادے خاص و دیت نہادہ اند کہ مشق و مہارت
ترقی سے پذیرد۔ و انسان را در آنچه مشق و مہارت و زریہ است بمرتبہ کمال میرساند کہ کمال
و شوارا بہ سہلترین جہے سرانجام تواند کرد۔ رسن با زبان و رقاصان و مختیان کہ در فنون
خود کار ہائے عجیب و عملہائے غریب بروئے کار آورده تماشا نیاں را در تعجبے اندازند نتیجہ
امیں مشق و مہارت است کہ ایشان بحکم استعدادات خاصہ خود بکار برده اند۔ و ہر ہر ہر
خاصیتے در ذات ایشان انچنان نیست کہ تماشا نیاں و بحیرت رفتگان کم و بیش در فطرت خود
نداشتہ باشند۔

پید است کہ در ہر قوم و ملت بعضے از مردم در بندہ کسب و خوش نشی و بعضے رقصہ
گوئی و داستان طرازی۔ و بعضین بعضے در شاعری و بعضے در مصوری و بعضے در فنون دیگر
شہرہ روزگار و مشارالہ بالبنیان درو یار و امصار میباشند۔ و عامۃ ناس را گمان آنکہ ایشان
از جودت ذہن و روشنی طبع دریں کمالات یدِ بطولی بہم میرسانند۔ اما کسانیکہ بہ قوانین طبیعی
پے برده و مجاری احوال را نیکو سنجیدہ اند۔ میدانند کہ منشائے کمالات ایں نام آور
جز مشق و مہارت چیزے دیگر نبودہ است۔ آری ایں قدر ہست کہ استعداد ایں کمالات
کہ در طبائع ایشان و دیت کردہ بودند۔ ایشان بہ مشق و مہارت ایں کمالات را از قوۃ فعل
آوردند۔ اگر اہل استعداد در جہر فطرت آہن را رخ نمیبودہ ایشان برفوق استعدادات خود
توفیق مشق و مہارت در کمالات مزبور نہ یافتند۔ زینہا بہ بعض جودت ذہن خطائے کار
از پیش نہ برزند۔

در فطرت اکثر از تجارت پیشگان استعداد شاعری برترتہ کمال ملاحظہ مینمایم و در بیان
از شعر قابلیت فن تجارت بدرجہ غایت مشاہدے کنیم۔ اما نہ آنہا بسبب غفلت تجارت و شاعری
کر شتمہ بر سرے کار آورده اند و نہ اینہا بسبب انہماک در شعر و سخن از ملکہ تجارت خطے۔ بودہ اند
پس امتیاز ضروری کہ در میان حکما و ارباب زراعت یا شعر و اہل تجارت یافتہ میشود و نشان
حقیقی آن ہیں مشق و مہارت است و پس کہ افراد یک نوع را از ہم تمیز داده بہ خواص مختلفہ
و اوصاف متباینہ مخصوص گردانیدہ است۔ از اینجاست کہ ہر عادتے کہ بہ مشق و مہارت
رسوخ بیابد۔ ترکیب آن چوں تبدیل فطرت تسخیل میگردد و پس مرد باید کہ از تکثر افعال بد بجای
پرہیز کند۔ مبادا آن فعل رفتہ رفتہ منجر بہ عادت گردد و ازالہ آن از حیثہ قدرت بشری
خارج باشد۔ *

مصیبت و ناکامی

در کارخانہ عالم از اقبال واد بار و دولت و عزت و ناکامی و کامیابی طرفہ تماشا بنظر
مے آید۔ یکے را محبت واد بار از چار سو آہنچنان فر گرفته است کہ بہر چہ میکوشد راہ بجائے
نہے برو و بہر طرف کہ مے شتابد ناکام ہرے گرد۔ روز و شب مصائب آفات چوں بر دربار
برائیس مبارود۔ و شب و بچہ را و بکشد ہیچ نوع پایاں نہ پذیرد بخلاف آن دیگرے را
سخت و اتفاق چنان مساعد افتادہ است کہ اگر خاک سیاہ را سس میکنی طلایے خاص میشود
و اگر در شہرہ زار تخم مے افشانند۔ زود برگ بارے آرد۔ دولت بیدار با و عمدہ بختی بستہ
است و طالع فرخندہ نرد و قاباختہ۔ *

اما آنجا کہ ظہور اینہما آثار مختلفہ و احوال متناقضہ راجع بہ شیت آن حکیم علام است کہ فعل و افعال

ایا حکمے از احکام او خالی از حکمت نیست پس مرد باید کہ در ہجوم مصائب آلام دہن استقلال
از دست نہ داد و یقین داشتہ باشد کہ در پردہ اینہمہ کردہات ناملاکم ایستہ حکمتے غاض
و مصلحتے عظیم مخفی خواہد بود۔ ازینجاست کہ گفتہ اند "ہر کہ بمصیبتے از مصائب گرفتار نشدہ بہنا
یک سے دنیا دیدہ از تماشاے روی دیگر محروم است" ہر آئینہ مستر حقیقتی حاصل نمیشود
مگر آنکہ لذت غم چسبیدہ باشد۔ حکیم سنیکا مرشاگردان خود را ہوا بہرہ پند ہے داد کہ لذت
مصیبت بحشیہ۔ تالذت عافیت دریا بید۔ چنانچہ گفتہ اند "قدر عافیت کسے داد کہ
بمصیبتے گرفتار آید" ہیچ راحت در حق انسان خوشتر از ان نیست کہ بی ہرجا راحت میسر آید
و محنتے کہ بہ راحت انجامد بحقیقت عین راحت است۔ کیکہ در مقابلہ بلا نجات نہ وزیرہ
و بہ صبر و استقلال بر مشکلات غالب نیامدہ و در بدو نہ ابتلا گذاختہ نشدہ۔ بہ مثال طلائے
است کہ بر محک امتحانش نہ سووہ باشند۔ و ازین سبب قیمت آن مشخص نشدہ باشد۔
مصیبت بحقیقت مدرسہ ایست کہ حملہ قوائے روحانیہ در تربیت پیداہر انسان
بوسیله آن زشتی گناہ و بے ثباتی دنیا را بہر آئے العین مشاہدہ میکند۔ اگرچہ بعضے از نکو نیہا
نمایاں چون بذل و جود و عدل و احسان را با عیش و کامرانی ہم میتوان کرد۔ اما نکو نیہاے
پایندہ و مستوار از توکل و قناعت و صبر و استقلال و ہوشمندی و دور بینی جزو حالت یکسان
حماں صورت نمیتواند است کہ مرد را از خواب غفلت بیدار میکند و خیالات و لغزب
فاطر او بجای محو ساختہ روی توجہ بہ قبلہ مقصود عالم و عالمیان منوط میگردد و دنیاے
دنی را در نظرش چون بازیچہ اطفال خوار و بے قدر میاند۔ آسے چنانکہ رانجہ شک و عود
بہ سوختن و سائیدن نمایاں مے شود ہمچنان نکوئی مردم در ہجوم مصائب آشکارا
مے گردد۔

تعلیم

استاد باید ہر گاہ تعلیم مبتدیان پر داند۔ از پایہ خویش کہ در علم و فضل و شستہ
باشد منتزل نماید۔ چنانکہ پہلوئے زورمند چوں قواعد کشتی بہ شاگردان خسرو سال بیاموزد
سرچنگی و زور آوری را یکسو نہادہ از پایہ خود استخوان نہ داید کہ شاگرداں بہ اندیکے از
ہم سرن ایشاں بہ ایشاں بازی می کنند۔ بسا معلمان کہ ہنگام درس لیں اصل را مطلق نظر میدارند
و از منزلت علم خود منتزل نامودہ سخنان بالاتر از فہم متعلمان افادہ می نمایند۔ در غالب احوال
سعی ایشاں را بیگان می رود و نفعی اندر سر ایشاں متعلمان نمیدرسد۔ چنانکہ عدائے ملامت
طبع پیش از آنکہ جزو بدن تواند شد غشیاں آوردہ از معدہ برے آید۔ همچنان دریں استاد
کہ بہ فہم شاگرداں مناسبت نہ دارد بہین و حافظہ ایشاں در نئے سازد۔

علم اخلاق

علم اخلاق از سایر علوم بدین شرف است یاز دارد کہ قابلیت آن در شرف اطفال
پیش از قابلیت درس کتاب حاصل می شود و تعلیم آن در ہر زمان ہر مکان میتوان کرد۔ فائدہ
باغ و مکتب مجلس خلوت و جلوت و کنارہ در و آغوش پدر برے آن یکساں است۔ ایں علم
ہر کس را از کودک و جوانی پیر ہدایت میکند کہ حقوق اتہی بر ذمت ہمت او کدام است حقوق
بنی نوع و حقوق نفس خویش کدام؟ مال و دولت را چہ طور بنیل تو اس کرد؟ و چہ قدر انانیت
رفا و خلق و چہ قدر در خدمت ذوی القربی صرف تو اس نمود؟ حقیقت انسان چہ چیز است؟ و
از برے کدام مقصد آفریدہ اند؟ غایت علم چیست؟ و کدام چیز راست کہ دانستن آنہا بزرگ

واجب است؟ مراد از شجاعت چیست؟ و اعتماد و عدالت چه معنی دارد؟ و علمیت از
 حرم مع آرزو - و غلامی را از اطاعت و آزادی را از اطلاقِ غمان چگونه فرق توان کرد؟ و قلمتے
 کہ محمود است علاماتِ کس چیست؟ از آلاَمِ جهانی و مہموم روحانی تا کجا باید گریخت و از دولت
 و مرگ تا بہ چه حد تماشائی باید نمود؟ از سختی بلا تا چگونه میتوان رست و بہ چه نوع تحملِ آنها میتوان
 کرد؟ چگونه خود را سے باید شناخت؟ و چه طور خوش میتوان رست و خوش میتوان مُرد؟
 علامتِ تہذیبِ اخلاق در آدمی آنست کہ شگفتہ رو و پسندیدہ خواہد شد و از کدورتِ
 خاطر بکلی پاک بود - چنانکہ در خوالی ماہِ تاپایاں بر روی فلک اثر سے از گرد و غبار نپاشد ہمہ
 وقت آثارِ پشاست از چہرہ او ہویدا باشد - نفسِ امارہ را در عینِ سرکشی و طغیان نگذارد
 از جا رود و زمانہ خوفِ رجا و ایامِ قحط و دہا بہ کمالِ استقلالِ شادمانی بسر آرد۔

تہذیبِ اخلاق برخلافِ راسے کسانے کہ آنرا بہ خارزار و دشوار گذار تمثیل میدہند
 بر مثالِ راسے است کہ طرفینِ آن راہ از گلہائے زنگار و اشبار گوناگون اشجارِ سرسبز
 و شاوَاب و نہرہائے روان نمونہ بہشت برین است و ہر کہ ازین راہ میگذرد بادے شادمان
 و خاطرے مطمئن بمنزلِ مقصود میرسد - راسے است بہ کوئی رہنمون کہ ہر یک از کودکان
 و جوان و پیر و فاسق و معصومش آسان تواند پیمود - بچ و محنت ازین راہ بمرحلِ دور است
 و راحت و آراش و ہر قدم مہتاب۔

علمِ اخلاق بشاہِ مادرِ مہربان است کہ اولادِ خود را از چرکِ آلودگیہا پاک میدارد و
 بہ روشِ آنها نمودہ تنومند و قوی باز دے سازد - برایشان سخت نمیگیرد و ہموارہ و صبر
 آن می باشد کہ در عرفشان جُسنِ جمال و صحت و سوسیتِ ایشان بنیز آید و بہر صورت کہ
 میتواند و نشینِ آنها میکند کہ چگونه انہمہ محاسنِ خوبی بارِ آفتابِ مضبوط و منظم تواند نشست

کہ زندگی برایشان وبال نہ گردد +

پیدا است کہ بعضے از اطفال با طبع از تعلیم اخلاقی متنفر و گریزاں میباشند بحدیکہ
یک سخن ہزل را بر صد پند سودمند اختیار میکنند۔ و اگر آواز داف و چنگ بگوش ایشان
بخورد و درس و کتاب را بطریق نسیان گذارستہ و مکتب را خیر باد گفته دیوانہ وار بسوے آن
عے شتابند۔ پس لائق تر بحال ایشان آنست کہ بجای علم و حکمت صناعتی از صناعات
بہ ایشان بیاموزند۔ زیرا چہ تعلیم اطفال چنانکہ اطفالون گفته است پایہ موافق استعداد
ایشان باشد نہ بر حسب استعداد پدران و نیاکان ایشان +

خودکشی

مرگ را چنانکہ ظاہر است اسباب بیشمار است۔ از آنجملہ یکے خود را بہ دست خود کشتن است
آدمی را در کشاکش زندگانی اکثرے از نوازل و حوادث چنان پیشے آید کہ از تحمل آن
عاجز آمدہ مرگ را برزیست اختیارے کند +

حکما را در آنکہ خودکشی در حالتے از حالات جائز میشود یا نہ۔ اختلاف است۔ یکے را
از حکما پرسیدند کہ آذادانہ زمین چگونہ میسر آید ؟ گفت از آنکہ مرگ را آسان شمرد۔ چہ
کسیکہ از مرگ نئے ترسد از ہیچ رنج و مصیبت پاک ندارد۔ گویند پسرے اسیر آمدہ بہست خانہ
فروختہ شد۔ آن جفاکار بدلیل ترین خدش مامور کرد۔ پسر گفت آیا گمانے بری کہ ہر کہ
انریں ذلت آسان میتواند رست بہ اطاعت تو مجبور شود ؟ ایں بگفت و خود را ذکر یوہ بلند
بہ پائیں انداختہ از قید حیات و قید غلامی پاک برست۔ ازینجا است کہ گفته اند " مردانت
کہ زندہ ماند چند آنکہ خواہد نہ چند تا کہ تواند " و گفته اند " منت خداے را کہ کلید مرگ بہا

تقدیر فرموده است تا بدان وسعت ہر گاہ کہ خواہیم خود را از پنج و بلا و آوارانیم و منت مر
و اہمیت منت را کہ برائے زندگی بزرگ ورنہ کشادہ است و برائے مرگ ابوابے شمار مفتوح
ساختہ و نیز گفتہ اند "عصہ زمین بر زندگان تنگ نمیتواندست۔ اما بر مردگان دہر زمان و
ہر مکان فراخ است"

بعضے از حکما گفتہ اند "کسانے کہ از دنیا و مصائب آن فسکایت میکنند خطا میکنند۔
کیست کہ ایشان را بر تحمل این مصائب مجبور ساختہ است مگر آنکہ جن جن نامحری آنها نمیکند از
از قید حیات رستہ کردات زندگی را خیر باد بگویند۔ مرگ ہمہ جا حاضر است ہر وقت ہر جا پائ
مہیا است۔ ہر کس میتواند ما را از قید حیات آزاد کند۔ بخلاف مرگ کہ هیچکس از پنجہ آن نجات
نمیتواند داد۔ اگر مرگ مقدور بر بشر نبودے زندگی از قید غلامی بدتر بودے۔ مرگ نہ ہمیں رنج
خاص را علاج است بلکہ ہمہ درد ہارادوست۔ و فریق طب مقرر شدہ است کہ مرض چند صحت
باشد علل آن نیز باید سخت تر بود۔ پس ہر مصیبت کہ سختی آن از حد گذرد۔ علاج آن بہتر از اقدام
قتل نفس خویش نمیتواند شد"

این است خلاصہ بعضے از دلائل آنکہ خود کشی را جائز بلکہ مستحسن شمرده اند۔ اما کسانیکہ
بخلاف آن رفتہ اند میگویند "احکم الکما کمین کہ مار از حصار زندگانی محصور ساختہ است تا فرما
واجب الاذعان او در نرسد۔ نباید پا ازین حصار بیرون کشیم۔ زیرا کہ ما را نہ ہمیں برائے نفس ما
آفریدہ اند بلکہ برائے عبادت الہی و خدمت ملک خدمت قوم نیز مخلوق شدہ ایم پس پیش
از آنکہ اجل مستے و رسد خود را بدست خود کشتن انشاء اسے فرائض خود گر بخشن و سختی نرسد
طاعیان و باغیان کشتن است بخوبی را شیخ شجاعان عالم میتوان گفت کہ بہانہ مے اعجز و تفریب
میجوید تا بہ انواع حوادث و نوازل دوچار شود و از مقابلہ آنها رو بہرتابد و تا بتواند بر نما غلب

آید۔ پس از کمالات روزگار گرفتن و مرگ را بر تحمل آہنا ترجیح دادن از کمالاتی بر اصل دوران قیامت است و فاضلترین اخلاق را کہ صبر و ثبات و ہمت و استقلال باشد و مہموم ساختن
افلاطون در قوانین موضوعہ خود می نگار و کہ "کمینہ ترین مرگہا مرگ با نخس است کہ
احب اجاب اصدق اصدق قار را کہ خود نفس دوست بدست خود ہلاک کردہ باشد و از بیکاری
بعقبہ زندگانی کہ ہرگز او مقدر بود محروم ساختہ۔ و باعث برآں غیر از تصویر ہمت و جہن و
نامردی و ضعف عقل چیزے دیگر نباشد۔ آنانکہ زندگی را بیچ می پندارند بر عقل ایشان خند
می آید۔ آیا نمیدانند کہ بضاعت ایشان کہ براہ نماز نمیتوان کرد۔ دیس دارسانی ہمیں زندگانی
ایشان است و بس۔ و بعد از اتمام آن بیچ چیز ہست ایشان باقی نمی ماند۔ اگر کسی بزندگانی
بگیرد پس بخند و و آن را حقیر و ناچیز شمارد عجب نیست۔ اما زندگانی خویش را حقیر شمردن بر اتمام
آن آمادہ شدن غایت البہی و نادانی است کہ در بیچ چو لنے از وحش و طیر و بہائم و سبلغ نظیر
نستوان یافت"

زندگانِ مُردہ

یکے از حکما گفته است کہ "آدمی را زندہ نمیتوان گفت مگر آنکہ بخدمت بنی نوع خود اقدام
کند و کاروائے نمایان سودمند بر روی کار آورده نیک نامی جاوید حاصل کردہ باشد۔ از بیخبات
کہ ہر کس از شاگردان فیثاغورس از تحصیل علم اعراض نمودے و از ادوستی و بطالت عمید بہت
ہچشمال گستہ مدرسہ را پرورد گفتے۔ سائر مستفیدان و متعلمان فیثاغورس قبرے بنام او میساختند
و بر لوح قبر او می نوشتند کہ "فلانے بمرد"۔ تا دیگران عبرت گیرند و چنین حیات بدتر از مات اختیار
نہ کنند"

پس ہمہ آنکس با حقیقت از مُردگانند کہ رفت و شب در بند اکل و شرب و صبح و سہ مشغول زیست

زینت میباشند و نمیدانند کہ غایت زندگانی ایشان چه بوده است؟ چه بخشی زندگی بحقیقت
 آنست کہ انسان مد تمیزیب نفس خویش و نفع دیگران تزکیہ نفس زہی نوع ہر قدر بتواند بخش
 کند۔ بریں تقدیر پیدہست کہ غالب سے زمین بصورت آباد و بمعنی گورستان ہست۔ غالب
 مردم بظاہر احمق و بحقیقت اموات اند۔ اگرچہ اکثرے از ایشان باہمدگر بصلح و امنیت بسر
 مے برند۔ و از اطاعت بادشاہ سر نمیچسپند و ابنائے جنس رائے آوازند۔ و اگرچہ عمرے
 ایشان از ہفتاد و ہشتاد گذشتہ بہ نوہ یا بصد سال میرسد اما بحقیقت زمان حیات ایشان
 ہماں چند ساعت یا چند روزست کہ در سود و بہبود خلایق گذرانیدہ اند۔

دوستی

کیکہ بدوستی دوستان ضرورت ندارد۔ ہمانا انسان نیست بلکہ حیوان ہست یا فرشتہ
 چنانکہ سخت ترین آلام جسمانی آنست کہ جاندار را دم خفہ کنند۔ ہمچنین سخت ترین آلام روحانی
 آنست کہ آدمی را کسب و ست نباشد۔ ہر کس پیش دوستان احوال خود از شادی و غم بیان
 مے کند گو یا شادی خود را دو چند میسازد۔ و از غم خود نیمے زائل میکند۔ آری آنکہ از دوستی
 دوستان محروم ہست بحقیقت یکتہ و تنہاست اگرچہ خلقے ہمیشہ بگرد و اوج جمع آمدہ باشند
 چنانکہ گفتہ اند اگر تمامی عالم از دوست رود و بعض آں یک دوست صادق میسر آید انسان
 و لاکن بر کثرت دوستان مغرور نباید بود کہ علتہ دوستان بر مثال برگ درختاں اند۔

خشم بدتر از دیوانگی ہست

کسانیکہ خشم را بد دیوانگی تعبیر میکنند ہمانا از حقیقت ہر دو بے خبر ہند۔ چہ دیوانگی عبارت

از ناخوشی دماغ است که عقل را از دماغ زائل کند و کار بد انجامد که جملہ تکلیفات از دست گذرد
و بیج جرے کہ مرکب آن شود سزاوار تعزیر نباشد و بہر خطای کہ از و صدور یابد از سزاوار
شمرند و معاف دانند۔ بخلاف خشم کہ از فراطاعت و استکبار بر عقل و دانش مردوم غالب آید
و بکار ما بر انگیرد کہ اگر صادر شود۔ باشد کہ صاحب خشم را مضروب و مقبول گرداند و باشد کہ
بہ سزاوار تعزیر رسانند ۛ

محبت مادری

محبت مادران با اولاد خود قوی تر و پائیدار تر از سایر محبت ماست کہ بیج حال کم نگردد
در زنہند و اگر گول نشود و ہرگز بلالت نہ انجامد۔ پدر میتواند از پسری بگرداند و برادر برادر
و دشمن شود۔ وزن و شواز یک و اگر بگسلند۔ اما مادران با اولاد نیک بدہموارہ یکساں سلوک
کنند و از محبت ایشان ہرگز سیر نشوند۔ رنیتے مراد اولاد را دیرینہ تر از مادریت کہ از
روز استقرار لطفہ در رحم محافظہ ایشان میباشد۔ ہیچ گاہ نمیخواہد ایشان را از سینہ خود جدا
یا یک لحظہ فراموش سازد یا بر نا فرمانی و تقصیرات ایشان از تہ دل و مائے بد بزربان آرد
مجتہش با اولاد از شائبہ غرض بکلی پاک است۔ لاجرم در وقتے از اوقات و حالتے از حالات
تغیرے دران راہ نمییابد۔ اگر ہمہ خلق اولاد را گذارد و از تعلقات ایشان دست برنہیزد
بلکہ دنیا و مافیہا را منحصر در اولاد مے داند ۛ

استہزار

بر مردم خندیدن و بہ استہزار و سوخری عادت گرفتن از دنا رب نفس میخیزد۔ و جو انماں را از

ترقی بمجاری کمال بازے دارو ہیچا پس چنانکہ معلوم است از عیب خالی نمیشد تا بحدی کہ
نیکیو کار این ستوده خصال نیز نیستوانند دامن حال از آلالیش عیب بکلی پاک دارند چو
صورت حال بریں منوال است غایت ابلی و محض نا انصافی است بزلات و خطایے مردم
آو بخین و از محاسن و عاید ایشان چشم و دقتن بر نقائص خروہ گرفتن و اذکالات قطع نظر نمودن
و اینانے جنس را افھو کہ اشترار و ادب باش ساختن ۛ

چند آنکہ غور کرده میشود استہزانوے از موازنہ تست میان نفس خویش و نفس آنکس کہ
بروے استہزا میکنی تا خویش را از بدتر و برتر و انمانی و خود را از خود بھتر بی عجب است
از استہزا کنندگان کہ با وجود صد ہنر و ذوات دیگران بر یک عیب ایشان میگیرند و با
صد عیب و ذوات خویش یک ہنر و خود نشان نمیدہند و عجب ترازین آنکہ نہ ہمیں عجب
کسان میخندند بلکہ ہنرے نیست کہ رخنہ در غیبی آن نمیندازند و منتجبے نیست کہ آن را
افھو کہ اہل مجلس نسازند ۛ

بجارت کتابہ برائے مرقد مرحومی سید امیر علی میرزا علی غفر اللہ

نیامد کسے در جہاں کو بہاند مگر آن کز و نام نیکو بہاند

سید امیر علی ابن سید وارث علی (رحمہما اللہ) چہل و ہشت سال خوش و ناخوش زندگانی
دیدہ و تلخی و حلاوت این دار الفرح و شید و شب جمعہ دویم شہر رمضان ۱۲۹۳ ہجری با دلے
راغب الی اللہ و زائد فی الدنیا و اعمی اہل را لیبیک اجابت گفت ہمہ عمر بقوت بازو کسب
کرده دہشتم خاص عام موقر و محترم بود و مردانہ و آزادانہ زیست از بدو شعور و مدد
دولتی با درس و تدیس کار داشت و تا بود ہم دیریں کار بود و ہم بریں بگذشت اصے از

حاکم و محکوم و تابع و متبوع را ابد از ملائمت نبوده و کس از آشنایان و بیگانه زبان به شکوہ
اونیا نلوده۔ الحق از کوفی و حقین معاملات تو اضع و فروتنی و دیگر مناقب جلیله کہ در طبعش چلی
بود۔ اندکے از بسیار نمیتوان شرح داد و شرح یافت کہ غایت جملہ کمونیہا است چنانکہ خود اول
میسر آمدہ از صلحاء و اعیان و ابرار و اخیار ہر کرا دست دہد غنیمت کہ برے میتوان شمرد و
ایمان بلب دل بہرہ و ویدہ نہ دست با یک اجل خندہ زناں میرشد

کتبہ لوح مرقد مرزا آہی بخش مرحوم کہ جرب اقترح جناب مرزا
سلیمان جاہ صاحب نوشتہ شد

پیشکش کمال علی لاوی جہ

و سپین شمع بزم گورگانی و آخرین ثمرہ شجرہ صاحبقرانی صاحب عالم حضرت میرزا بہایت اقرابا
المعروف بہ میرزا آہی بخش (طاب ثراہ) و سال یکزار و دوست و بست یک ہجری از ہما نخانہ
غیب بجلوہ گاہ شود خرامیدہ ہفتاد و اند سال بنظر اے عجوب گاہے ایں عجوز سال خود چشم و
دہشتہ و باد ہر سازگار مردانہ بر روی کار آمدہ بس مرحل شوار گزار آسان طے نمودند
ہم در عہد امن سلامت و ہم در طوفان حوادث و فتن لنگر سفینہ نجات و دوست ایشان
و در مدت حیات باہر یکے از طبقات انام آہنخاں سلوک و زیند کہ اقرار بہ احباب را بصدق
مصافات و اجانب اغیار را بر حق و مدارات و ضعفارا بہ بذل مساحت و تقویار را بحرج مشرت
در سلک یکجہتی کشیدند۔ شب پنچشنبہ شانزدہم ربیع الاول سال یکزار و دوست و نود و پنج
ناخوشی سعال کہ رفیق دیرینہ ایشان بود آہنخاں ہشتاد و گرفت کہ بیچ چارہ و تدبیر معادمت
سار جہ سر نہ ۱۲

آن نتوانست کرد۔ و آناریاس بدنام مستولی شد ہمیں کہ کلمہ توحید بزیان رانند و شاہین
را بر سلام خود گواہ گرفتند۔ زود و داعی اجل را بیک اجابت گفتند۔ و ہر یک را از دور
نزدیک و قریب و بعید سوگوار و ماتم دار و از ذکر جمیل فنام نیک بر خاطر ہر یک نقشے ہستوا
گذاشتند *

نثر دیم

تقریظ دیوان فارسی حضرت حسرتی رحمہ اللہ تعالیٰ کہ دیال
ہزار و ہشتصد ہفتاد و دو مسیحی در زمان حیات مصنف منغور تو بود

ہر چند ستایش سخن دین من است ^{مرا بگنج} میگویم و در است گفتن آئین من است
در مدح سخن ساختگی نیست مرا ^{تخسین} سخن شناس تخسین من است

الا سے ہونمند فرزادہ دیدں روزگار کہ جنس بالا دست سخن از متاع حسن نو خطاں ناروا تر
و دم گیرے اہل سخن چوں نفس سر و اعظاں بے اثر افتادہ است۔ ز ہمار گمان نہری کہ انداز
قدر گفناں را نقصان فرارفتہ است۔ و سرمایہ لفظ و حسن زبانی ز قہر چشمہ حیواں اگر و ظلمات پناہ
گرد و غاصبت جان بخشی اند بیرون نرود۔ و ماہ کنعان اگر و بازار مصر نہج نیز جوے از رضا
کامل خنش کہ نشود۔ کما قیل ۵

۱۱ اگرچہ قدیم طرز کی نثر ہے اب طبیعت متغیر ہو گئی ہے۔ لیکن چونکہ ان میں بعض نثریں گراچی بیراہہ دی کے
زمانہ کی یاد گاہ ہیں۔ اس لیے انہیں بالکل ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا ۱۲ حالی

از قیمت یوسف نشود یکسر موکم ہر چند خسریدار بہ بازار نباشد

اگر گوئی کہ سخن را کہ مکانتے بلند و قدے ارجمند است۔ خود بوجود مکنت و ران سخن نیو نہ است
ورنہ لفظی است بے معنی۔ و اسمیت بے سببی۔ و سخنور چنانکہ معلوم است امروز از زبان معدوم
است۔ پس اگر کہ برت احرار اناصیت اکسیر باشد گو باش۔ و اگر سایہ ہما قرہ اقبال با خود دارد
گو۔ بلکہ۔ اتان کہ نہ موجود است چہ خیزد۔ و ازینکہ منقود است چہ زاید۔ گویم آمدے چنانکہ
فرمودی ہنر از تو لایع وجود اہل ہنر است۔ و عرض از لواحق ذات جہر۔ و چند انکہ ہنرمند
کیاب ہنر کیاب تر۔ اما بایں تصور نظر و نقص اوراک۔ و ناتمامی دلش و نارسائی دریافت کہ
مردمی رست چگونہ میتوان گفت کہ اہل کمال را جہر در نشین عنقا آشیان۔ و از سخن خبر ہم داز
سخنور جہر ز سم در جہان میت ۛ

خاکساران جہان ابجھارت ننگہ توجہ انی کہ دیں گرد سو کر باشد

سرت گردم اگر بقی حوادث روزگار مرغان نوا سنج را آشیانہا پاک بسوزد و اخند لیبے در چمن نغمہ
سراست باغ را دشت نتوان خواند۔ و اگر طلوع سپیدہ سحری رونق بازار ستارگان بر شہم کند
ہما ہر درفشان عالم فروزست جہاں را تاریک نتوان گفت۔ گر فتم ہنر را گری بازار نہ چندان است
کہ کالائے گرا نہالے معنی از ہر دوکان میتوان خرید و گنج شایگان سخن در ہر خرابہ میتوان یافت
اما صاحب نظران دانند کہ با انہمہ نازد اینہا در کیسہ رفتہ کار خشنودہ گوہر ہاست۔ انہم کہ سول
مانند گنج در دیرانہ پنهان و بر سپہر کمال فروزندہ اختر ہاست از دیدہ شہر شہمان چہں مہر جہان تاب
سرد نقاب کرتان۔ علی الخصوص دیرتیم معانی۔ مہر شیر فلک مکہ دانی۔ قائمہ عرش تحقیق۔ باب مدنیہ
ندقیق۔ بحر الحی علم و ایقان۔ کہ کوب دومی انقی عرفان۔ بہمین ثمرہ نخل باغ ارادت۔ گزین نتیجہ بیوہ
مادہ و صورت۔ شناور دریائے حقیقت۔ رہبر و صحراے طریقت۔ چار سوے مملکت معنی را گہان

خدیو۔ و شش جہت عالم حقیقت را فرمانروا نگارستان رنگین بیانی را چہرہ پرداز۔ و
 بہارستان شگفتہ طبعی را چمن پیرا۔ و شناس سر را عقل و نقل۔ بختہ سنج خواہی و رایہ
 روایہ سرطلہ پیاہ۔ و طریق نظر و استدلال بصب اہل رب۔ و عرصہ فکر و قیاس بشمسہ پیشانی
 بلند نظری و الافطری۔ و اب نجمتہ القاب محمد مصطفیٰ خاں بہادر مخلص چہرہ چہ

بَلَقَطَ لَا يُغَيِّرُ عَنْ مَعَانٍ أَحَاطَ بِهَا مَا كَادَ مَذِي الْهَمَامِ

اللَّهُمَّ مَتَّعْنَا وَمَتَّعِ الْكُلَّ بِدَعَائِمِ بَقَائِهِ وَمُدَامِ بَقَائِهِ - و صلاہ بوسیش جانیت کہ بید
 ہمت آسمان دوست۔ و قدر نیش آسمانیت کہ فروغ خرومہ درخشان اوست خیمہ نیش
 نقد حقائق رنگ شاہگان سوچہ فکرش روشن قدس شمع شبستان۔ حلاہ الفاٹش سرکا
 معنی را پیرایہ ناز و حلیہ عبا ریش گوش و گردن ہضمون را زیور تہیاز۔ افسون لطف گفتار
 در تخیہ آئادہ دلال چوں قید و بند۔ و موجوں نطق شکر بارش مدد بق نظر طبعان چوں شہد
 قند۔ استعارہ شش چوں اشائہ چشم خوبان دلربا۔ و عبا ریش چوں چشمہ آب جیوں جاں فزا۔
 ایلٹابش چوں طول شکوہ دوستداراں سامعہ نواز۔ و ایجازش دلاویز تر از نگاہ چشم نیم باز
 فکرش از دوائے سحری شب زندہ و ادباں رسا تر۔ و سخنش از نالہ نیم شبی جگر خواہان گیرا تر۔
 فقرہ شیرینش بگویم شیرہ جان اما پارہ شیریں تر از آن۔ و مصرعہ رنگینش بگویم بگ گل تامل
 از کف رہا بندہ بلبل۔ رائحہ انفاٹش از حکمت گل در دماغ بلبل بل از عطر پیرہن در شام تقویہ
 ساز گلہ تر۔ و شہد مقالش از شہ زلال در کلام مستقی بل از جہرہ مے و مذاق مخور خوشگوار تر۔
 الحق گری طبع پر زور شربست کہ تمکین پسنداں اگر ہمہ کویہ وقار باشد بیک جہرہ از ان خود
 نگاہ نہ اند داشت۔ و نہ خواہہ را کہ عند لب شانہ سلوک۔ و طوطی شکرستان لاہوت است
 با غزل سرائی و ہزلہ سنجی چہ کار و چگونہ روا باشد کہ را کہ در طریق علم و حکمت بر اثر سقا طوطی

قدے راہ رفتن موجب ننگ مایا باشد در کمینہ صناعتی امثال عینی و نظیری را مقلد عمل بودند
و زلالی و انوری را مقلدے فن ساختن - گرفتہ در زمان سلف نقد معنی لگنجینہ داراں و وعصہ
نکر را شہسواراں بودہ اند - و ہنگامہ گفتار را گرمی بازار - و ریاض سخن را رنگ اعتبار پیش از زمان
صاحب دیوان بودہ است - اما کسانیکہ در مصطبہ ذوق رطل گراں پیمودہ اند و از مایہ تمیز خط
و افر بر بودہ نیک میدانند کہ بآنکہ قطرہ ما در بحر - و سبزہ ما در دشت و دوستہ ما در سب و نعمہ ما
در ساز - و جرحہ ما در ساغر و بادہ ما در سب و بزلہ ما در گفتار - و افسونہ ما در عمل - و شعر ما در دیوان
و مصرعہ ما در غزل فراوان بود - ہر قطرہ در زمین - و ہر سبزہ گل و یا چین - و ہر دوستہ دشت گل -
و ہر نعمہ نعمہ ببلبل - و ہر بزلہ نقل مخلص - و ہر افسون جادوے بابل - و ہر شعر تر - و ہر مصرعہ شیر
نباشد - رباعی

نظم نتوان ید بہر شپہ دواں یوسف نتوان خرید از ہر دکان
ہر لب زم اعجاز نہاد چو شیخ ہر کس نبود چو حسرتی سحر بیاں

جادوہ کہ دے در سخن سخی مے پیما ید پیشینیاں نیز پیمودہ اند - اما پاشنہ ماریش پاپہا آبلہ از بونہ
است - اگر قدے رفتہ اند - و خواجہ ہمہ گلگشت کناں میرود - و آہنگے کہ او دیں پروہے سہراید
دیگر اں ہم سرودہ اند - اما نظر از سیر و اندیشہ باز نگ فروماندہ است - اگر مصعے سنجید اند
و خواجہ ہمہ بدیمے سنجہ - آسے نعمہ حقیقت و پرودہ اشعار سزدن و اسرار معنوی در
کسوت تبسیر و بیان جلوہ گر نمودن نہ کار ہر چہ گفتار شوخ بیان است - و آنگاہ حال تا قال
و اثر تا عین تفاوت بسیار داد - اینک دیوانے ترتیب دادہ و مجموعہ فراہم آوردہ کہ سخن را
اوج کمالے بر ترازاں دست و ادن و سخنور را سہ پایہ قبیلے خوشتر از اں بہر سیدن و شوار تر از
انست کہ مالہ مرغان خوش آہنگ بموزونی عشاق و نہادند تواند رسید - و مرغولہ مطربان جادو

چوں لحن دافودی آہن را موم تو اندکد - بنامیز و محکمہ صہبائے ذوق است و پرده آہنگ شوق
 نظر گاہ پاکان شاہد باز است و نیز نگ حقیقت و حجاز - انیس خلوت گوشہ نشینان است و ملکیت
 عشرت گزینان - تہیدستان خرد و سرمایہ ہوش است و دودی کشان جنون را بادہ سرچش
 نسخہ منفرد روحانی است و مجموعہ لطائف و جدانی - طالع سخن را رقم سرنوشت است و شاہد معنی را
 حسن خدا داد - رفد گای فراق را نخستہ سرگذشت است و ایام وصال را فرخندہ رونما گذشتن
 نظم را مہم بہار است - وزین شعر آب جو بہار تفسیدہ درون را را بہ فرات است و شاد آ
 طبعان را شیرہ نبات - بالائے گفتار اخلعت و بیبا است و تشریف قبول را قامت زیبا
 آنانکہ خاطر نکتہ فہم و طبع ادب شناس دارند بیابند - و ستر ستر لہن قدیمی صحیفہ بدیعہ ہوش بگردد
 تا وارسند کہ مرادین نکتہ سنج معجز بیان را در گذارش سخن غاصیت است کہ دیگران بہل دست
 نیافتہ اند - و اگر ہست پرسجی کرستہ است کہ از قلمہ الہام طراکش بر دوسے کار آمدہ یعنی بہر
 اہل فن چنانکہ دانی اتفاق دارند برین معنی کہ شعرا چند انکہ از حدیستی دود تر بند قبول دہا
 نزدیکتر باشد - و ہر قدر از اینج صدق زیر تر اندازند پایہ جانش بالا تر رود - و حق اینست کہ سخن
 بے مبالغہ و اغراق و لغریب نہ بود چنانکہ نظامی میفرماید

در شعر پیچ و در فن او چوں الکذب و ست حسن او

با اینہمہ گفتار آبدارش بے آنکہ چاشنی تبلیغ و غلو داشتہ باشد دلاویز تر از عشوہ شاہد ان
 مہوش و ذوق انگیز تر از بادہ بغیش افتادہ است - انصاف بالائے طاعت است - این تہ
 گفتار کہ آسمان بر فراز است و زمین در شیب - و چشمان در زیر ابروانند و دندان جملہ در دہان - این
 شنودہ چہ دل را باید - و مستمع را چہ ذوق بخشد - پس بے آنکہ نوعی از صنعت اندیشہ و ایجاد
 طبیعت را در اس راہ دہی - چہ ساحری توانی کرد تا سامعہ یاراں بنویزی - و شور حسنت و سخن

اندازی۔ ہمانا کار کار بشر نیست۔ خواجہ سخن سرائی نمیکند۔ معجز نمانی میکند۔

بہمت در سپارش راہ وح جاوہ تشرل پیژم و ممدوح رانہ باندا زہ قدر و الایش
ستودم۔ بحث از فضائل ذات و جلائل صفات بود۔ سخن در توالیع و عوارض گفتہ آمد۔
نختہ ہدایتی کشید۔ ہر گاہ مشک زعفران را رولح بوق پرور در نہاد است و مہر ماہ را
بوارق نور گستر خداداد۔ آن دوازندہ جو ہر بسیاہی دزدی ستودن۔ و این فرخندہ
گو ہر را برگرمی و سردی آفرین نمودن چرا۔ ہمانا قدم رخس کہ ہنگام تاخت بیراہہ رود عیب
عناں گیر است۔ و پردہ ساز کہ در مقام بلندی پستی گراید از قصور معنی است۔ اکنون کہ جز
نظر را پائے نہ پیا بسنگ آمد۔ و معجز بیان حیلہ جستن و بہانہ انجمن آغاز نہاد۔ ز نہار گمان
نہند کہ مراح سخن و محامد سخند بپایاں رسیدہ باشد تا خامہ ستایشگر از خرامش و اندیشہ
شنا گستر ز گانش آرمیدہ باشد۔ حاشا حاشا کہ اگر قصیدہ را وحی و رباعی را الہام و غزل را
اعجاز و غزل سر را معجز ناما گفتم ہاشم۔ حرفے اناں طومار و اندکے اداں بسیار بسز گفتم ہاشم
آہ چہ توان کرد ہم تیز نارسا۔ و ہم صید بلند پرواز۔ ہم شب کوتاہ و ہم افسانہ دراز
زبان محکمہ فرو ماند و راز من قہایت بضاعت سخن آفرشد۔ سخن قہایت

انشاء بس ماسوے ہمیں

تقریظ دیوان سالک

صد قول یک ضرورت میکنم شب مستی نہ باندا زہ میکنم شب

حیرت زدہ نیرنگی این کس آشوب گاہ حالی نامہ سیاہ کہ دوش در شکنجہ غم داندوہ چوں مرغ
تازہ بدام افتادہ سر سیمہ دلتنگ و با سخت جانی خویش در جنگ بود اگر حرفے از روداد

سردودہ باشد۔ ہمارا خوشی تن راز حمت و اہمیت را کلفت افزودہ باشد۔ تکلف بطرف۔ دلے
 داشت ہمہ موج خوں۔ دوسرے داشت سرمایہ جنوں۔ شبے بہ درازی شب ماے فراق
 دوستے بہر انگہ گی خاطر عشاق۔ بے خودی ہمہ نقد گنجینہ ہوش۔ ہستی ہمہ تہیہ خواب
 فراموش۔ ولولہ نامیس کرد و از جانے رفت۔ نالہ نامیکشید و دم نیز و گاہے شک
 جگر گوس از دیدہ میسباید۔ و گاہے برگریہ خود میخندید و گاہے از روزگار نالیدے
 و گاہے از بخت نگونار۔ گاہے برابر من نفرین کردے۔ و گاہے بر نفس خوشی تن
 گاہے جستجوے وقت رفتہ چپ و دستے نگریت و گاہے از عرقہ یاد میگرد
 میگریست۔ گاہے رشتہ اہل چنداں و از کردے کہ عفتار اسیر دام خود پنداشتے و
 گاہے از دور باش حرام آنچنان گستہ امید گشتے کہ سہل را دشوار و اندک را بسیار
 انکاشتے۔ بالجلد حالتے در پیش داشت کہ قیامتے باخویش داشت۔ دینیں ہنگام گنجت
 احباب چوں فرقت محبوب ناگوار۔ و بذلہ اصحاب تلختر از طعمہ اغیار بود۔ اگر سودے گفتا
 در سر و خلش ایں خار و جگر نمیداشتم۔ غنچہ خاطر مہیچ نشکفتے۔ دور و دلم نہار چا و نہ پند
 رفتہ کہ بطلانہ دیوان حضرت خواجہ شیراز دے خالی کنم و بیکن و جرحہ اداں بادہ کمن غم
 دین و دنیا فراموش سازم۔ نا گرفت از دیدہ ہوش ایں صد ابگوش خورد کہ مان مہاں
 عالی روشن نفس۔ اے بفہم اداسناس و بفکر بالذہن ہم شکر بریزی طوطیان ہند
 دیدہ۔ و ہم نغمہ بلبلان عجم شنیدہ۔ یکے در چہستان سالک بیا۔ و دیدہ دول رخصت
 تماشا دہ تاجارسی کہ گلشن مسنی در عین خزاں شکفتہ و شاداب است و نہال سخن دیپایان
 موسم تازہ تر از عہد شباب۔ نہانم ایں صدے و کوش از کجا بود و چہ بلا گرمی اش باخود
 داشت کہ تا از پودہ گوش بدل فرود آمد۔ مراد من نگذاشت۔ چوں بخود باز آمدم گرم از جا

برخاستم و دیوان سالک خواستم۔ سبحان اللہ کتابے دیدم چوں نختہ جلال یوسفی سر ایاختاب
 وز لچائے سخن را باز گشت عید شباب۔ ایاتش ریختہ امار شک پہلوی ووری۔ بیان
 سادہ اما نمونہ گفتار سعدی و انوری۔ مضامین ہمہ تازہ و نو۔ معانی ہمہ الفاظ را در گزیده
 و غزل ہمہ طلسم رنگ بود قطعہ و رباعی ہمہ کرشمہ و جادو۔ ذکر فراق دل آویز تر از وعدہ وصال
 شکوہ جفا طرب انگیز تر از مرده و فدا۔ آنجا کہ طویل مقال است نظر را اندازند و وسعت خیال است
 و آنجا کہ اختصار بیان است بہت دیدار کفہ نہاں است۔ منکہ جز بگفتار پیشینیاں سرے و
 در کوچہ خوشال گذرے نہ شتم۔ از حلاوت ایں ثمر نوس آنچنان کاہ کام و زبان ساختم کہ
 دل از ذوق قند نظیری۔ و پاشنی نمک عرفی بگی پر حستم۔ گویند ہر سخن سنج را در غزل
 سرائی طریقے خاص است کہ مراد ابدان طریق اختصاص است۔ یکے از آتش عشق مجاز
 چراغی در راہ نکر نمادہ۔ و دیگرے از عالم حقیقت درے بروے دل کشادہ۔ یکے در بہتین
 سنی بلند با عقاہم پرواز و دیگرے در بہتین معاملات و قوی کرشمہ سنج و سحر پرواز۔ یکے را
 وصف و لہذا پیرایہ بیان۔ و دیگرے را رشک اغیل تا زیانہ زبان۔ کتر کسے بودہ باشد کہ
 ایں ہمہ مراحل را بیک رفتار پیمودہ باشد۔ آری در ہر شیوہ سخن نغز گفتن و در ہر شتہ
 گوہر معنی سفتن۔ نہ حد ہر چہ گفتار شیخ بیان است۔ اما در حکمہ کہ غالب بادہ فروش است
 و سالک بادہ پیا۔ بادہ ماہمہ سر جوش است و نشہ ماہمہ رسا۔ اینجا سستی حریفان در شمار نہ
 بینی۔ اینجا حریفے در خانہ بینی۔ اینجا لاسے خوارانند بر چرخ موج زن۔ اینجا مدعی کشاند
 با عطار و ہم سخن۔ اینجا نوامے گوناگون انیک قانون بر بخیند۔ اینجا ادائے نگارنگ
 از یک طبع موزوں سر بریسند۔ اینجا ہر کس جان سخن است و سخن جان او است و سخن
 معنی از آن اوست بلکہ آیہ در شان اوست۔ خاصہ آن آئینہ صورت نماے غالب۔ و

مرا و بچوں ہزار را بجائے غالب۔ اُس در سخنوری یکتا۔ و در پاک گوہری بے ہمتا۔ اُن
شعلہ زبانی علم و در شیوہ بیانی مسلم۔ اُن سہر و قدسی سالک جناب مرزا قربان علی بیگ
متخلص بہ سالک لازال نطفہ ظلیلہ و ذکرہ جمیلہ کہ مرزورنگتہ درمی و نکته سنجی استلوان
استاد است۔ و جهان آباد از شرف و جود و سعوش جهان آباد است۔ الحق اگر سخن را
صہبا میتوان گفت۔ بخش سر جوش بادہ سخن است۔ و اگر شاعری را فن میتوان خواند
خواجہ یگانہ ایں فن است۔ یارب چنانکہ مہند از غالب خلد آرا مگاہ رشک ایران توران
بودہ است۔ دہلی از سالک بمعنی پناہ غیرت شیراز و صفایاں بادہ

تقریظ دیوان تعلق

ایں دیوان غرابت عنوان از افاد است مرحوم حکیم غلام مولی المتخلص بقلق است
کہ شاگرد رشید خان نسیع المکان جناب غفران تائب حکیم مومن خان مومن بودہ اند۔ اصل
ایشان از میرٹھ و در دوازده سالگی از آنجا بہ خیر البلاد جهان آباد آمدہ و بہ کسب کمال و تحصیل علم
پرداختند۔ و مانا نیکہ واقعہ طفیان سپاہ یاغی اُس شہر لطافت بحر امور و آفات مرکز
قتلہ و بلیات کردہ۔ ہمدینجا اقامت داشتند۔ مدت طویل زبان پارسی از انعامس متبرکہ
مولانا امام بخش صہبائی فرا گرفتند۔ کہ نیند از جملہ شاگردان آنجناب بہ جود طبع و حدیث بہن
انتصاص داشتند۔ و صرف و نحو و منطق و دیگر فنون عربیہ را از ملا انتظام علی سہارنپوری اخذ
کردند۔ و طب از حکیم غلام نقشبند خاں دہلوی کسب نمودند۔ و اُس ایام کہ گلشن دہلی را آخضر
فصل بہار بود۔ جسے از گردنا بیگان عالم سمنی و چابک خرامان عصہ سخن چوں غالب ذوق
و مومن و سائین کہ در سخنوری و نکته پردہی فخر دہلی بل نازش ہندوستان بودند۔ دریں

معمورہ جاوا شتند۔ واز فیض وجود ایشان عالمے را ہولے شعر و سخن در سرا ققادیہ بود۔
 حکیم مغفود کہ با موزونی طبع وجودت ذہن فکرے بلند پر وار داشتند۔ با وجود شاغل علیہ
 نتوانستند خود را ازین بادۂ مرد افکن بر کراں دارند۔ لاجرم داعیہ غزل سرائی در خاطر ایشان
 پدید آمد۔ مومن مرحوم را چنانکہ از مطالعہ دیوان ایشان مفہوم میشود بہ استادسی برگزیدہ
 و زنتہ رفتہ در خاطر استاد موقع قبول یافتند۔

معنی مباد کہ مومن مرحوم در غزل و اصناف دیگر از سخن دو طریق مسلوک داشتہ اند
 یکے عام و دیگر خاص۔ طریقے کہ عام است و آل کتر است۔ ہمیں طریقہ تیر و تیر زا و سائر
 ریختہ گوین نامی و استاد این گرامی است۔ و طریقے کہ نتیجہ طبع و تقاد ایشان مخصوص با
 ایشان است۔ اگرچہ از شاہراہ عامۂ شعرا بیگانگی دارد اما سبب شہرت و بلند آوازی حکیم
 سابق الوصف شدہ ایشان را در چار سوے ہندوستان بہ استادسی و نازک خیالی و
 وقت آفرینی علم ساختہ۔ از انجا کہ حکیم مولی بخش قلق را میل طبع و مناسبت خاطر بطریقہ خاصہ
 خویش دیدہ بودند نظرے خاص بجال ایشان مے گماشتند و بلاوہ اصلاح سخن و القای
 غوامض و دقائق این فن انواع لطف و کرم و اصناف شفقت و عنایت مبذول میداشتند
 تا آنکہ سخن ایشان نوے پختگی پیدا کردہ۔ ہر جا کہ ہرم مشاعرہ انعقاد مے یافت با استادان
 دیگر محطرح شدہ و او غزل سرائی میدادند و حاضرین را تعجب بر تعجب و حیرت بر حیرت
 مے افروزند۔ چون آتش بخی و فساد و چار سوے دہلی بالا گرفت۔ مانے بہتر از آنکہ بود گاہ
 خود معاودت کنند۔ در میان نہ دیدند۔ ناگزیر از دہلی بہ سیرتھ رفتہ ہمد آنجا رخت اقامت
 انداختند۔ و تا سال ہزار و بیست و نوہ بخشش کہ سال حلت ایشان ازین خاکدان
 بہ عالم جاوہ ان است در آنجا بودند۔ در بعضی مدارس دولتی خدمت درس فادسی با ایشان

تعلق داشت که وجه معاش و سامان ثروت لایموت ایشان بود۔ بسیار قائل و غیور بفضیل و
 ہزار مال دولت مستغنی و در شعر و سخن عند طائفہ بہ استادی علم بودند و نیز در طبابت
 دست داشتند و نخست از اوقات عزیز اور حالچہ و مداوای مرضی بذل مینمودند۔ از وصایا
 ایشان کہ پیش از وفات با کمین برادر خود در میان نهادند کیے آن بود کہ دیوان اشعار
 ایشان را بقالب طبع ریختہ اشاعت آن کردہ باشند۔ بجانہ دادگر مرگستر و فرزاندہ ہرور
 ہنر پرور بابو محمد عبد اللہ کہ برادر اصغر حکیم مغفور میباشد۔ بآنکہ در مدارس انگلیسی تعلیم یافتہ
 عمرے دیں وادی بسر بردہ اند و چنانکہ داب اکثر از انگلش دانان است۔ ذوق شعر و سخن
 کتر دارند و نیز از خدمات متعلقہ خود فارغ نیستند۔ باز وصیت برادر مرحوم را از جملہ قرآن
 مکتوبہ دانستہ کوششہ بلین و توبہ جمہ فوق العادۃ و طبع و اشاعت کلام ایشان بکار
 بردند۔ و مانند اخلاف رشید و اعتقاد بصدق وصیت آن مغفور بجا آورده نام برادر را
 بہ گیتی سحر و خود را از برادر مکنونام تر ساختند۔

لراقہ

گر برادران زیبایاں مہر دوستی و رزقہ چل رسد بفرزندان نوبت مگویمہا

عرضداشت بحضور اب کلب علی خان ہادرسیں امپور
 و شکر عطیہ یوان فارسی سوم بہ و تہنوی خاقانی مجتہد شرفاوسی کچہ الیچ



عالم پناہا! سہ روزست کہ بعدیک ماہہ سفر نوبت کہ در او ایل رمضان
 فجادۃ بحسب ضرورت اتفاق افتادہ بود بہ بی رسیدم و بہ نوشتہ اکیسر اعظم کیے

وَرَدَةُ التَّلَاجِ و دیگر دستنبوی خاقانی بتوسط مکر می میرزا داغ بر خوردم تا بسبب
تاخیرے کہ در گذاردن فرضیہ سپاس گذاری بالا مضطر را بالا اختیار بر روی کار آمد
بنایت منفعل شدم اما الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ کار با حضرت کریمے است کہ ہم خطا پوش است
و ہم غنیز پوش۔ بالجملہ در شان ایں ہر دو شاہد رعنا زبان مہج کشودن روشن سہرا
بہ ظن و تخمین بر شمر دن و صحر بحر محیط را بہ گزیم چون است۔ سبحان اللہ با وصف منافع
دینی و دنیوی و کمالات صوری و معنوی و فضائل علمی و عملی و محاذ خلقی و خلقی و محاسن و ہی
اکتسابی و نظم و شرا و وفاسی نیز کہ درین مرتبہ جلیلہ خدم والا مقام است مکانے ارجند
کہ امر و با ذات قدسی صفات است۔ در عاتہ ابنائے زمان عموما و در اہل صناعت
خصوصا کمتر دیدہ میشود۔ وَذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيمِ کہ سانیکہ شعر اتمیص خود ساختہ اند و عمرے و راز و دین وادی خاک پیزی کو
ہر آئینہ از منظر لگاہ خسروی بمراحل و در قنادہ اند۔ آری

فیض روح القدس ایا ز مدد فرماید دیگر ایں ہم بکنند آنچه میسایس کو
یارب شجرہ طیبہ ذات ملکی صفات کہ اصل او در زمین و فرع او فوق السموات است ابد
الآبدین و دہر الداہرین از ثمرات کوئی والہی بار و بر فرق ابنائے امانی و آمال سایہ
گستر باد *

ایضاً

بعد از تقدیم و ظائف خیر اندیشی و دعائے صحت و سوسیت مزاج اقدس اعلیٰ کہ
عین معین فیض عام و رکن رکن بنائے اسلام است بعرض مطلبے پر دازد۔ امید گاہ
درین نزدیکی سبب فدوی ہوا خواہ رسیدہ کہ از ناخوشی مائے دیرینہ دریں روز ناخوشی

بطبع اشرف بندگان حضور راہ یافتہ است۔ ہمیں کہ ایں خبر متوش بگوش خیر سگال خود
 سوابق حقوق خسروی کہ مرۃ بعد از آنکہ میریں بندہ متحقق ہوئے است برآں آورد کہ خود مہلت
 یک ساعت نہ دادہ زود از جائے برخیز۔ و ہر قدر عجلت کہ میستوان بکار برد بجا آوردہ بروئے
 دولت رسد۔ چہ تمنا را بنور جمال با کمال منور گرداند۔ اما یک ماہ بیش گذشتہ باشد کہ
 بہ عوارض نزلاء از سوال منقوط ذوات الحجب و غیرہ مبتلا است و ازین بہت در اداسے
 فراق خدمت متعلقہ نیز مقصود راہ یافتہ است و نیز نیست تواند خود را بہ وطن برساند
 پس بحال شرمساری و خجالت خوئے از جمیع سر دادہ و سر در پیش افگندہ تہمید غدر و پوش
 جرات میسماید۔ بو کہ بموقوف اجابت رسد۔ و مع ذلک غم جرم کردہ است کہ ہر گاہ در امر
 لاحقہ افاتے ہم رسید علی الفور باندازد تقبیل عقبہ عالیہ خواہد شتافت۔ و ہما کن از عہد
 بعضے از حقوق بندگی بیرون خواہد آمد۔ امید از در گاہ قاضی الحاجات و مجیب الدعوات
 آن دارد کہ لشکر دعائے عالمی از مساکین و ضعفاء و ارامل و یتام و صلحا و زما و فقرا
 و عباد و دیگر بندگان آتی کہ از ماندہ نعمت خسروی بہرہ می ربایند و در سایہ عاطفت حضور
 تربیت میسپایند۔ زود مدافعت جملہ بلیات و متقاومت تمامی مکروہات تواند کرد کہ خبر صا
 علیہ الصلوٰۃ والسلام و عار از القضا فرمودہ است۔ **اللہ معکمہ آیتہما کنتمہ**۔

عریضہ بنام نامی جناب مرزا اسد اللہ خان غالب بیان معنی
 شعر نظیری کہ جناب روح آفرینا قصص العیار و نظری دادہ بود حسب الیائے
 قبکہ و کعبہ۔ سخن را کہ اندازہ و امان گفتار و ادب شناسان معنی از نظر اعتبار انداختہ
 باشند گو ہمہ از نظیری و عرفی باشد بیچ تاویل و توجیہ طریز قبول نتوان واد خاصہ بسی میچونے

کہ بلید راہ سخن و مروای فن خود نیم چگونه این نقش درست تواند نشست۔ الحق شکستہ
را بستن و گسسته را پیوستن و پارہ را دوختن کارے است پس شوار و دشوار تر از آن است
طرف شدن با استادان فن و مروان کار۔ و امگاہ با کسی کہ در سخنوری و سخن دانی و نکته سنجی
نکته رانی یگانہ روزگار بوده باشد۔ حقا کہ پاس آستینال امر واجب الاذعان و در نظر دارم و شد
در نگارش معنی شعر نظیری کہ مخدوم آن را نظری داشته اند ہرگز جرات بکار نمی رفت ہم
مرا کہ از تن چشمہ آب خورده ام و از آن ماندہ زلہ رہبودہ ام۔ اگر بفرض محال رہے و در نیم معنی
شعر بصواب بودہ باشد۔ در برابر گفتگوئے کہ با حضرت در میان آید چارہ جز تسلیم و
جواب جز غمخوشی نیست۔ اللہ الحمد کہ سر از فرمان نہ چسپیدہ ام۔ اگرچہ سرشہ ادب
از دست رفته است۔ خطا نمودہ ام و چشم آفریں دارم۔ والسلام مع التحیۃ والتکمیل

قال نظیری

جذب عشقم فی المثل و حسن پیدا ساختن خضر چاہ یوسفم از آب حیوان نیستم
بدانت خاکسار قائل از عشق و حسن دیدن شعر عشق و حسن مطلق خواستہ است چنانکہ این
ہر دو مفہوم از حدیث قدسی کُنْتُ لَكَ زَاخَفِيًّا فَأَجَبْتُ أَنْ أَعْرِفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ
مستفادے شو۔ کثر مخفی ہماں حسن مطلق است۔ و اقتضائے ذاتی کہ از لفظ اجبت متباد
میشود تعبیر از آن بعشق معیتوں کرد۔ اگرچہ منشاء ظہور کثر مخفی ہماں اقتضائے ذاتی است
ولس۔ اما اطلاق منشاء بر اعیان موجودات۔ ہم کہ بمنزلہ علتہ ماوۃ اند۔ مرآن ظہور را
در امثال مقدمات خطابیہ و شعر یہیستوال کرد۔ قائل و دعوائے میکند و در دعوائے خود
صادق است کہ منکذب جملہ اعیان موجوداتم و پیدا ساختن حسن مطلق حکم جذب عشق پیدا
کرده ام۔ گویا خضم کہ از چاہ یوسف نشان میدہم نہ آن خضر کہ از آب حیوان نشان ہد پس

خود را بجذب عشق - و کنز مخفی را کہ عبارت از حسن مطلق است بیوسف در پناه افتاده تشبیه
و ادہ است و وجوہ تشبیه ظاہر بہست فقط ۛ

بنام جناب قاضی عبدالرحمن مرحوم پانی پتی متخلص بحسن

یارب این قدر سرگرمی آرزو و فزون سرری خواہش اگر از جنون جولانی ہیوس نہ کای
طمع خام بہست - چہ نرم کہ و بد ہم زخم دہوں در بالیدگی و پیکر جان در کاہیدگی و بتیابی دل
در فزونی و توسن صبر و حرونی چہ بہست - و اگر انیمہ تو قلمہ نہما از خونگرمی مرود فاو بلاستی
شوق کار فرماست - انہصیت کہ صاعقہ محبت ہنوز بخرمن آسائش دست بہتہ شگفتہ
و صہ صہ تاثیر دوستی بر ذہبے نیازی از خاطر نازکش بر نہا ہستہ - چہ اگر آنست ویر تر صوت
نہ بندد و اگر نہت از دل بدل نہود پیوندد - کما بیش شش سال ست کہ دل جویائےصال و
جان آرزو مند ملاقات و چشم طالب دیدار و گوش مشتاق پیام بہست - بہر کہ یکچند از غصہ
انتظار - و نداں بر جگر افشردہ و روزگارے بیاد و دوستدارے بسکوردہ باشد - مے و اند
کہ جاوداں بہ عذاب فزع بہست ملا بودن بہ کہ ساعتے در امیدواری گذرانیدن - آہ اذین کہ
عمرے بدیں غم و غصہ و تشنہ اضطراب گذرانیدہ و شبہا از قلق جدائی نختہ و روز انا
آویز شش رونی نیار میدہ ام ۛ

بے تو گزیرستہ ام تلخی این رو بچ
بگذر از مرگ کہ دہستہ بہنگاہ بہست
ہر چند در نگارش احوال خود را و پیرش اخبار ہر گہ قصورے و درنگے کہ رفتہ نہ از آنسو بلکہ از
ہم بروے کار آمدہ - و ازینچاست کہ در شکوہ گذاری خامہ را دلیہریتوانم کرو - اما اگر بہست
ہر سی و از حق نہ رنجی ہیستوانم گفت کہ در پیرس ہجے اخبار و تقشیش احوال کوششے کہ بجا آوردہ

و جہدے کہ بکار برده ام مرا از عمدہ پیام گذاری بنامہ نگاری بدر آفود۔ اگر باز نگنند اینک
 حالے بر صدق دعوی من گواه است۔ ہر کجا کہ رفتہ۔ باکے از روشناسان شما
 بر خورده ام اول از شما پرسیدہ ام۔ باز سخن دیگر بر زبان رانده ام۔ اما از شما انما یہ التفات
 بلکہ صدیک ازاں ہم چشم ندانم۔ و چگونہ چشم توان داشت کہ با آنکہ زمانے دراز در پانی پت
 اقامت ورنہ یزید و باسیاے از آتشنا و بیگانہ صحبتہا اتفاق افتاد۔ اما یاد ندارم کہ در
 پانی پت کسے کرایہ آوردن شما ازین ناکس گننام بمیان آورده باشد۔ حقا کہ استواری
 اس میں مودت و اتحاد و صفای مشرب جذب اخلاص نہ بجدیت کہ آن ہیچ صدائے
 جاتواند جنبید۔ و این بھیج کہ ورت متغیر تواند گشت۔ ورنہ داد آنت کہ در میانہ آشتی
 و بیگانگی گردش چشتے بیش نیست ۵

نومیدی از وصال تو طاقت گذر نہ
 صد جاگرہ زویم امید بریدہ را

الحاصل بندہ تا یک ماہ در دہلی مقیم است امید کہ زود نہ دیر جواب ایں اخلاص نامہ از زانی
 فرمائید۔ بدین نشان کہ لقاہ در دہلی متصل چلی قبر بر مکان نواب محمد مرتضی خاں مرحوم
 مکتوب الیہ برسد۔ ان شاء اللہ تعالی بعد رسیدن جواب آں سرگزشت ایام حمدائی
 بتفصیل بگارش خواہم کرد۔ اکنون کہ ورق بہایاں رسید و مجال وقت تنگ و فساد بہر بارہ
 نامہ بر سر اشتیاق تمام ختم شد۔ والسلام والا کرام

ایضاً

رسیدہ نامے منتظر ہا بہ استخوان غالب پس از عیہ بیاد دم اور ستم راہ پکیان لا
 اکھریہ کہ نامہ والا بعد مدت دراز رسید درابطہ دیرنیہ را نوی بخشید و مرا از شکایتہا

مستقل ساخت۔ دنا تم کہ بر انداختن مرا ہم صورتی پیوند حسنوی رازیان نہ دارد۔ اما این
 هست کہ چوں راه نامہ پیام بسته شود و این حالت بخند بر رازی کشد تلکے را از ہر دو
 جانب بحکم بختیار ہماے شوق سر رشته ضبط و مکین از دست نرود سر حرف باز نتوان
 کرد۔ و باخبار ہمدگر بر نتوان غرور۔ گمان نبرند کہ در پرہ سپاس گذاری بر دوست منت ہم
 ہما نا شکرے کہ بوسے شکایت نہ بد و سخنے کہ بکلیاہ ادا کردہ نشود۔ بیگانہ مذاق آشنائی است
 ورنہ حاشا ثم حاشا کہ اندیشہ دیگر در سینہ اخلاص آگین گنجایش داشتہ باشد۔ چوں از سر گذشت
 فخلص استفسار فرمودہ اند پارہ ازاں گذارش کردہ میشود۔ مخفی مباد کہ ہر گاہ سنگ تفرقہ
 بر ہم جمعیت رسید و گلشن فراغ را موسم خزان پیش آمد۔ شمار گور گانہ اندیاد و یار دوست
 من ہم بہ پانی پت در نیچہ جہانی رنجور۔ دوستہ سال در بیت الحزن مستحکف بودم دل میرد
 را بوعده امر و زود فراہم فریستم۔ تا آنکہ لشکر وحشت هجوم آورد و سر رشته ثبات اند
 رفت۔ رخت سفر بدلی کشیدہ آمد۔ و از آنجا بمیرٹھ و از آنجا بہ مراد آباد۔ و باز مراد آباد
 بجانب سکندریہ اتفاق مراجعت افتاد۔ رفتے چند ہم در آنجا بخدمت برادر کرم اقامت
 و زدیدم۔ چوں دوستہ ماہ بریں برآمد و خواہستہ کہ دریں کشش و کوشش مطمح نظر بود وائی
 نہ پذیرفت۔ ناچار باز مانہ ناسازگار در ساختم۔ نواب محمد مصطفیٰ خاں بہادر رئیس جہانگیر
 در بلند شہر اقامت داشتند۔ مراجعت ایشان بُردند۔ بعد از آنکہ گفتگو با و پرس و جو
 بر میان آمد بحکم مناسبتہ کہ دیدند مراد گوشہ خاطر جاو اند و بلا نہایت خود برگرفتند۔ کما
 بیش چار سالست کہ در جہانگیر آباد زندگانی بسرے برم۔ و جمعی معاش اگرچہ ماقول کافی است
 اما لطف صحبت از حوصلہ توقع فزون تر است۔ دریں روزگار کہ آدمی عنقا و آدمیت حکم
 کبریت احمد دارد۔ ملازمت ایں یگانہ روشن طبع آگاہ دل را از فتوحات غیبیے شہرم

ذهبن ثاقب و فهم رسا و طبع جواد و خلق کریم و فکر صائب و نظر عمیق بدین پایه کمتر دیده شد
الحق فرشته راطع کرشمه سنج و خاطر سحر آفرین بخشیده بصورت انسان آفریده اند و لنگان
خون گرمی خلف الصدق ایشان نوب محمد علی خاں که بحلیه تمذیب آرسته و زیور الهیبت
پیر ارسته مروت است مرا از من بوده است سخن کوتاه حاشائے دامن که اگر چرخ برین شک
بروئے رسدش ۷۵

روزگارم که چنین با او نظیری بگذرد
رشدک آید عالمی را برین احوال من
شنیده ام که دیس عرض بدست و زرش سخن را بغایت کمال رسانیده اند از منزل
صاحب اکثر تائیدها و دربار آں محرم شنیده ام حیث صد هزار حیف که من بگفتار شما
کار کام و زبان نسازم و بیگانگان از آن کایا بپا شنود امر و زبانی پت میسر و دم
رضان هم و آنجا بسر می برم و پانچ اندک می ناسه به پانی پت فرستند و زود فرستند و یک
و دو غل از تنبلج فسر کلند و آن صمیمه شهر فرزند و اگر فرصت دست دهد و زمین غل
نظیری که بالا گذشت بگالش فرستد و ساسند یاران بنوازند و باران زکوه عاصب با
خواب صاحب در میان آمده است اما از گفتار شما هیچ شنیده اند و لکن شوق بسیار
دارند و دیگر آنکه طول ایام چه ای نهایت بسیار و پانچ ششصد و پانچاں در صد تفرقه
اند از زیست و فرصت جمعیت چون زیست و وقت باز آمدنی نمی نماید و غالب که تقیت
زندگی در آرزو مندیها بگذرد و آنرا که ماه رمضان است تقریب غم وطن بهتر از
بدست نخواهد آمد اگر آں محرم نیز درین ایام به پانی پت بیانند واه مبارک هم در آنجا
بسر برند چه خوش باشد و الله معکم ایتما که کتمه ۷۶

بنام جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی

ساختن ممنون دیدار و بخت سر سوختن از قصر فہائے حشران خدا داد و مست
یارب ہر دردے را بدوائے چارہ میستوان کرد و ہر گرہے را بنائے باز میستوان
نمود۔ اما سوز و دل کہ تنہا نام دارد و نام دیگرش ناشکیبائی است چہ باز جتے است کہ
بہر ہیچ افسوں چارہ پذیر نیست۔ تشنہ را بدیم آبے و گر سنہ را بہ پارے نانے تسلی میستوان
داد۔ و آرزو مند و یار بوجہ صال جادو دانی سیر نتوان کرد۔ از اینجا است کہ پروانہ در صدف
چراغاں از تپ و تاب باز نہ است۔ و طبل در عین بہاراں از نالہ و شیون دم
خروندہ گیرد۔ گوئی مغلوب سہولت شوق نوش از نیش و ہجر از وصل باز نشناسد۔
وَلِلّٰہِ کَرَّمَ مَنَ قَالَ ۛ

قَالَ لَیْقَا الْحَبِیْبَ لِلْمُحْجُوْرِ تَسْلِیَةً
وَلَیْسَ هَذَا یَسُوُّ هَذَیْ فِی مَحْجُوْرٍ
فَالْوَصْلُ عَلَیْ هَذَا اَوْ غَیْرَ هَذَا
یُحْوَلُ السَّمُّ تَرِیَّا قَا بَتَکَرَّرَ

بے بر نیامدہ کہ نام نہ نامی خدام نزول اجلال فرمودہ از جہاں دل آراے لیلیٰ شرو جلد و ہوش
رباے شاہد نظم دو غرضہ حدیقہ معنی بروے دل باز کشود و از حضور روحانی کہ حکم سابقہ
از لی وایا میسر بودہ است و خواہد بود بہ شہود جسمانی رسانید۔ و حجاب ورمی کہ پردہ بصر
بودنہ غشاوہ بصیرت از میان برداشت۔ جاے آن بود کہ از یں شادی برخوہا لیدے
و در پیرہن بگنجیے۔ اما شتلم شوق کار فرما نگذاشت کہ لختے بخود آیم و از صبر رحمت
بہرہ برآیم۔ بالجمہ جگر تشنگی طلب بجای رسیدہ کہ بزلال وصال ہم فرو نشستی نیست
تا بہ نامہ و پیام چہ رس۔ حیرانم کہ در یں کشش و کوشش چہ عے جویم و چہ عے خواہم

میگرم و از گریہ چو غلام خجے نیست و در دل بچہ هست نازم کہ کدہست
 ہیہات مضمونِ شکر ہمہ در لباسِ نظم او اگر دہ شد و با ندانہ شورش نہاں ہنوز یکے از
 صد گفتم ام۔ بہ کہ بعجز بیان معترف شوم و سخن بریں یک بیتِ عرفی تمام کنم
 غمہ چوں تیغ ز ندب نہ کشائی عرفی کہ بہ تحسین تو کیفیتِ زہمارے هست
 والتسلیہ

نظم عربی

نظم عربی جو محمد میمنشی محمد کرم اللہ خان دام تقاوتہم کی شاہد میمنشی
کے موقع پر بطور مبارک باد کے بیماری کی حالت میں لاسے ہو رہی بھی گئی

بِنَفْسِي مَا بِهِ جَاءَ الْبَشِيرُ وَمَا أَقْدَى بِهِ شَيْءٌ يُسِيرُ
فَبَشَّرَنِي وَقَدْ لَقِيتُ سَمْعِي بَسُوْا لَا يَكْفِيْهِ سُرُوْ
فَقَمْتُ إِذَا وَكَيْفَ يَقُومُ مِثْلِيْ خُفِيَفَ أَلَيْسَ يَبْعَثُهُ النُّشُوْ
شَكِيًّا لَا يُصَاحِبُهُ أُنَيْسٌ غَرِيْبًا لَا يُنْزِرُ وَلَا يَزُوْ
تُسِيتُ وَلَمْ أَكِدْ أُنْسِيْ هُمُوْ فَمَا هَذَا النَّشَاطُ وَذَ السُّرُوْ
أَرَى الْأَرْجَاءَ قَدْ مَلَّتْ بَهَاءٌ وَفِي الْقَمَرَيْنِ فَوْقَ النَّوْزُوْ
فِيَا لِلرَّابِعِ مِنْ رُبْعٍ بَهِيْمٍ بِهِ صَحْبٌ وَإِخْوَانٌ حُضُوْ

۱۱ سیری جان فدا ہو اُس خبر پر جو قاصد لایا ہو مگر جو چیز میں فدا کرتا ہوں وہ خیر چیز ہے ۱۲

۱۲ اُس نے مجھے ایسی خوشی کی خبر دی جس کی کوئی خوشی برابری نہیں کر سکتی ۱۳

۱۳ میں خوشی کے مارے کھڑا ہو گیا مگر مجھ جیسا نا تو ان کیونکر کھڑا ہو سکتا ہو جسکو یوم نشور بھی نہیں اٹھ سکتا ۱۴

۱۴ ایسا بیمار جسکا کوئی دوست نہیں اور ایسا مسافر کہ نہ اُس سے کوئی ملے اور نہ وہ کسی سے ملے ۱۵

۱۵ میں بھول گیا اپنے رنج جسکو بھول نہ سکتا تھا یہ کیسا نشاط ہے اور کیسی خوشی ہو ۱۶

۱۶ میں چاروں طرف روشنی ہی روشنی دیکھتا ہوں اور چاند سورج میں معمولی نور سے زیادہ نور پاتا ہوں ۱۷

۱۷ وہ پُر رونق مجلس کیسی مجلس ہوگی جس میں یار اور بھائی جمع ہوں گے ۱۸

کَانَ النَّاسُ حَوْلَ لَعْنَتِكَ لَوَا
 بَجُومًا بَيْنَهُمَا قَسْرٌ مَنِيرٌ
 وارجو حضرة الاصحاب فيه
 بشوقٍ لا الى هوسٍ يصيرُ
 فان يك فأتيتني ما كنت ارجو
 اذ اقد فأتيتني خيرٌ كثيرُ
 اُحِبُّ وَلَسْتُ أَكْذِبُ عَرَسَ قَوْمِ
 لهم ولعرسهم شأنٌ كبيرُ
 ابوه فجدّه وهلمّ جرّاً
 سرى او غنى او اميرُ
 له في ذاته كرم عيّمُ
 كما في اسمه كرم شهيدُ
 فقرت اعيُنُ الزوجين قُرّاً
 الى ما كان للدنيا قُرّاً
 وكان مباركا لهما ازدواجُ
 يؤدّي لا يد اخله نفورُ
 فباطنه كظاهرة صلاحُ
 واخره كاوله جودُ

۱۱ گو پاک لوگ دولہا کے گرد ستارے ہیں اور اُن کے پیچ میں چاند روشن ہو ۱۲

۱۳ میں دہاں یاروں میں شامل ہونے کی آرزو رکھتا ہوں۔ دلی شوق سے نہ جھوٹ موٹ ۱۴

۱۵ پھر اگر میری یہ آرزو پوری نہ ہوئی تو بڑی دولت میرے ہاتھ سے جاتی رہی ۱۶

۱۷ میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے اُن لوگوں کے دولہا سے محبت ہو جن کی اور جن کے دولہا کی بہت بڑی شان ہو ۱۸

۱۹ دولہا کے باپ اور دادا اور تک یا سردار تھے یا دو نمند یا حاکم ۲۰

۲۱ دولہا کی ذات میں بھی کرم عیم ہے۔ جیسے کہ اُس کے نام میں مشہور کرم ہے ۲۲

۲۳ خدا کرے جب تک کہ دنیا قائم ہے۔ میاں اور بی بی دونوں کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں ۲۴

۲۵ اور دونوں کو یہ عقد خالص محبت کے ساتھ مبارک ہو ۲۶

۲۷ اس عقد کا باطن مثل ظاہر کے بھلائی ہو اور اس کا آخر اول کی طرح خوشی ہو ۲۸

ذیل کی بیات دہلی کے اجا کو لاہور اس وقت لکھا کرتی تھی جبکہ اقم
ولی سید لکھ لاہور شہر ترقی میں چلا گیا تھا اور دوستوں کی جدائی میں غم تھا

هَلْ مَن يَبْلُغُ عَنْ مَحْضُورٍ لَهْوٍ
عَنْ مَبْتَلَىٰ فِيهِ بَعْدَ الْكُورِ بِالْهَوِ
إِلَى دِيَارِ بَهَا سَلَمَى أَهْلِيهَا
أَنْ لَمْ يَكُنْ فِي نَفْسِ الْبَيْتِ مِنْ خَيْرِ
هَلْ فِيكُمْ مَنْ يُوسِعُ خَائِرَ الْأَسْفَا
بِمَا مَضَى مِنْ وَامِ الْقُرْبِ الزُّوْرِ
وَلَمْ يَكُنْ حَدَثَانُ الدَّهْرِ يُرْجِي
يَوْمًا لَعْنَةٍ وَنَوْمًا كُنْتُ فِي عَوْرِ
لَكِنِّي رَأَيْتُ فِي حُبِّكَ قَدْرِي
فَلَنْ أَحُولَ عَنْ طَوْرِ إِلَى طَوْرِ
إِنِّي أُحِبُّ وَأَهْوَى أَنْ لَا يَفْكَرُ
وَأَنْ لَمْ يَكُنْ فُكْرُكَ مَسْعَايَ أَوْ سِرِّي
إِنِّي أَرَانِي وَقَدْ أَنْصَبْتُ مِنْ نَصَبِ
بِحَيْثُ لَمْ أَبْقِ أَنْ أَمْتَارَ عَنْ غَيْرِي
وَأَدْرَأَيْتَ قَضَاءَ اللَّهِ مُحْتَكَمًا
رَأَيْتُ نَفْعِي طَوْرِي فَيَأْتِي صَيْرِي

۱۰۔ کون ہے جو پیغام پہنچائے لاہور میں گھرے ہوئے کی طرف سے جو کہ رہاں اگر آسائش کے بندہ تکلیف میں مبتلا ہوگا
۱۱۔ اُس نے یاد میں جہاں سلی اور اس کے اہالی مولیٰ رہتے ہیں یہ پیغام کہ جدائی کے زمانہ میں بھلائی بالکل نہ تھی
۱۲۔ کوئی تم میں ایسا ہو کہ جو غمخواری کرے ایک حیرت زدہ کی جو گزشتہ صحبتیں ادا ملتا توں پرانوس کر رہا ہو
۱۳۔ ہمیشہ زمانہ کے انقلاب مجھے بے آرام کرتے رہے ہیں۔ کبھی بلند جگہ اور کبھی پستی میں میری گذشتی رہی ہو
۱۴۔ لیکن تمہاری محبت میں میرا قدم جا ہوا میری سب سے ایک حالت سے دوسری حالت بدلنے والا نہیں تھا
۱۵۔ میری خواہش اور میری آرزو یہ کہ تم سے ملوں اگرچہ تمہاری طرف دشنام اور چلنا میرے امتیاز میں نہیں ہے
۱۶۔ میں جبکہ غم سے تحلیل ہو گیا ہوں اپنے تئیں ایسا پاتا ہوں کہ اپنے میں اور دوسرے میں تمیز نہیں کر سکتا
۱۷۔ مگر میں نے حکم الہی کو سراہا مگر کت سمجھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ میرے ضرر میں ہر نفع مضمر ہے

اَزْجُومَنَّ اللّٰهَ بَعْدَ الْعُسْرِ مَيْسِرَةً اِمَّا عَلٰی مَوْجَلَةٍ مَّا وَّ عَلٰی فَوْزٍ

ذیل کی نظم کارڈی صاحب کی شان میں اس وقت لکھی گئی تھی جبکہ وہ لاہور میں قائم مقام ڈاکٹر سر شمسہ تعلیم تھی اور راقم سر شمسہ ترجمہ میں کام کرتا تھا اور صاحب مدد و مح سے ایک معاملہ میں سفارش کا خواستگار تھا۔

لَنَا اَسْيَاثُ بَيْنَ عِنْدَ خِصَامِ صِدِّ تَكُونُ بِنَانٍ نَلْتَجِيْ بِالْقَصَادِ
فَنُتَنِّيْ عَلٰی مَنْ كَانَ يَكْفِيْ اَمُورَنَا وَلَا سِيَّامَنْ كَانَ اَشْعَرُ نَاقِدِ
وَاَنْتَ الَّذِيْ تَحْوِي الْفَضَائِلُ حِجَّةً كَمَا تَحْوِي الدَّمَاءَ جَمَّ الْفَوَائِدِ
فَنُتَنَّاكَ تَفْتِيْشَ الْحَاجَةِ عَنِ الْعَدِيْ فَلَمْ نَرِ شَيْئًا فَيَاكَ غَيْرَ الْمَحَادِ
لَقَدْ قَلِمَا وُلِّمْتَ اَمْرَ جَمَاعَةٍ فَمِيْزْتَ مِنْهُمْ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدِ
وَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَغَيِّرُكَ ذَرْبًا لِّسَانِهِ فَاَنْتَ لَا تَشْرِيْ لِحْضَاكَ بِكَاسِ

۱۱ اب میں خدا سے سختی کے بعد آسانی کی امید رکھتا ہوں خواہ کس قدر دیر کے بعد اور خواہ جلد ہی ۱۱

۱۲ ہم اپنی بات دے جب ہمیں کوئی حاجت پیش آتی ہے تو مدد یہ قصائد کی پڑا لیا کرتے ہیں ۱۲

۱۳ ہمیں اس شخص کی تعریف کرتے ہیں جو ہماری کار پر آئی کرے خصوصاً ایسا شخص جو شاعر اور نقاد دونوں ہی ہو ۱۳

۱۴ اور تو وہ شخص ہے کہ تجھ میں بہت سے فضائل جمع ہیں جیسے کہ دیبا میں بہت سے فوائد جمع ہوتے ہیں ۱۴

۱۵ ہم نے تیری اس طرح چھان بین کی جیسے تختہ پیمانی کر کے ہیں مگر وہ بھی ہم تجھیں کوئی شے خوبصورت ۱۵

۱۶ تہہ ہڈ سے ہی دن بھر تو ایک جملہ کا افسر بنایا گیا ہے سو تو نے اس میں ایک ایک کو اچھی طرح پرکھ لیا ۱۶

۱۷ وہ کہ کن شخص ہے جسکی چرب زبانی تجھ کو دہو کا دے کے لیکر نگر تیری پسند نہ لگے کو نہیں قبول کر سکتی ۱۷

۱۸ یہ وہی کارڈی صاحب ہیں جو آخر کو ٹیڈنٹ متروک ہو کر میرا باد گئے ادھ کی سال ٹان ٹیڈنٹ رہے ۱۸

وَلَمْ يُنْسَلِ الْقِيَابَ عَنْكَ مَغِيْبِهِمْ فَعَنْدَ الْحَقِّ الذَّائِبِينَ كَشَاهِدِ
 اَنْتَ بِيَدِنَا لَمْ يَجِدْ قَبْلَ وَاحِدٌ اِلَيْهِ سَبِيلاً مَنْ ذَكَرِي وَخَامِدِ
 كَشَفْتَ غَطَاءَ عَنْ خِيَاتِ هَوِيٍّ كَمَا يَكْشِفُ الصَّبْرُ الدَّجِي عَنْ مَرَاقِدِ
 وَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْفَضْلِ لِمَرْحَلَةٍ اِلَى غَيْرِهِ مِنْ بَشَائِطِ الشَّوَاهِدِ
 مَدَحِكَ خَافِئِ مَطَرٍ مَبَالِغِ وَشَانِكَ عِنْدِي فَوْقَ تِلْكَ الْحَامِدِ

مبارک بادشاہی تختہ عالی جناب مرزا شریا جاہ صاحب گورگانی
 خلف اوسط جناب مرزا ہدایت اقرار المعروف مرزا الہی بخش مرحوم
 جو میرے عزیز دوست مولوی مرزا شرف بیگم حم کی فرمائش
 سے لکھی گئی تھی

أَبَيْتُ اللَّعْنَ خُبْرَةً إِنْ قَوْمٍ إِلَيْهِمْ يَنْتَبِئُ كُلُّ الْمَعَارِفِ

۱۱۔ تم کو جو نابینا نظر سے اوجھل سمجھا جاتا نہیں سکتا تیرے نزدیک غائب اور حاضر میں کچھ فرق نہیں
 ۱۲۔ تو نے ایک ایسا نادر کام کیا جو کہ تجھے پہلے کسی ذکی یا عجبی کو اس کا رستہ نہیں ملا
 ۱۳۔ تو نے ہومر کی نظم کی مشکلات کا پردہ اس طرح اُٹھ دیا جو جیسے صبح خواب گاہوں سے اندھیرا زائل کر دیتی ہو
 ۱۴۔ کیا اس فضیلت کے بعد آدمی کو کسی اور روشن تر شہادت کی حاجت باقی رہتی ہو؟
 ۱۵۔ میں نے تمہاری تعریف سچ بیخبر یا لاف کے کی ہو مگر میرے نزدیک تمہاری شان اس تعریف سے بالاتر ہو
 ۱۶۔ تو لوگوں سے محفوظ رہو۔ اے ان لوگوں کی اولاد کے انتخاب ہمن کی طرف تمام زبانیاں منتہی مہتی ہیں

۱۔ کارڈی صاحب نے زبان مشہور شاعر ہومر کی کتاب نظم یعنی ایلید کا ترجمہ یونانی سے انگریزی نظم میں کئے چکے ہیں
 ۲۔ بڑی شہرت حاصل کی ہے۔ یہ اُسی ترجمہ کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲۔ حالی نے عربی زبان جاہلیت میں سلاطین و ملوک سے
 ۳۔ خطاب کرتے وقت یہ جملہ بطور تحیت و دعا کے بولا کرتے تھے اس کے لفظی معنی یہ ہیں کہ تو ظہور و بڑے مائے ہمیشہ بچا ہو

لہم بین الوری ذکر رفیعہ و شان فی ملوک الدھر عالی
 و اذک انت یا من طاب نفساً لہم خیر الجود و الخیر ال
 خطبت کریۃ من طیبات اولات الفضل خیرۃ الفعال
 فما للمنتدی خیر التوادی بہ حقت موالات الوری
 و یا العرین من فحل کریم اثیل المجد محو الخصال
 یجود بما یضن ولا یباهی و یفعل ما یشاء ولا یبالی
 یحب السائلین بغير مکث و یعطی العائلین بلا سوال
 و ان یت اصغر الاقران سناً فاکبر ہم بلو عافی الکمال
 فبورك فیہ ما دام الثریا و ما انسح النہار من اللیل

۱۰ جن کا نام دنیا میں پسند ہے اور جن کی شان شاہان عالم میں عالی ہے ۱۰

۱۱ اور تُو اسے پاک نفس! اُن پہچے آبا و اجداد کی اچھی اولاد ہے ۱۱

۱۲ تو نے ستھرائی اور بُرائی والیوں اور پسندیدہ خصال مستورات میں سے ایک عالی خاندان کی سے شادی کی ۱۲

۱۳ پس وہ کیسی شاندار محفل ہو گی۔ جہاں دوستوں میں محبت متحقق ہوتی ہے ۱۳

۱۴ اور کیسا شاندار و دلہا ہے جو اندر و سخی۔ خاندانی بزرگی والا اور پسندیدہ خصلت والا ۱۴

۱۵ وہ دیتا ہے جو چیز نہیں بچاتی اور فخر نہیں کرتا اور کرشمہ ہے جو چاہتا ہے اور کچھ پردہ نہیں کرتا ۱۵

۱۶ مانگنے والوں کی بلا توقف سنتا ہے اور محتاجوں کو بغیر مانگے دیتا ہے ۱۶

۱۷ اگرچہ عمر میں بچپنوں سے چھوٹا ہے مگر کالیت کی حد کو پہنچنے میں سب سے بڑا ہے ۱۷

۱۸ پس برکت دیا جائے جو جب تک کہ آسمان پر غریب ہے اور جب تک کہ راتوں سے دن بڑا ہو رہے ہیں ۱۸

قصیدہ بایہ

ویشان حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرکہ ہنگام اقامت آنجناب مدینہ منورہ از
ہند بخدمت بابرکت ایشان ساودہ شد بود و از آنجا اطلاع رسیدن آن بایہ
حضرت ایشان بدستخط خاص و عبارت مندرجہ ذیل وادہ بودند

بسم الله الرحمن الرحيم من عبد الغنى ابن ابي سعيد الى الفاضل النبيل والا ديب الجليل المولوى
الطاف حسين - السلام عليكم ورحمة الله وبركاته - وصل مكتوبكم الشريف مع القصيدة الى العبد الضعيف
مع فصاحتہ و بلاغتہ لا يغفل عن الشين من جهة المراسل لا عيب فيم غورات سيوفهم فيها
فلول من قرام الكتاب ، واستحسنها بعض ابناء المدينة المنورة لما فيه من البراعة والقصة فحضر الله
يتجاوز من ذل و ينفذكم يا على منايا وماذب بجاه صاحب الشفاعة الكبرى سيدنا محمد وآله
واصحابه فلك السعادة ونجوم الهداية بلا ريب وخلل - والسلام

هوای الحور بلبوی کل حیر و نادب	و فتنہ قسبیس و نرگہ ز اہب
و ہنرم منصور و فتح الحاذل	و عز مغلوب و ذل لغالب
و ما من نساء الحی للعرن محاص	بلح قد استأسرن اهل التجارب
ولیس بدایہ گادیشفی سقیمہ	صبا بایہ قلبی بالعدا ری الکواعب
قد اختطف لبئی و روعی ملیحہ	بلطف مدار لا بعس معائب
معطلہ الاراء من غیر رقیہ	مقتلہ الاحشاء لا بالمضارب
و صاحبہ العشاق لا فی مکارہ	و کاذبہ الميثاق لا بالمراقب
لغی نظریہ منها و غمیہ و لمحہ	بلاء لدی و ریع الی اللہ تائب
و کم من حیاء دُونِها و تصعب	و حصن من التقوی و خوف العواقب
عجبنا لما قد خر موسى صعبہ	ولکن رأینا عند کشف الجلائب

ذهبنا لنلهيها بنا عن مشاغل
 اشد بلاء وصلها من فراقها
 اراقب وقت الوصل من غير موعد
 اليلالي ما اغناك عن شان مولد
 تناسيت في ذكراك علما وحكمة
 ذهبت بصبري يوم اقدمت في الحى
 شغلكت بلخبط قلبنا عن مشاغل
 يُعشّى على ابصارنا منك جلوة
 عتابك خلق في المذاق فعاتبى
 ووددت قلب العاذلين بنظرة
 احنة لا تشكروا حزينا فربما
 ذرونى وقلبي بالندايا فانه
 لقد قل عونى في آخر كثير
 ولى من موالى انما انا بينهم
 وفيما الى سلى وصولى فاننى
 لا صبر يوم البين كالليل مظلم
 كما اظلم الدهلى بتغريب كوكب
 عروى غزير العلم هاد ومرشد
 صبرى على البلوى شكوى على الله

فجاءت والمهتف عن الاشتغال بى
 اذا كان عند الوصل خوف المراقب
 اصدق في اقدامها قول كاذب
 له انت في دنياه قصوى المراقب
 لا نصيت اياما اليها ركابى
 نزلت وما انزلت حمل المراكب
 صرفت بر من قصد ناعن غائب
 كانك في الاستاد من غير حاجب
 وضربك حتى للمراقب فضا ربى
 لك الدين عند العائقين فطال بى
 تهيج المصاحب رنة صاحب
 مصائب اخرى ذكر تلك المصائب
 كفى غريب بين خل وقارب
 بمنزلة الكرار بين النواصب
 ضللت سبيلى في ضياء الكواكب
 كان صباحى قطعة من غياهب
 مضى على عرب عن الهند عازب
 جليل المسامى مستفيض المناقب
 نفور من الدنيا الى الحق راغب

مد ار کمال مقتدی کل کامل
 اذا ما قضی عدل صدق اذ اروی
 وحید لونی عبد الغنی الذی له
 یقوم غنی جالس الشیخ ساعة
 وترج رجلاً فقهرتی دون باب
 لیعلم علم الناس بالشمس فی الضی
 بذلیته اقصی نهایات مُتَبَّه
 مهائیته فی نفس الیف ووامق
 هو السابق الغایات من صاعداً العلم
 کراما تهم مشهوراً فی مشارق
 لا وضح برهان علی اختصاصهم
 صیانتهم من کل طایغ وعاید
 وامن یصلون السبیل امامهم
 فندما احیطوا انما کان حولهم
 ولما اتی نصر من الله بغتة
 قاتره شرع غریباً وقاطناً
 ولم یزوح حتی اجتاز ابار قومہ

محط رحال منتهی کل طالب
 مصیب اذا افتی اذا قال صائب
 او اثل مرأة لکشف العواقب
 بقلب ذکی مطمئن مراقب
 ضلالة ضلیل وخبیة خائب
 باسرار موجود و احوال غائب
 نہایتہ قصوی عنایات ولہب
 ارادته فی قلب عاید وجانب
 الی رحلہم لا ینتہی سیر رکب
 مقاما تھمد کورق فی مغارب
 بموہبة الرحمن خیر المواہب
 اذا غلبو فی الہند کل اغالب
 وکھ خلفہم اذا ہاجروا من معاقب
 نصال العوالی او ذباب القواضب
 لقد ساقوہم معجزی کل ناهب
 فیما عجبا من راہجات الجلائب
 فقد ورد الیسوع اصل المشارب

۱۱ اشارۃ الی ما نقل عن بعض الثقات ان الشیخ المرحوم راویلة سید الطائفة خواجہ بہلول الدین
 النقشبندی النام فبايعہ بلا واسطۃ بعد ما بايع شیخہ عمرہ مع اقرانہ واللہ اعلم ۱۲ حالی

مَلَحْنَا بِمَا اخْتَصَّ الْوَلِيُّ مِنْ حِرَاقٍ وَفِي الشَّيْخِ شَأْنٌ فَوْقَ تِلْكَ الْمَرَاتِبِ
سَيَنْقُذُ دُونَ الْإِبْتِدَاءِ بِوصْفِهِ أَقَاوِيلُ وَصَافِي وَأَوْصَافِ كَاتِبِ

مبارک باد خطاب شمس العلماء بجناب لانا شبلی نعمانی کہ در عینک نوشتہ

یا وحیداً من الکرام فریداً وعزیزاً مثلی علق نفیساً -
انت اولى بأن تُلقب شمساً بل بأن یجلوا شمس الشموس
انت شمس المهدی ولسست شمسیہ یختر بها الخنوس بعد الخنوس
انت طهرت ذیل دین صبین لو تئنه اللثام بالتدلیس
ثم دافعت عن امامہ نقی کان بعد النبی خیر رئیس
وعن الحق قد رکشفت غطاءً بعد ما غلقوه بالتلبیس
برزت فی الارض انت برّاً وجرّاً للمعالی ولا لامر خسبیس
قلد وک التزام مد رس قوم فیه یرجى لهم کمال النفوس
فتقلدت والترصت لزوماً خدمۃ المسلمین بالتدلیس
قمت بالدرس والدراسة فیم فارغاً عن ریاسۃ ورییس
وجعلت الکمال غایۃ هیم واتخذت الکتاب خیر جلیس
فعلى القوم لا زهاک حق کلهم من وجوهم وثرؤس
صانک الله عن مکار حق صدت کالقلب منافی الخیر

نشره

ضارعت نامہ موسومہ علی حضرت لانا و مقتدا نا شاہ عبد الغنی
قدس سرہ کہ با قصیدہ بانیہ در مدنیہ منور ارسال مع اشتہ بود

هذه نبذ كلمات عديدة و عدة آيات غير تسديدة يتوسل بها العبد
الذليل الصفر ليدن الملتزم بالشر والشين المتشبه بالطاف تحسين كان الله له
ولو لديه في النشأتين الى المولى الجليل الشيخ النبيل مالك ازمنة الاستكمال و
التكميل الهادي الى سواء السبيل قدوة السالكين زبدة العارفين رأس الفقهاء
والمحدثين قطب الملة والارشاد قبله الابد ال والا وقاد صد الشريعة الغراء
عماد الملة البيضاء ومظهر الانابة والاجتناب اوجه العلماء الاعلام مجاور
حرم خير الانام وارث علم النبي مولا نا ومرشد فاشاه عبد الغنى المجدى
النقشبندى الهندى المدينى لا تزال لعل فيضه قدوة او قرع باباه مقصودا
سمعت يا مولا نا ان اعرابيا جاء الى هارون الرشيد بماء كدر ولم يجد اياهم كان يظن الماء
احلى من شرب النبات واصفى من ماء الفرات تقرب به الى الخليفة وجعل هدية
له فدخل المجلس وعرضه عليه فاذا هو ماء متين الريح من الطعم كد اللون فقرس
هارون واطلع على داخله امره وعلم ان الماء وان يك ملحا في نفسه ولكنه حلو
في مذاق الاعرابي فتمنع القوم عن هتك سره واقتداء امره لكي لا ياخذ الندم
فيرجم خائبا أسفا وامر بعطية جليلة له واخرجه على الحال من بغداد مخافة ان

یقیم ہا و یشر ب من ماء رجلة فیجد حلاوة فی ذوقه و لطافة فی طعمه فیستحیی استیقام
النادم و یوض بنان السادم فکذلک ارجو اننا ایضاً یا شیخ یا مولائی ان تنظر الی ما
اوسلت الیکم من کلام مجین و قول غیر متین نظراً یا القبول فاذن یرفع ما فیہ من الخطاء
صواباً و من النقص تماماً فان من رجال الامر و ابالغومر اکراماً و ان قد عولی بدعوة
تکشف عن الغمة و تدلکفی بصرف الهمة و بذل الغمة مستعیناً بجانب سید المرسلین و
متمسکاً بذیل رحمة العلمین فداءہ امی و ابی صلوة اللہ و سلامہ و آلہ و اصحابہ اجمعین
فانقذہ لک نفسک لاهواء و لحاظ بشر اشر اقلی بلایہ لخلق من الشداد و لا سبیل الی الرشاد
قد اخترت علی الاجل عاجلاً و العجیل العاجل ایضاً کالاجل مفقود رزیت من الجلیل
بحقیقہ و الحقیر ایضاً لیس بوجوه فیما أسفی قد وقعت سہامی کلہا عن هدف
المقصود و بقیة صفر الکف فی الدنیا و الاخرة +

کیف الوصول الی معاد و دودتها قلل الجبال و دودھن حتوف
والرجل مایة و مالی مرکب و الکف صفر و الطریق مخوف
فہا انت یا شیخ یا ہا العزیز مشنأ و اهلنا الضر و جئنا بضاعة مزحاة فاف لنا
الکیل و تصدق علینا ان اللہ یجری المتصدقین و سلام علی عبادہ الذین
اصطفی من مجاور ی حرم المصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

و سرخط خبا مباح کے نام ہمیں پہلے خط او قسید کی سید کا شکر ادا کیا

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سیدنا و نبیہنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین
و بعد فیما آیتہا الشیخ یا مولائی سلام علیکم اذکی سلام ثم سلام علیکم الف الف سلام

قد بلغني منكم ما كنت ادعو من بشارة القول ولجأ بته المامل فشكوا لكم بعد شكر على ما
ادركوني وتداركتم بالي من محاسبة الساعات ومراقبة الاوقات ثالله لقد قهرت من
الامال بما لا يرضى وقلت بموهبة منكم عظمي ومن مثلكم شئ يسيركم فيه من خير كثر
فانكم اليوم منتهى قصد وقصا زى اهل لكل قريب وبعيد شقي وسعيد وانتم بأرض
تواها شفاء الاسقام ومقام كريم لا يحله الا الكرام واذا العبد الذليل الملتزم بالشكر
الشين المدعو بالطاف الحسين تجاؤر الله عما جنت يدي وغفل الله لى ولو الدنى سلام
على عباده الذين اصطفى من مجاؤى حرم المصطفى صلى الله عليه وآله وسلم

مكتوب بنام مزار اشرف بيگ حوم وبلوى ازلاهو

سلام عليكم سلام غريب بعيدا لدار هجو الاوطان والاوكار وطول الليل عبوس
النهار قد حل ارضنا لا انيس بها ولا صاحب وضاعت عايتها بما رحبت فاعيت به
المذاهب لا يتقن من عزه فببصو قصد ولا يقدر على نفسه فيرى رشفة
قد تركتم غرضنا لسمام الالام ودرزيت لطمعان الاحزان والاسقام وحيندا
طريدا بامنا بعيدا خزيننا كشيئا قلعا مكروبا ولكنه مع ما به من الهم والشغى
والحزن والاسى وكابة الفراق وحزانة المشتاق ولوعة قلبه وتغوى حبه وشئت باله
وجزعه ولباله لا يكاد يشغله عنكم شاغل ولا يحول بينه وبينكم حائل وقد القى
ذكركم بين عينيه ليا نس به ويسكن اليه وكلما يبلغه كتاب او تكتب دوح خطاب
من عند احد من الاحباب يهيج له شوقا الى شوق ويحشمة من الهوى ما لا يسهه
الطوق فالحمد لله حمدا صابرين الراصين بقضائه كلما قضى لواجين رحمة

عند کل کثر و دوسری علی ما قد قبل

ادی الصبر محم و عنده مذهب

هو المذهب النبی لمن احدثت به

فالمرجو منکم بامامنا الخلاق وخلص لاخوان ان لا تنسوا ما انعم الله علیکم من قویة
اعینکم و سکینة قلوبکم فی محادثة الاحباب سراً و جهاراً و مقاکمة الا تراب لیلک
و نهذا وان تجعلوا شکرتک النعمة ذکرنا و مواساتنا و تدارک ما فاتنا من اخصار
عیشنا و اطیب حیاتنا فلا یشتغلکم شأن عن شأننا و لا یبعثکم بعد مکاننا و
من مثلکم نظرة الینا و لو كانت بعد زمان یروی غلیل القلب اللهبان و اما
ما بلغنی الیوم بعد دهر طویل من کتابکم الجریل و امرکم الجلیل فقد سترنی اشد
سرور و صنع بی ما یضمر لقاء الحمیر بالحمیر و ستجدون جوابه ان شاء الله
ر دیف هذا الکتاب منذ رجائی کتابکم المطاب و اما ما سألتکم عن بعض اعمال
المدارس فقد سألتکم عن ظیل زائل و رسم دارس و السلام علیکم و
علی من یحیی و یحببه من لدیکم و من حوالیکم

کتابہ آخری

سلام علیکم اعلی سلام من قبل الغریب المستهام و بعد هذا جواب ما یلقد
من کتابکم المتین و خطابکم الزرین فی لسان عربی مبین فوقع عندی معجلاً
و سررت به اشد سرور و لکنه قد وقع فی استجوابه فحق من التفتک الغیر المعتاد

سأله اس خطا آخری حصہ تلف ہو گیا۔ اس لیے نا تمام حالت ہی میں چھپوا دیا گیا۔ ۱۲ طلی

فوالذي نفسي بيد ما منعني منه إلا أنه كان الزمان زمان الفتنة والبلاء والمرح
والوباء قد انزوت العافية في الزوايا وأحدثت بالبلدان أنواع البلاء وكان الناس
بين صرعى وقتلى فمنهم من سعت له الحى ولدعه الضلوع ومنهم من قتله
الهيضة بذات الشفرين من سيف لاهل والهراع وكان الجندى لعلم مريد
على ذلك ابتليت به صغارهم وكبارهم وذكورهم وإنا نهم فهلك من هلك
وفنا من فنا - وأما الباقر وإنا منهم وقليل ما هم فكانوا بين الخائفين والراحين
الذين ياتيهم الموت من كل مكان وما هم بميتين ولم يزل كان الأمر كذلك حتى
صار الموت والحياة كفر سق دهاج يسبق هذه قارة وتلك آخره :

كِتَابَةٌ أُخْرَى رُسِلَتْ بَعْدَ مَعَاوِدَةٍ مِنْ حَيْدٍ أَبَادِي
الْوَكْنِ الْجَنَابِ النَّوَابِ عَمَادِ الْمُلْكِ الشَّهِيرِ بِمَوْلَى سَيِّدِي
الْبَلْكَرِ فِي حُدَارٍ كَانَ الدُّوْلَةُ الْعَالِيَةَ

أقمت معصوماً شهيراً وإيَّاماً مجبل را فتكم في حيدر آباده

فهذا دعاء وقد كاد لنعمتكم وشكراً لا حساً أنكم يا سيد السادة

ولست بناس طول عمرى صنيعكم كذا اجرت باد كاد النعمة العادة

وبعد فقد وصلت يا سيدى فى نومبر يوم الثلاثاء بنعمة الله وحسن توفيقه من

يمشى الى دنى سالماً وغامماً وكنت فى مبنى نزيل فى منزل صاحبكم الجليل البجل

المتأذ عن الاقران فى المحورة بالسيد العادلة والاخلاق الحسنة السيد محمد حسين

المتبرزة عن كل شين الذى فى زودته سكينه للقلب وقريرة للعين ستين
ساعة فماتنى هذا الفتى معاملة لا تكاد تقع بين الجانب بل عاشى فى
معاشرة لا حجاب ولا حجاب ورافقى مرافقة الخلد بالخلد وادانى من
خصائص المعونة وعجائبها ومراسيها ومراكبها فوق ما كنت ارجو ان اراها
وله غير ذلك من الصنائع التى صنع بنا ما لا يوصف باللسان ولا يقية اللفظ
البيان فى آيات شعرى لا شكركم اياكم على ما هديتمونى منزل الرجل النبيل
ودللتهم على سواء السبيل الى خوان الخليل ايم احمد الرجل على ما اكرم منى
واحسن مثوى واعاننى على ما كنت بصدده من اطلاع احوال المعونة وبالغ
فى حسن الاضافة والقراى ولم ياذن لى بالرحلة من بمبئى الا كرها فوالله لئن كان
الاسمعيلىون كلهم متخلفين باخلاق اخيرهم هذا جزمتم بان الناجية من الفراق
الاسلامية هى الفرقة الاسمعيلية لا غير ثم ان الرجل بان يقول مشتتكم
عن جنابكم الرفيع انكم لم تكتبوا كتابا منذ ما بن طويل ولم تطيعونه على احوالكم
ولم تسالوا عنه وعن احواله وامرنى ان اخبركم بذلك واسالكم ان تذكروا
ما فاتكم وما على الا البلاغ

كتاب اخرى الى السيد الجليل العبد المسماة بالخلة الادبية

قد اسلة القس الجليل قد صلبى من اول تموز الى اخر تشرين الثانى ثلاثة اعداد من
جريدكم القريدة المسماة بالخلة الادبية التى تلوح اثار قبول العلمين من غمها البيضاء
قمتعت بما فيها من سوانم الاخبار وبدائع الافكار وفوائد اخرى يعجز عن خصوصها

لسان الاظهر فبعثنا تشكرا غاية التشكر على يا احسنتم الى مثل هذا المسكين
 بارسال الجريدة اقول اني مع بائي من شدة الوله وغاية الحرص على مطالعة
 النحلة لا استطيع ان اشترك فيها وان مثلي في الباب كمثلي ظمان على راس بئر
 ماله دلو ولا سبب يتوصل به الى الماء ولا قلب يصبر على العطش ولا كفى
 اتعهد ان شاء الله بالسعي المقلود في نشر نفحات النحلة وبكاتمها بين ابناء الوطن
 ومن الاخوان والخلان وغيرهم من رؤساء ادارات التعليم الذين يعرفونني
 ولو بادني معرفة واما اغنياء هذه الصفحات من الملوك والامراء والاكابر
 فليسوا في شئ من ذوق العلم ومطالعة الجرنالات وتفحص الاخبار وذلك السعي
 الذي تعهدت به لا يكون متى على شرط عوج من جنابكم بل يكون لمحض
 اشاعة الخير والبركة بين الناس وما يقتضيه الاخوة الانسانية من التعاون
 والتعاضد هذا وان كنتم تمتنون بعد ذلك بارسال الجريدة فلا يسعني الايتان
 بغير التشكر على هذا الامتنان باللسان والحنان الا انه في عزم هذا الخفيف على
 تقدير وصول النحلة فيما بعد ان ابلغ في كل شهرين او اكثر مرة واحدة بعض الحوادث
 المهمة الواقعة بهذه الافطاد الى حضرتكم مثل هذه العربية المستعجبة التي لا تكاد
 تقع عند اهل اللسان موقعا حسنا او باحدى اللغتين من الفارسية والهندية
 ان لم يكن على خلاف شرط النحلة ثم لي في خصوص امر الجريدة كلام اخر لا بد ان
 ابرح به في حضرتكم وهو ان ترجمتها بالانكليزية ان كانت مطابقة بكل لفظ لفظ
 من العربية بحيث لا يبقى لغة من اللغات المولدة او المعربة مجهولة غير مفسرة
 لكان اقرب الى فهم اهل الهند اوقع في قلوبهم فان اللغات المتداولة بين ايديهم

من الصراح والقاموس وغيرهما ليست بكافلة لجميع ما في العربية الحالية من
الفاظ القديمة والحديثة ولحق هذا الصحيفة رقيقة انحرى بالانكليزية ارجو
ان يكون النظر فيها منتجا لبعض النتائج الحسنة والسلام خير ختامه

صُورَةٌ مَا قُرِئَتْ عَلَى مَنْظُومَاتِ الضِّيَائِيَّةِ الَّتِي كَثُرَتْهَا بِالْعَرَبِيَّةِ وَمِنْهَا بِالْفَارْسِيَّةِ وَالْهِنْدِيَّةِ

الحمد لله الذي جتبَ الى كلام الخطباء والشعري في قلبي جلالة النظم وذوق الانشاء
فلا ارجو الا فيه ومن يرغب عنه الا السفيه فسيحان من النعم على بالنعم التي
لا تحصى ثم اختصني منها بتلك الموهبة الكبرى ومن ههنا فليعلم اني لا يسعني
السكوت عن مدح ما يقيم عندي موقعا حسنا من نظم يحيى او نثر شيرازي او بيان
سرايى او كلام فاتي وامان انكلف في مدح او اعتسف في قبح او ابالغ في
الانزواء او اجتمعت الى الاطراء فلا يتأتى مني ابدا ولا افعله سهوا ولا عمدا
ولذلك ارجو من الله المستعان ان اكون فيما اصف مشهورا لي بالصدق
والصواب حتى لا يروني الا الناطق بالحق من غير شك ولا ارتياب

وبعد فلما وصلت من دلي الى لاهور مستعيذا بالله من الحزن بعد انكو
وقد كنت اذا اعرف احدا ولا يعرفني احد من اهل ذلك البلد او صلتني قائد
التوفيق الى خير منزل لخير منزل من السادة الكرام والشيوخ العظام صدق
الحاضر والنوادي سيدى مستندى خواجه ضياء الدين الجهان ابادى

بنى سيد غلام ضياء الدين مرحوم دہلی کی نظمیں تیسوں زبانوں میں ۱۳ عالی

الانزال مصوناً عن كل اهية وفاقره وما فانه حسنة من حسنات الدنيا و
الآخر فكنت نزيلاً عند الى ثلاثة اشهر واكثر فكان مادمت في بيته يعمل لى
كل صنيعة ويصنع الى كل معروف ويؤثرنى ويواسينى ويكرمنى ويدارينى
وله عندى غير ذلك من الصنائع ما لا يسعه البيان ومن الايادى ما لا يوصف باللسان
وهذا الذى ذكرت من حسن الاضافة والقرائى فلبس فى عداد من فضائله التى
لا تحصى منها ان له يد فى النظم طولى وقسطاً من النثر اوفى فى السنة مختلفة
ولغات شتى فتارة يسبح بحم الخطباء من العرب العرباء واخرى ينشد نشيد
الفرس من مفلقى الشعراء وسحرة البلغاء واقام الأردو فمثله كمثل آية هو
اخذ بناصيتها تنصرف حيث شاء وما يشهد لى بصدق ما ادعيت له هو هذه
الصيغة المنيعة التى فيها اتمودج كل من تلك الآسن الثلاثة فى بيان رشيقي
ولفظانق لهذا المصقع الطليق والمنطق الذليق فيالحا من وجيز جامع بين
كلام العرب والعجم فيه النسيب وفيه الوعظ والحكم يرغب اليه لطلاوة لفظه
ويتنافس فيه لحلاوة نظمه كالتها رضة تعجب الانظار بنصرتها اوجبة تشخص
اليها الابصار لبعجتها اودوحة مفرقة او سخابة ممطرة اوحديقة دهماء
او عشيقه حسناء او عين من ماء معين او منظر الحور عين وله سوا ذلك
من المصنفات ما فيه قرة اعين لكل ناظر وغنية لكل باد وحاضر فلا زال
مقيضاً على المستفيصين ومنحاذاً للطلابين واخذ دعوتان ان الحمر لله رب
العلمين هـ

خُطْبَةُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَتَجِدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْخَلْقَ فَسْقَادُهُ وَاصْطَفَى الْإِنْسَانَ عَلَى الْأَكْوَانِ فَكَرَّمَهُ
وَأَحْسَنَ مَثْوَاهُ وَنَصَرَهُ وَكَفَّاهُ وَأَمَرَهُ وَهَيَّاهُ فَمِنْهُ مَنْ آتَابَ إِلَيْهِ وَ
اعْتَصَمَ بِهِ وَلَوْ يَعْبُدُ إِلَّا أَنَا وَفِيهِ مَنْ أَقْتَفَى أَثَرِ النَّفْسِ وَأَخَذَ أَخَذَهَا وَ
اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ الْمُنِيِّ الْأَوَّاهِ لَتُبْتَلِ
إِلَى اللَّهِ عَتَا سَوَاهِ الَّذِي وَجَدَهُ يَتِيمًا فَأَوَّاهُ وَعَلِيلًا فَأَعْنَاهُ وَهَرَجًا
شَيْءٌ أَعْطَاهُ وَاجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ وَعَلَى مَنْ اتَّبَعَ هَدْيَهُ وَفَقَاهُ وَأَعْلَى كَلِمَةٍ
الْحَقِّ وَحِجَاهِ وَأَتَقَى اللَّهُ حَقَّ تَقُّهُهُ وَمَلَكَ نَفْسَهُ وَهَوَاهُ وَلَبَّيْ قَائِلَاهُ
الْإِنْسَانُ لَعَزَّكَ رَبُّكَ الْكَرِيمُ وَمَا حَمَلَكَ عَلَى التَّأْنِيهِ وَمَا وَلَكَ مِنَ الذُّهْمِ
الْقَوِيمِ وَمَا أَهْلَكَ عَنِ التَّعَلُّبِ الْمُقِيمِ حَيَاتِكَ الدُّنْيَا قَانِيَهُ وَأَنْتَ
تَرْجُو أَنَهَا بَاقِيَهُ وَمَتَاعَهَا شَيْءٌ سَيِّرٌ وَلَسْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ
قَدْ اسْتَهْلَكْتَ فِي الشَّهَوَاتِ وَنَسِيتَ هَؤُلَاءِ اللَّذَاتِ وَتَنَاهَيْتَ فِي الدَّلَاهِي
وَمَا لَمْ تَهَيْتَ عَنِ الدَّهَائِي كَمَا أُرِيتَ بِمَعْرِفِي فَصَصَيْتَ وَكَمْ دُعِيتَ إِلَى الْخَيْرِ
فَسَوَّيْتُ جَمَعْتَ مِنَ الدُّهْمِ وَاللَّيْنِ أَلْفًا وَأَضْعَافًا وَرَأَيْتَ فِي تَفَقُّهِ
لِوَجْهِ اللَّهِ إِسْرَافًا وَتَلَاقًا مُنْتَهَى قَصْدِكَ بِجَسَسِ يَوْمِ الْإِخْوَانِ وَجَلَّ
صَنَاعَتُكَ سِتْرًا إِسْرَافًا بِحَيْرَانِ سَاءَ ظَنُّكَ بِالْخِيَارِ وَحَسَنَ لَدَيْكَ مُقَامُ
الْأَشَارِ يَتَّبِعُ وَعْدَكَ الْإِخْلَافُ وَيَعْقِبُ حُلْمَكَ الْخِلَافُ طَالَمَا قِيَامُكَ

فِي ظَلَمٍ لِّمَالٍ وَأَنْتَ تَارِكُهُ بَعْدَ حِينٍ وَلَا تَزَالُ تَعُودُكَ عَنِ الْأَعْمَالِ حَتَّى آتَاكَ
 الْيَقِينُ فَوَيْلَكَ قَدْ طَلَبْتَ مَرْوُوكًا وَتَرَكْتَ مَطْلُوبًا وَاقْتَضَيْتُ حُوبًا وَهَـ
 قَضَيْتُ مَكْنُوبًا وَشَرَيْتَ بِالْحَقِيرِ جَزِيلًا وَيَا لَرَجِيصٍ جَلِيلًا وَحَمَلْتَ خِفَافًا
 وَتَبَدَّلْتَ ثَقِيلًا وَأَخَذْتَ مِنَ الصَّفْوِ كِدْرًا وَأَخَذْتَ عَلَى الْخَيْرِ شَرًّا وَ
 اسْتَبَدَّ لَكَ الَّذِي هُوَ أَدْنَى بِالَّذِي هُوَ أَعْلَى وَاسْتَغْلَتْ عَنِ الْآخِرَةِ بِالْأُولَى
 اللَّهُ اللَّهُ الْأَمْرُ تَمَهَّلْتَ فِي الْخَيْرَاتِ وَتَمَاسَّكَ عَنِ الْحَسَنَاتِ وَإِقْبَالَكَ عَلَى
 الْمُهْلِكَاتِ وَمُسَابَقَتِكَ بِالسَّيِّئَاتِ طَلَّقَ الدُّنْيَا ثَلَاثًا وَفَارَقَ أَهْلَهَا وَ
 اتُّكِ عَلَى غَارِبِهَا حَبْلَهَا وَتَبَّ إِلَى اللَّهِ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ وَأَدْرَاكِ الْقِرَاعَ قَبْلَ
 أَنْ تَفُوتَ وَاسْتَعِينَ بِوَجْدِكَ قَبْلَ عَدَمِكَ وَاعْتَمَرَ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ
 وَالزَّمَّ بِالْعَمَلِ فَاكْمُرْ مِنْ عَمَلٍ تَسِيرُ خَيْرٌ مِنْ عِلْمٍ غَرِيرٍ وَوَاطِبْ عَلَى التَّدَامَةِ
 فَدَمٌ مِنْكَ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ كَثِيرِ طَاعَةٍ تَصَدَّقْ مِنْ غَيْرٍ مِنْ وَادَى وَ
 أَنْفِقْ مِمَّا تُحِبُّ وَتَرْضَى إِنْ جِئْتَ بِحَسَنَةٍ فَاسْتَعِمْ وَلَا تَعْتَزَّ بِهَا لِشَقَاةِ
 عِدْوَةٍ لَعَلَّ الْعَالَمِينَ وَلَتَمَّا الْأَعْتَازُ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَإِنْ اقْتَرَفْتَ
 سَيِّئَةً فَاعْتَرِفْ وَلَا تَيَاسَّ فَإِنَّ الْأَعْتَازَ يَهْدِمُ مَا يَقَرُّونَ وَلَا يَنَاسُّ
 مِنْ رَدِّهِ إِلَّا الْقَوْمَ الْكَافِرُونَ إِنْ بُلِيَتْ فَاصْطِرِفْ فَإِنَّ الصَّبْرَ أَسَى ثَلَاثُ
 الْفَرَجِ وَدَجَى تُؤْذَنُ بِالْبَلَاءِ وَثِقَلُ يُخَفِّفُ الْأَثْقَالَ وَدَاءُ يُذْهِبُ الْضَالَّ
 وَلَنْ أُعْصِيَتْ فَتَشْكُرْ فَإِنَّ الشُّكْرَ سَبَبُ لِمَزِيدِ الْإِنْعَامِ وَبَعَثَ لِلْمُنِيعِ عَلَى الْأَكْرَامِ
 وَجَالِبُ اللَّزْرِ رَاقٍ وَذَاهِبُ الْإِلَامِلَاقِ وَأَضْرِبْ فِي الْأَرْضِ يَطْلُبُ الْعِلْمَ
 غَيْرَ بَاعِدٍ وَجَاهِدْ فِجَاهِدٍ وَبَاعِدْ ثُمَّ بَاعِدْ وَاجْهَدْ جَهْدَكَ فِي أَخِيذِ

مِنْ كُلِّ قَارِبٍ وَبَارِعٍ وَكُنْتُمْ بِمَا فِيهِ مِنَ الْآبَاعِدِ فَإِنَّهُ أَوْجِبَ لِلْحَامِلِ
وَأَصْلُهُ الْمَفَاسِدِ وَأَوْصَلَ إِلَى الْمَقَاصِدِ وَلِذَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ وَإِذَا سَمِعْتَ هَذَا
فَاتَاكَ وَالْإِضَاعَةُ وَعَلَيْكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَإِنَّ الْفَقْرَ مَنْ عِلْمِ فَعُولٍ
وَسَمِعَ فَقِيلَ وَذِكْرٌ فَأَعْتَبَرُوا أَمْرٌ فَأَتَمَّ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّ فِي
ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ وَسُبْحَانَ رَبِّكَ
رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

گلستان سعدی کی حکایت کا ترجمہ

حُكِيَ أَنَّ بَعْضَ صُلَحَاءِ بُيُوتَانِ مِنْ اشتهرت متناہتہم وانتشرت کراماتہم جاء الی
دمشق فدخل بماء الکلاسة يريد ان يتطهر اذ دخل قدمه فوقع في الحوض ثم خرج
بعد ما ادرکه انغرق وقام الى الصلوة وصلى بهم فلما فرغوا قال له بعض اصحابه مالك
يا شيخ اني رأيتك يوما في بحر المغرب كنت تنسج على الماء وابتل منك قدم واما
اليوم فقد اشرفت على الهلاك في قليل من الماء ولو لا رمق من الحيوة لغرقت
فشقان بين هذا وذاك فاطرق رأسه واكثر في التأمل ثم قال اما سمعت ما
قال النبي صلى الله عليه وسلم لي مع الله وقت لا يسعني فيه ملك مقرب ولا نبي
مرسل ولو قيل وقت مستمر وكان عليه الصلوة والسلام ما ربح يشتغل بالناس
والرجال واخرى لا يلتفت الي جبريل وميكائيل ومن ههنا قبل مشاهدة الأبرار
بين الجن والانسيتار

دوسری حکایت

بینما انا جالس في يوم من أيامي بجامع بعلبك إذ شعث في الوغط والتذكير وحوالي
جمع كثير من لا يكادون يفقهون حديثاً ولا يهتدون سبيلاً فكما أزدعت في البیان
تدقيقاً وتحقیقاً زادوا حيرة وضلوا طريقاً فلما رأيت لا يخلبهم سحر كلامي ولا أثير في
قلوبهم نقاتي أنشد في حزة أسف هلفت كل الهف على أضاعة الكلمة اشاعة الحكيم في قوم
صميم بكم +

بنام بعضی از اہل علم کہ دبیرت مقیم بودند و نام ایشان از مشہور

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين - وبعد
فاني قد سمعت ان المعلم الشهير فاندريك الامريكاني التزيل ببيروت رتب سلسلة
من الكتب في العلوم الجديدة وسماها النقش في الحجر واني اريد شرحها لكتبت
التي تضمنها هذه السلسلة من اولها الى آخرها وايضا قد سمعت من بعض ثقاة الهند
الذين قد لا فوكره في البيروت ان تلك السلسلة يمكن وصولها اليها بتوسط جنابكم
فاستأكر بامولنا اننا باي طريق نطلبها وكيف نؤدي ثمنها وهل يمكن ارسالها الى
الهند بالطريقة التي جرت في سائر الممالك الانكليزية وهي ان اهالي البوسطة يبلغون
الاشياء الى المكتوب اليهم بعد اخذ الثمن ويدفعون الثمن الى المالك ويسمون هذه الطريقة
بلا انكليزية ويليو بي ايل وتوجهت بالعربية (ما يجب اداء ثمنه) فحصل اليها الجواب
من عند حضرة المحليلة نطلب تلك السلسلة الجديدة بالطريقة التي تصفونها لنا والسلام ختم

جملۃ صلیحۃ

فی ما اثرنا صحر الملة وموقفهم عن نوم الغفلة الذابت عنهم في كل فتنة و
 الناصر لهم عند كل ملية الذي جعل همتهم مقصورة على اصلاحهم وراى
 لذة حياته في نجاحهم وفلاحهم يعلم لهم في كل واد كصبت هائمه ولا يخاف
 فيهم لومة لائم اعنو الدكتور سر سميل احمد ابن السيد متقى ابن السيد هادي
 الحسيني نسبا والمدني نثر الهوى محتدا والدهن مولد الشعر
 طلع الشنايا بالمطايا وسابق الى غايته من يتبدلها يقدم

فاعلم ايها المخاطب بجليل ان هذا الشيخ الاجل الامجد الهام والسيد الصنديد السميع القم
 هو اول من تصدق لاصلاح حال مسلمي الهند في اواخر المائة الثالثة من الالف الثاني وافنى عمره في انقاذ
 ماله في نصم والرافة بهم والشفقة عليهم والمجاهدة فيهم واول مزب
 عن الاسلام وسافر لاجل ذلك الى اوريا ونشر هناك محاسن الاسلام بين المسيحيين
 وطهر ذيلته عما افتروا عليه ونسبوا اليه من المالك المساك (تعالى عن ذلك
 علوا كبيرا) واثبت فضله على اديان اخرى بدلائل بينة وبراهين متقنة

۱۵ تقریبا ۲۵-۲۶ برس گزرے ہوں گے کہ لندن سے ایک ماہوار عربی رسالہ موسوم "بہ نخل اویسیہ" جاری
 ہوا تھا۔ جس کے چند پرچے گزرا نہ مذکور نے میرے نام ہی بھیجے تھے۔ امیرین نے بجائے قیمت ادا کر نیچے اسکی قلمی
 اعانت کرنے کا وعدہ کیا تھا چنانچہ ایک آریکل مرحوم سید احمد خاں کے حالات اور انکی ملی و قومی خدمات پر راجی
 ٹرٹی چھوٹی عربی میں لکھ کر لندن بھیجے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر اسکے بھیجنے سے پہلے معلوم ہوا کہ وہ رسالہ کسی وجہ سے بند ہو گیا
 اور وہ آریکل راقم کے پاس مسودات میں یوں ہی پڑا رہا اب جو اس ضمیمہ میں شامل کر نیچے لے اسکو ڈبوٹا تو بہت ہی
 کم اصرار دستیاب ہوئے چونکہ موجودہ حالت میں مضمون مذکور کو از سر نو مرتب کرنا راقم کی طاقت سے باہر تھا اس لئے
 جس قدر ذرا وق بہم پہنچے انہیں کو بقدر امکان کسی قدر ترتیب دیکر اس ضمیمہ میں شامل کیا گیا ۱۱ عالی

سلك فيها طريق استدلالهم ونسبح على منوالهم وهو اول من ادعى ان ديننا من
الاديان لم يفت رقاب الجوارى والعلماء عن ذل العبودية الا الاسلام وامسك
على دعواه بايات بينات من كلام العزيز الملك العلام واحاديث متصلة مرفوعة
صححت عن النبي خير الانام وهو اول من عزم على التوفيق بين ما جاء به القرآن
وبين ما شهدت به الحكمة الجريفة وعلى رفع ما يتبادر الى الاذهان من
الاختلاف بينهما كما فعل علمائنا المتكلمون في صدر الاسلام لما شاعت
الحكمة اليونانية بين المسلمين وخافوا عليهم ان يقعوا في شبهات الملاحين
والزنادقة *

ولندك ههنا شيئاً يسيراً من مساعيه الجميلة التي كانت مستمرة سلسلة
في نصر الاسلام والمسلمين من سنة ٦ الى زمان رحلته التي وقعت في اوائل سنة
ميلادية *

منها انه لما اضطر مت نادر البغي والعدوان في اقطار الهند من قبل
الساكر الهندية سنة ١٥٠٠ ميلادية وكان مسلموا الهند اذ ذاك مظنة لخلاف
الدولة الانكليزية لما كانوا قبل استيلاء تلك الدولة في نوع من العجز والمكنة
والسلطان في ممالك الهند - بادرا الشيخ الى تاليف كتاب في بيان اسباب البغي
التي كان مرجع اكثرها الى غفلة اركان الدولة وسوء تدبيرهم في الامور السياسية
وكان الزمان زمان الاخن والبطش والانتقام بحيث يفر المرء من اخيه و
ابيه وابنيه وصاحبته وبنيه ويؤسرن ويجهنون ويقتلون ويصلبون
فلم يكت هناك من كلمة الحق وانقضى بنفسه الى التهلكة ليريد كل شبهة

تختلف في صدور اعيان الدولة من قبل المسلمين ويؤري ساحتهم من كل سوء ويظهر
ذيلهم عن كل رنج

ومنها انه الف بعد ذلك كتابا اخر على خلاف ما شاع واشتهر بين
الملة الانكليزية من رأي بعض مدبري الملك ومشيري الدولة منهم في الهند
ان جماعة المحدثين من مسلمي الهند الموسومين بالوهايية الذين لا يقولون بوجوب
تقليد احد من الائمة المجتهدين ليسوا من اطاعة الدولة في شئ ويرون
ان الجهاد مع النصرانية ولاية الهند واجب على المسلمين - فلما اشتهر ذلك الكتاب
من قضاة الرأي المذكور بين الهند والانكلترا ونظر فيه رجال الدولة واعيان
الملة واذنوا بينه وبين ذلك الرأي لم يبق لهم شبهة في قصو علم صاحب
الرأي قلة تدبره وضعف رأيه وانه لم يتبع فيه الا الظن ولم يمتك الا بالقياس
ورفع بناء من غير اساس - واطلقوا خلقا كثيرا من اولئك المحدثين واتباعهم
كانوا مأسورين مبهوتين ولم يكن لهم ذنب ولا اثم الا تسمية الناس اياهم
باسم الوهايية

ومنها انه لما شاع كتاب السيدة المحمدية الموسومة بلائق وفهم
باللغة الانكليزية في اربع مجلدات قد صنفها احد من اكابر رجال الدولة و
ولا تها في الهند بحيث لم يصنف احد من المسيحيين قبله كما رعوامثل لك الكتاب
على مخالفة الاسلام - وكان الشيخ حينئذ متقلدا لبعض اعمال الدولة تحت امر
ذلك المصنف - شتم الشيخ عن ساق الجرد واخذ يتفحص عما يحتاج اليه من

الكتب والا سفار في نصر الاسلام والذبت عن حوزته فلم يظفر منه في الهند
الا بقدر يسير لا يسم ولا يغني من جوع. لما قد خربت خزائن الكتب الاسلامية
كلها في فتنة العساكر الهندية. فعزم على الرحلة من الهند الى اوروبا لاجل
ذلك واخذ معه ولديه كانا يعرفان اللغة الانكليزية وسار بهما الى انكلترا
واقام نحو سنتين بلندن وصنّف هناك كتاباً مبسوطاً سماه بالخطبات الانكليزية
في الكشف عن حقيقة الاسلام لصيانتها عن كل ما يفترون عليه ويطعنون
فيه ويرمونه.

ثم ترجم هذا الكتاب بلسان اهل انكلترا وطبعه وانشاع وداول بين
القرى والامصار من البرطانية الكبرى وفي كثير الممالك من اوروبا ليتم حجة
الاسلام على من كان ينكر عليه من دعاة المسيحية حتى ان بعض اهل الانصاف
من القسيسين المأموين على دعوة اهل الهند الى دينهم اعترف ان احداً من المسلمين
منذ بدء الاسلام الى الان لم يكتب كتاباً جامعاً كما شفاع حقيقة الاسلام
وتحسينه قط في لسان اهل المغرب كما كتب هذا الرجل كتابه الخطبات الخمسة
ولولا له لما تم عليهم حجة الاسلام.

ومنها انه لما صار مسلموا الهند مشرفين على الموت الذي هو الدل
والهوان بين ابناء الزمان، لما تركوا مسالمة الدهر ومرافقته ولم يتعظوا
بوعظه وتذكيره، ونزعوا ان تعلم اللغة الانكليزية والتكلم بها والممارسة
فيها كفر، ولا يجوز للمسلمين ان يرضوا بتعليم اولادهم في المدارس الانكليزية
فهموا كثيراً من اعمال الدولة ومناصبها التي كانت شرط تقليد هام معرفة

اللغة الانكليزية ، ولم يزالوا يتزَّلون عن معارج العزِّ والجاه درجة بعد درجة حتى كاد ان ينتهوا الى غاية ذلهم وهوانهم ، ويعودوا غريباء خاطرين غامضين وهم في اوطانهم حمله الرقعة النوبية والاخوة الاسلامية على ان يصلح امرهم ويجمع شملهم ويقيم عن جهم ويسد افكارهم ويثقف اراءهم ويدلهم على ما يقتضيه الاحوال الحاضرة من تعلم لسان ولادة العهد واكتساب العلوم المفيدة والمعارف الجديدة ، وترك التقليد المصالح الذنوب والامم المعاشية والاسلاف عن الرسوم القديمة التي رسخت في قلوبهم كالاحكام الشرعية ، وغير ذلك من الامور التي لا يمكن ان يبقى امة من الامم العظيمة على عظمتها القديمة الا وان يلزموها انفسهم ويتشبثوا بها ويعضوا عليها بالنواجذ ، ويجهدوا فيها ، .

فلان الى الشيخ مع كبر سته وعظم جثته وثقل جسده يسير ويرتحل من بلد الى بلد ومن ناحية الى ناحية ، فيعظم في كل مجلس يدكرهم في كل محضر ويلومهم ويعاتبهم ويرفقهم ويلطفهم ، وكان يطالبهم ان يبذلوا امرهم ويجهدوا انفسهم في تهية اسباب التعليم وتيسيرها لافهام واعقابهم ، وترويج العلوم الجديدة ومدولة اللغة الانكليزية بين المسلمين المتوطنين في بلاد الهند الامنين في كنف الدولة البريطانية كما فعل سائر ابناء وطنهم من الهنود والمجوس وغيرهم .+

فلما انتهى الامر الى ذلك استطاع الشيخ عند ذلك سبيلا الى تشكيل مدرسته على رفق بنائها في بحبوحة الهند بحيث لم يرمثلها عين الزمان ولا ستماني

مالک الهند - وبنی حول المدرسه ریاضاً متسعاً فی غایۃ الحسن والملاحة محتویاً
 علی بیوت متجاورة متناسبة البناء متساویۃ المقدار صالحة لان یسکنها
 الکبراء واهل الثراء - واشترط علی المتعلمین (سواء کانوا من بلاد قریبة او
 بعیدة) ان یشرفوا بتلك البیوت ویلتموها ما داموا مشغولین باخذ العلم
 لئلا یخاطروا فناء السوء ویكونوا من معاشرۃ الاضداد بمنزلة و یحصل المرواۃ
 بینهم بطول الصحبة ویصلح افکارهم بذکر المذاکرۃ وجمع فیها بین التعلیم
 دینی و دنیوی - لیتکونوا من اصحاب امر معادهم ومعاشرهم ویستغنوا عن مداریس
 الدالة التي خلت عن تعلیم علوم الدین رأساً - وطلبۃ لنظم المدرسه وتعلیم
 العلوم فیها و تربیة المتعلمین المقیمین بها البارعین فی انواع العلوم من نجباء
 اکثرۃ المتحلیین بالأخلاق الفاضلة والسير المرضیة - واحضار ایشاع العلماء
 الاعلام من افاضل المسلمین لتعلیم علوم الدین - وهیاً لطلبۃ العلوم کل
 ما یشتاجون الیه من المسجد والحکام والمطبخ والمستراح والمستشفى - و
 الابار والاشجار والریاض والانهار والارۃ المتنوعة لانواع الریاض
 الجسمانیة - والاماکن المنتظفة للمذاکرات العلمیة - وغیر ذلك مما لا
 یشعه للبیان +

ولاشک ان هذا المدرس اول مدرسه فی الدنیا تشکلت لتعلیم
 المسلمین بمحض التعاون والتعاضد من ابناء الملة وتکفلت لتعلیمهم تربیتهم
 وتهذیب اخلاقهم وحفظ صحتهم وتنظیف لباسهم وتحسین کلامهم و
 ان یرشد هم الی معنی التمدن وحسن المعاشرة ویدلهم علی ان القوم ما هو

والوحدة القومية ما هي ويحيى فيهم الاخوة الاسلامية التي قد ماتت بموت
 القيد ماء من اهل الملة البيضاء ويغرس في قلوبهم منها شجرة طيبة اصلها
 ثابت وفرعها في السماء ويؤلف بين اشقات الفرق الاسلامية التي يتباغضون
 بينهم ويتنافرون ويتنازعون ويتخاصمون يعرض بعضهم عن بعض ويسب بعضهم
 بعضاً ثم لتوكيد هذا المقصد رأى ان يداول بينهم جرنالاً مُهذَّباً للاخلاق و
 العادات مُحَرِّضاً على المكارم والعالي - مُرَهِّدٌ في بعض العلوم القديمة التي
 لا طائل تحتها، كاشفٌ عن المعارف الجديدة مُرَغِّبٌ فيها مشعرٌ بان الاسلام
 باصوله وفروعه لا ينافي في اصول التمدن وفروعه ولا يمنع عن اتباع الملل
 المتمتدة في العلوم والصناعات وسائر الخيل التي بلغوا بها غاية العز و
 المنفعة والحجاء وسبقوا كل امة من اصناف الامم الى اقصى مراتب الحكمة
 والذلة والسلطان - وسمي هذا الجرنال بتعذيب الاخلاق.

فلا زال يصُدُّ في كل شهر مرة او مرتين الى نحو عشر سنة وكان من
 احسن الجرائد وضعاً وترتيباً وبلغها نظاماً وبياناً وأجر لها قدرٌ ومكاناً
 في لسان اهل الهند.

لم يسبقه جريدة ولا جرنال في هذا الشأن - فانتفع به المسلمون في
 هذه الاقطار فوق ما يرجي ويتوقعون ان يتفهمون، حتى ان صلحت افكارهم و
 تحولت اداءهم وتزكزل بُنيانُ العصبية التي كانت تحول بينهم وبين الحق
 المبين - غير ان المتقشفين من علماءهم والمقلدين من سفاههم وللتعصبين
 الخائضين في بحر الحجة يغشاه موج من فوقه موج من فوقه سحاب لم يتفقوا

بالقبول بل انكروا عليه وكفروا من تصدقوا لادارته ومن كان من اعوانه
وانصاره ولكن لم يقدر وان يمنعوا غيرهم من اصحاب الراي اهل الدهي
عن موافقة الشيخ ومظاهرتة فيما يرجع الى صلاح حالهم وما لهم فبدلوا
اموالهم لبناء المدرسة فوق ما يستطيعون *

وصيها انه بعد تاسيس بنيان المدرسة الكلية لتعليم المسلمين
وتشيد مبانيها عقد مجلسا عموميا باحثا عن امر تعليم المسلمين المتوطنين
في كل ناحية من نواحي الهند وانه كيف يمكن وصوالهم الى الكمالات المطلوبة
التي اقتضتها ضرورة الوقت وضع ذلك كيف يمكن لهم المحافظة على بقايا السلف
الصالحين من علومهم القديمة ولا سيما العلوم الدينية التي تكاد تندرس معها
وتحوشا ثارها من بلاد الهند وطا السبيل الى بقاء اللغتين المحاملتين لدينهم
وعلمهم وحكمتهم وادبهم وتاريخهم وسيرهم في اخلاصهم واعتقادهم عن
العربية والفارسية اللتين قد جاء بهما المسلمون الاولون من فاتحي الهند
واعوانهم وانصارهم وكانت كل واحدة منهما منذ قدوم المسلمين في هذه
الاقطار متداولة بينهم فكل ما كان من تعليمهم وتعلمهم ومكاتبتهم مراسلهم
وتصنيفهم وتاليفهم وانشاءهم وانشادهم ونظمهم ونثرهم انما كان بالحق
هذين اللسانين وكانوا يكرمون العربية ويعجبونها ويتبركون بها كما كانوا
مستأنسين بالفارسية راغبين فيها مقبلين عليها والذين كلاهما مشيرين
على الزوال قد اندمجا من مدارس الدولة ومكاتبتها رأسا ولم يبق في بيوت المسلمين

منها الارفق - ومما الحيلة في تعليم نساء المسلمين من وراء الستور وهن مقصورات
 في البيوت مستورات عن المعلمين والنسوة اللاتي يصلحن لتعليم النساء فلا يوجد
 هنهن في ارض الهند الا ما شاء الله - والمدارس التي تشكلت لتعليم نساء اهل
 الهند من تلقاء الدولة او من قبل دعاة المسيحيين فلا يامنها احد من اشرف
 المسلمين وايضا رأي الشيخ ان يتعقد ذلك المجلس على راس كل سنة في بلد
 بلاد الهند ويأتيه المسلمون حينئذ مبعوثين من كل ناحية ويعرض من يشاء
 من اعضاء المجلس ما بد الله من رأي او فكر او حيلة او تدبير في امر التعليم
 او في كل ما يتعلق بصلاح الملة على من شهد منهم في ذلك المجلس فمن شاء وافقه ومن شاء
 لم يوافق فان توافقتم كلمتهم في امر او غلبت اراء الموافقين عزمو على
 امضائه وصموا فيه والا فلا يخذوا به وتركوه كان لم يكن شيئا مذكورا
 واول فائدة يستفيدونها من ذلك المجلس انه يتسع به دائرة الاتحاد
 بين المسلمين يوما فيوما - فانهم يأتون في كل سنة مرة من اماكن بعيدة
 وبلاد قاصية لامر جامع فيه صلاح الملة فيجتمعون بعد ما كانوا متفرقين
 ويتعارفون بعد ما كانوا متناكرين ويقومون في مقام واحد الى نحو خمسة
 ايام او اكثر ليتكلموا من دوام المصاحبة والمحادثة ويتفقوا في الاكل والشرع
 ويتساءلون ويتشاورون ويتحدثون ويتفأكون ثم ما عدا تلك الفوائد
 بخطب الخطباء من افاضل الناس يفيدون في خطباتهم ما يناسب ذلك
 المشهد من افادات جليلة يهتز بها القلوب ويترأ بها النفوس الى معارج
 الكمال المطلوب *

ومنها ان طائفة عظيمة من طوائف الهند الذين سبقوا سائر
ابناء الوطن فيما يقتضيه الاحوال الحاضرة من العلوم الجديدة والصناعة
والسياسة والتدوين وفاقوا جميع الاقران والامثال في معرفة اللغة
الانكليزية وتقلدوا الاعمال الجليلة والمناصب الرفيعة من قبل الدول
بحيث لم يتركوا احدا من اهل الوطن موضعاً للتقرب الى دولة العهد حصول
الغزو المكنة عند اركانها - شكوا اجلسا عموماً سُمّوه بنيشنل كنگريس
ليطالبوا دولة العهد ما وعدت من انها لا تفرق بين احد من اهل الهند
واهل انكلترا بشرط استحقاقهم في سائر الحقوق والمرافق ولا يبرح بعضهم على
بعض في تقليد الاعمال الجليلة والمشاركة في وضع القوانين السياسية و
غير ذلك وادارت تلك الطائفة ان يشاركوهم في تلك المطالبات جميع
اهل الهند ليضطر الدولة الى استماع ما يقولون واجابة ما يسألون فلما مضى
على تشكل ذلك المجلس سنتان وجعلت طوائف اهل الهند يستحسنونه
ويميلون اليه ويرغبون فيه قليلاً قليلاً وياتيه الناس مبعوثين حين ينفق
المجلس كل ناحية حتى ان كثيراً من المسلمين ايضا اعزموا على مشاركتهم في
هذا المجلس، تفضل الشيخ بانه ان ظفرت تلك الطائفة بمزدهم لن ينال
المسلمين منهم الا شراً - فان الحقوق التي يدعون لسائر ابناء الوطن لا يمكن
ان يحصل لقوم الا وان يكونوا اغنياء اعزّة عند اركان الدولة عارفين
باللغة الانكليزية والعلوم الجديدة معرفة تامة مطلعين على القوانين
السياسية خبيرين باصول الدول المتقدمة اللورباوية ولا شك ان المسلمين

ليسوا من تلك المزاياء في شيء يعتدُّ به فلا بد ان يستوعب الهنود جميع تلك
الحقوق وبشأركوا في الحكومة والقدرة والاختيار ولم يبق للمسلمين خلافة
في العزة والمكنة والجاه ويصيروا اذلاء صاغرين خاضعين للهنود اكثر
فما كانت الهنود لهم في سالف الزمان وينتهز الهنود فرصة لان يبدوا ما في
انفسهم من الضغينة والبغضاء القديمة التي قد بدت من اخوانهم وما تخفى
صدورهم كبر - فابتدأ الشيخ عن ذلك الى تشكيل مجلس آخر على رُغم مجلسهم
لتنبيه المسلمين على ان تلك المطالبة انما هي نافعة للهنود خاصة لا
للمسلمين ولرفع القضية الى اركان الدولة واعلامهم باننا معشر المسلمين كافة
لا نشادكم فيما يدعون وفيما يطالبون واننا براء منهم وما يقولون - فانتهج
الامر الى ان جرمت الدولة بان في اسعاف ما يقترحون تأخير لقوم خاصين
على سائر الاقوام من اهل الهند - وانبتت المسلمين بعد ما كانوا غافلين عن
تبعات تلك المطالبة وعواقبها - فاعتزلوا عنهم وتبرأوا عن مشاركتهم ولم
يحم حولها بعد ذلك من المسلمين الا نفر قليل ليسوا في اعداد شي منهنهم *

وصفها انه لما كان ممارسة العلم الجديدة في الاكثر ممتنجا للوهن في امر
الذين ومظنة للايمان والتدهر لما يتلى ويستمع من احوال رجال العلم في أوروبا
وكان الشيخ اول من حرص على الهند على تحصيلاها ورغبهم فيها فخاف عليهم ان
يحتنوا امنه ما اجتلت الملل المسيحية في أوروبا ويتضرروا بالعلم فوق ما كانوا
يتضررون بالجهل *

وكان قلبه مطمئنا على ان الاسلام الخالص عن الشوائب الصافي عن الكد

لا يباينضه شيء من العلوم اليقينية وانما يبايناض ما اشتبه به بالاسلام وليكن من
الاسلام في شئ من اراء العلماء وقياسات الفقهاء وخرافات القدماء من الفلاسفة
والحكماء والبدع والاهواء والاخبار الواهية المنقولة من كتب اليهود والنصارى
الرائجة الماخوذة من الجبر من الهند وغير ذلك مما اخذ بحجرا في الاسلام وصاغها
بمنزلة الاخلاط من المزاج *

ويجب ان يغفل من علماء الاسلام في الهند كافة غافلين عما يقتضيه ضرورة الوقت
من تعليم اللغة الانكليزية وتحصيل العلوم الجديدة كذلك كانوا
يقنعهم عن ضرورة الاسلام بوجه يتناسب اذواق المعتضيين وينطبق على اصول
مسلمية عند حكماء العصر كانوا لا يجوزون ان يسلكوا في المداخلة عن دينهم طريقا
لم يسلكها الاولون بل كانوا لا يعرفون كيف السبيل الى الذب عن حرم الاسلام
في هذه الزمان، واين المفتر من تحولات الحكمة الجديدة على الملل والاديان وفيهم
الخلاص من شبهات الطبيعيين القائلين بامتناع الخلق في القوانين الطبيعية *

فلما استياس الشيخ من علماء المللة ان يتعهدوا امر الدين ويحافظوا عليه
ويوافوا عنه تصد بنفسه المنفرة لهذا الخطاب الجسيم وشرع في تفسير القرآن الكريم
على اصين متقين ينطبق على الحكمتين القديمة والجديدة ومع ذلك يشهد به العقل
ولا يستنكره الشرع - وهو ان فعل الله وقوله تبارك وتعالى لا بد ان يكونا متوائمين
متلائمين بحيث لا يتخلف احدهما عن الاخر لئلا يلزم نسبة الكذب الى حضرة
تعالى عن ذلك علوا كبيرا، ولا شك ان ما كان وسيكون في عالمي الخلق والامرنا هو
من فعله تعالى فلا يمكن ان يوجد في كلامه المبين شئ يخالف ما في عالم الخلق او في

عالم الامر من الاسماء والصفات والافعال والاثار والقوى والكيفيات والحوادث والوقائع
 ولما كان اصل اصول الاسلام هو القرآن الكريم الذي صلب اليينا كما انزل الله
 على رسوله من غير تحريف ولا تحجيف ولا زيادة ولا نقصان ولم يكن الاحاديث والفتاوى
 بهذه المشابة وكان في كتاب الله غنية لنا عن كل ما عداه كما قال عمر بن الخطاب
 "حسبنا كتاب الله" اقتصر الشيخ على تفسير القرآن ورأى ان في المدافعة عن القرآن فاء عن
 الدين كله ولما ذكره هنا افرد جوامع تفسيره الذي حل فيه بعض الفاظ القرآن الحكيم
 على معاني مجازية لم يجعلها عامة علماء الاسلام على تلك المعاني قبل الشيخ قال الشيخ
 في تفسير الايات التي وقعت في اوائل سورة البقرة في بيان نعماء الجنة اما حقيقة
 الجنة التي علمنا ربنا في كما قال عز اسمه في سورة البقرة "فلا تعلم نفس ما اخفي لهم
 من خيرة اعيين جزاء بما كانوا يعملون" واما حقيقتها التي اخبر بها الخبير الصادق عليه
 الصلوة والسلام فهي كما اخرج الشيخان عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم "قال الله تعالى اعدت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت
 ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر" فلا يخفى انه لو كان حقيقتها على ما روي
 هي الرياض والانهار والفواكه والثمار والجوارى والغلمان وقصور من لؤلؤ وذهب
 وفضة وانهار من لبن وخمر وعسل لكان مخالفا لما نطق به القرآن وما صح عن
 النبي فان جميع تلك الاشياء ما تراه العيون وتسمع الاذان ويخطر على قلب بشر
 ولا يقال ان ما في الجنة من الرياض والانهار وغيرها فهي على واشرف من امثالها في
 هذه الدنيا غاية العلو العرف فلا يلزم ان ترى بالعيون وتسمع بالاذنان كما ترى
 تسمية امثالها في هذه السجوة الدنيا لا نهان لم تكن ترى وتسمع فما منعها ان تخط

على قلب بشر. فان تلك النعماء التي امثالها موجهة في هذه الحيوة الدنيا. وان كانت
اعلى واشرف من امثالها الخسيسة الدنيوية غاية العلو والشرف فلا بد ان يكون
بينها وبين امثالها نوع من المماثلة والمشاركة والا فلا وجه لتسميتها بنعماء الالهام
فان سلمنا انها لا ترى بالعيون ولا تسمع بالاذنان فلا نسلم انها لا تخطر على قلب بشر
ايضا. وقد علمت ان حقيقة الجنة من بينا ان لا يخطر على قلب بشر. فلو ان
جميع تلك النعماء التي تنسب الى الجنة انما هي عبادات عن قرعة اعين تكو فيها وتمثيلا
لها لتكون اوقع في قلب الانسان واقرب اليه فيه الناقص وادراكه القاصر حقيقة
الجنة وما هيتهما.

ثم اعلم ان الانسان كما خلقه ربه مجبول على انه لا يدرك ولا يتصور الا ما يصير بالعين
او مس باليد او ذاق باللسان او شم بالانف او احس بالقوة السامعة وقرع اذنه
تكون في الجنة لا ابصر مثلها الانسان بالعين قط ولا مس باليد ولا ذاق باللسان
ولا شم بالانف ولا احس بالقوة السامعة فالفطر الانسانية تاتي ان يبلغ الانسان
كنه تلك القهريه وحقيقتها. ثم ما يخاطب به الانسان انما يخاطب بما هو جاري على
لسانه من الالفاظ والكلمات ولا يوجد في لغة من لغات الانسان لفظ يعبر عن
لا يدرك بالحس فلا يمكن ان يعبر عن ذلك المعنى بعينه وان كان للعبير هم الله فانقاد
على الممكنات لا على المحالات. ثم كل لغة من لغات الانسان التي يخاطب بها بعضهم
بعضا لا يوجد فيها ايضا لفظ ولا كلمة يعبر بها عن كيفيات هذه الحساسة الدنيوية
كالحموضة والحلاوة والوجع والالام والكلفة والراحة واغا يعبرن بها بامزجياتها
او بنوع من التمثيل والتشبيه مع ان ذلك المرادف والتمثيل ايضا مجتهد في التفسير

اخر هلم جئنا - فما ظنك بمحقق البحنة التي عيبر عنها بقرعة اعين كيف يمكن التعبير عنها بعينها وتصويرها في ذهن الانسان وان كان المعبر هو الله ..

ب
الا انه لما كان الانسان مجبوراً على استكشاف ما في آتيا انما هو به من النفع وما في انكار المنه عنه من الضرر - كان لا يرغب في الطاعة الا بعد اطلعه على نفعها ولا يمتنع عن المعصية الا بعد ما تبين مضارها وجب على كل نبي مرسل بل على كل محدٍ يصلي بعض المنافع العامة ان يبين ذلك النفع ويدل على تلك المضار ولو كان نوع من التمثيل والتشبيه ..

ولما كان التعبير عن حقيقة تلك القرعة للاعين بعينها متعذراً او كذلك عن حقيقة ما يقابلها من الامور الداعية الى بيان حواء الاعمال خيراً كان او شراً بكل راحة او كلفة لا يتصور راحة وكلفة فوقها في هذا العالم والمتصور من ذلك اليان انما هو تصوير تلك القرعة للاعين وما يقابلها من الامور الداعية من وجه من التشبيه ولو كان ناقصاً لاهذه الراحة او الكلفة بعينها ..

ولذلك فقد قدم في التوراة بيان تلك القرعة بكثرة الاولاد ونزول الامطار وسعة الرزق والغلبة على الاعداء وامثالها وبيان ما يقابلها من الالام الروحانية بموت الاولاد والقطع والوباء والفرجة من الاعداء وما اشبه ذلك الا ان هذه الامثال وان كانت اوقر في قلوب بني اسرائيل وانفذ ولكنهم لم تكن بحيث تقربها سائر الالام والميل - فجاء القرآن بامثال ابد منها في الانذار والتبشير اوقر في قلوب كافة الناس اوفى بحال كل فرد من افراد الناس شريعاً كان او غربياً يادياً كان او حاضراً واعلماً كان او جاهلاً فان كل قوم سواء كانوا من البلاد الحارة او الباردة يحبون بيوتاً منخرقة ويسانين ناضرة ومياه جارية وفواكه طيبة يفرحون بها كل فرحة ويرغبون فيها كل رغبة ويشتهونها ويميلون اليها - وايضاً كان في الخبر والحال على اطلاقه لذة عجيبة تغذب اليها النفوس فتترالعلوب واجعب المحس والحال اذا كان في الانسان ولا سيما في الجوارى والعلمان - فالتعبير عن قرعة اعين تكون في الجنة بمثل هذه اللذات الفطرية - وما يقابلها من الالام الروحانية بامثال النار والحير والضرر والوقوع في المقاصد منه ان يجور بوجود كل نعمة لا يتصور فوقها نعمة في الجنة ويادراك كل نعمة لا يتصور فوقها نعمة في جهنم ولا فالرخصة التي تكون في الجنة والكلفة التي تكون في جهنم بالحققة **سَمِعْتُ** فلا راحة بينهما وبين هذه الامثال التي نطق بها القرآن **بالخير**

